

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَآلُهُ

کتاب جواب حالات قطب الانشاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ موسومہ موعود بہ

مغلاطریقت

معروف بہ

فضایل عزیزتہ

ترجمہ محمد عبدالرحیم صاحب ضیاء اللہ تعالیٰ بہتان کرتاں محمد علی الدین مالک طبع

مطبع گزٹا واقع گزٹا کراچی
دری متین نفع جید و مطبوعہ

فہرست مقالات طریقت

۱	نسب نامہ	۲۵	مقالہ دوم در اشعار معلوم طایفہ	۲۶	نان وائی کا قصہ
۵	ذکر شیخ وجہ الدین شہید	۲۷	سین پڑھانا حضرت علیہ السلام کے حکم	۲۷	شخص غائب کو توجہ دینا
۱۱	ذکر شیخ عبد الرحیم	۲۸	ابدال کی دستگیری	۲۸	طریقہ توجہ و سب سے کا
۱۲	ذکر حضرت شاہ ولی اللہ محدث	۲۹	استفاضہ بعد رحلت	۲۹	قبول نکرنا نذر
۱۳	ذکر مولوی محمد صاحب	۳۰	دلایل فیض بخشی بعد وفات	۳۰	سورجی کسی کا قصبہ
۱۵	ذکر مولانا شاہ رفیع الدین صاحب	۳۱	بیان قوت حافظہ	۳۱	حاضر مہونا جنات کے شاہزادہ
۱۸	ذکر مولانا شاہ عبدالقادر صاحب	۳۲	مباحث مجذوب	۳۲	ذبح مہونا جی کا طالب علم پرست
۲۳	ذکر مولانا عبدالغنی صاحب	۳۳	بیان صبر	۳۳	جن کا اوتھالیا نا عورت کو
۲۴	ذکر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب	۳۴	کمال استغناء	۳۴	پیری کا عاشق ہونا
۲۵	سائل و لاوت	۳۵	تاثیر نیاب و من	۳۵	نواب سادات یار خان کا قصہ
۲۶	ذکر حصول علم ظاہر و باطن وغیرہ	۳۶	خبر آئندہ	۳۶	غائب ہوئی ڈھن کا ملنا
۲۷	ذکر معاش	۳۷	قوت توجہ	۳۷	سیحڑوں میں صاحب کمال ہونا
۲۸	بیان تدریس	۳۸	خبر آئندہ	۳۸	بیان مراتب تقویٰ
۳۰	بیان تربیت باطن یعنی مرید	۳۹	تاثیر حکم	۳۹	تعریف دے
۳۱	ذکر طریقہ علیہ عزیزیہ	۴۰	محقق کی مطابقت منقول	۴۰	علامت دے
۳۲	بیان تصنیفات	۴۱	فرشتہ سے ہم کلامی	۴۱	بیان قضا و قدر
۳۳	کتب متضمن مسئلہ وجود وغیرہ	۴۲	قوال کی تعلیم	۴۲	بیان قضاے مہرم
۳۴	ذکر نظم و نشر	۴۳	شاہ عبدالقادر صوفی کا قصہ	۴۳	بیان قضاے معلق
۳۵	بیان وفات	۴۴	توجہ کے اقسام	۴۴	معنی شعر مولانا روم علیہ الرحمہ

Checked
1987

CHECKED 1988

۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵
۱۰۵	۱۰۶	۱۰۷	۱۰۸	۱۰۹	۱۱۰	۱۱۱	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	
۱۰۶	۱۰۷	۱۰۸	۱۰۹	۱۱۰	۱۱۱	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	
۱۰۷	۱۰۸	۱۰۹	۱۱۰	۱۱۱	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	
۱۰۸	۱۰۹	۱۱۰	۱۱۱	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	
۱۰۹	۱۱۰	۱۱۱	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	
۱۱۰	۱۱۱	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	
۱۱۱	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	
۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	
۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	
۱۱۴	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	
۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	
۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	
۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	
۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	
۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	
۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	
۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	
۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	
۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	
۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	
۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	
۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	
۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	
۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	
۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	
۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	
۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	
۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	
۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	
۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	
۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	
۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	
۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	
۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	
۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	
۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	
۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	
۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	
۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳	
۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴	
۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴	۱۶۵	
۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴	۱۶۵	۱۶۶	
۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴	۱۶۵	۱۶۶	۱۶۷	
۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴	۱۶۵	۱۶۶	۱۶۷	۱۶۸	
۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴	۱۶۵	۱۶۶	۱۶۷	۱۶۸	۱۶۹	
۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴	۱۶۵	۱۶۶	۱۶۷	۱۶۸	۱۶۹	۱۷۰	
۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴	۱۶۵	۱۶۶	۱۶۷	۱۶۸	۱۶			

۱۳۶	بادریکاد و ہزار روپی دنیا قایل ہو کر	۱۵۹	شعبہ نقشبندیہ مجددیہ بتوریہ	۱۸۳	بیان طریقہ شاذلیہ —
۱۳۷	سین صاحب ریڈیٹ کی بات کا جواب	۱۶۲	شعبہ نقشبندیہ مجددیہ خردیہ	۱۸۴	شعبہ شاذلیہ سرسیہ —
۱۳۸	انگریز کا سلمان ہونا	۱۶۳	شعبہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ ملائیہ	۱۸۵	شعبہ شاذلیہ مغلطائیہ —
۱۳۹	چاند کو مومن قرار دینا	۱۶۴	شعبہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ لوریہ	۱۸۶	بیان طریقہ شطاریہ —
۱۴۰	گولیان کھیلنے کی غایت	۱۶۵	شعبہ نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ	۱۸۷	شعبہ شطاریہ صبیحہ اللہیہ —
۱۴۱	ملکہ معظمہ کا راستہ لکھوادینا	۱۶۶	شعبہ نقشبندیہ جامیہ	۱۸۸	شعبہ شطاریہ شکریم —
۱۴۲	انگریز کے سوال کا جواب	۱۶۷	شعبہ نقشبندیہ مخدومیہ	۱۸۹	شعبہ شطاریہ وجیہ —
۱۴۳	سب چیزیں قرآن شریف میں ہونا	۱۶۸	شعبہ نقشبندیہ سینہلیہ	۱۹۰	تحقیق معنی لفظ شطار —
۱۴۴	فاضل شمس کے سوال کا جواب	۱۶۹	بیان طریقہ چشتیہ	۱۹۱	حد و نصف —
۱۴۵	قبر کا سوال و جواب	۱۷۰	شعبہ چشتیہ سراجیہ نظامیہ	۱۹۲	بیان طریقہ مداریہ —
۱۴۶	سید کا افضل ہونا عالم سے	۱۷۱	شعبہ چشتیہ نصیریہ نظامیہ	۱۹۳	فائدہ جلیسہ —
۱۴۷	نہایت نازک جواب	۱۷۲	شعبہ چشتیہ قدوسیہ صابریہ	۱۹۴	بیان سند علوم ظاہرے —
۱۴۸	مقالہ پنجم در سلاسل طریقت	۱۷۳	بیان طریقہ سہروردیہ	۱۹۵	سند علوم عقلیہ —
۱۴۹	بیان سکون طریقہ علیہ عزیزیہ	۱۷۴	شعبہ سہروردیہ زکریائیہ	۱۹۶	مقالات ششم و حالات خلفا —
۱۵۰	بیان انتہائی معرفت انسان	۱۷۵	شعبہ سہروردیہ بزغشیہ	۱۹۷	ذکر طلب علم کا طریقہ سید احمد صاحب —
۱۵۱	بیان مشاہدہ تحفہ صمد علیہ السلام	۱۷۶	بیان طریقہ کبرویہ	۱۹۸	ذکر حصول حیات طریقت —
۱۵۲	بیان آداب تلاوت قرآن مجید	۱۷۷	شعبہ کبرویہ نقشبندیہ	۱۹۹	ذکر ترک دنیا —
۱۵۳	بیان طریقہ قادریہ	۱۷۸	شعبہ کبرویہ ہمدانیہ	۲۰۰	ذکر معنی ناموس و ملا عبدالحی —
۱۵۴	شعبہ قادریہ جیلانیہ	۱۷۹	بیان طریقہ مدنیہ	۲۰۱	ذکر سفر مکہ معظمہ زاد احمد شرفا و خطیب —
۱۵۵	شعبہ قادریہ اکبریہ	۱۸۰	شعبہ مدنیہ مخاربتیہ	۲۰۲	تہذیب و تمدن وغیرہ —
۱۵۶	شعبہ قادریہ شریعیہ	۱۸۱	شعبہ مدنیہ عیدروسیہ	۲۰۳	اسماء و خلفا —
۱۵۷	بیان طریقہ نقشبندیہ	۱۸۲	تحقیق لفظ عیدروس	۲۰۴	ذکر معنی النبی بخش کا نہ علمی وغیرہ —

۲۰۲	بیان بیان رنجیت سنگھ	۲۵۵	اشتیاق ملازمت مولانا	۲۹۷	ذکر سلاسل طریقت مصنف غفرلہ
۲۰۳	افاضہ مولوی سمیع شہید		شاہ عبدالعزیز قدس سرہ	۲۹۸	خیمہ رحال مولانا محمد زمان شہید
۲۰۴	سراجت ہندوستان	۲۵۶	ذکر تحصیل علوم ظاہر	۲۹۹	سال ولادت
۲۰۵	وفات مولانا عبدالحمید	۲۵۷	سند مولانا اسحق علیہ الرحمہ	۳۰۰	حلیہ
۲۰۶	بیان مدفن سید احمد صاحب غفر	۲۵۸	مصنفات ادھر	۳۰۱	ذکر تحصیل علوم
۲۰۷	بیان جماد	۲۵۹	مکتوب اسمی رافتم	۳۰۲	ذکر تکمیل علوم و ملاقات والی دکن
۲۰۸	واقعہ بعد شہادت	۲۶۰	ذکر تہذیب شدن از نالاش اشارہ	۳۰۳	بیان سفر حرمین شریفین وغیرہ
۲۰۹	بیان کرامات	۲۶۱	بشارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم	۳۰۴	بیان مذہب و مشرب
۲۱۰	ذکر شاہ عبدالقادر صوفی علیہ الرحمہ	۲۶۲	بیان سلاسل حاصلہ	۳۰۵	بیان مصنفات وغیرہ
۲۱۱	جواب مولانا محمد زمان صاحب	۲۶۳	طرز تربیت باطن	۳۰۶	بیان صرف اوقات وغیرہ
۲۱۲	براعتراض مولوی حسن زمان	۲۶۴	دعوت نامہ اہل کتاب	۳۰۷	بیان سلوک باطن وغیرہ
۲۱۳	ذکر مولانا محمد سمیع صاحب علیہ الرحمہ	۲۶۵	ذکر کج مکر متعین واقعہ وقت	۳۰۸	بیان بیعت وغیرہ
۲۱۴	ذکر مولانا عبد القیوم صاحب علیہ السلام	۲۶۶	بشارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم	۳۰۹	بیان تحریر یہ وہ یہ مہدویہ
۲۱۵	ذکر مولانا یعقوب صاحب علیہ الرحمہ	۲۶۷	بیان خلافت فرزند ارجمند	۳۱۰	و فقرہ مدرسہ حضور و بنا
۲۱۶	ذکر مولانا سراج احمد صاحب علیہ السلام	۲۶۸	بیان وصایا	۳۱۱	در سہ محبوبہ
۲۱۷	تحقیق سلوک طریقہ عزیزیہ	۲۶۹	بیان معراج روحانی و حیوانی	۳۱۲	بیان خواب
۲۱۸	ذکر خلیفہ اسد اللہ غفر رحمۃ اللہ علیہ	۲۷۰	تاریخ وفات از مصنف وغیرہ	۳۱۳	بیان شہادت
۲۱۹	اقسام اشخاص	۲۷۱	بیان صرف اوقات شب و روز	۳۱۴	بیان قبولیت خاطر
۲۲۰	خاتمہ در احوال حضرت	۲۷۲	اسما بے خلفا	۳۱۵	تاریخات شہادت وغیرہ
۲۲۱	شاہ محمد الدین صاحب بیورے	۲۷۳	بیان کرامات	۳۱۶	تتمت

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَآلِهِ

کتاب جراب حالات قطب الاقطاب لانا شاه عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ مکتوبہ مکتوبہ

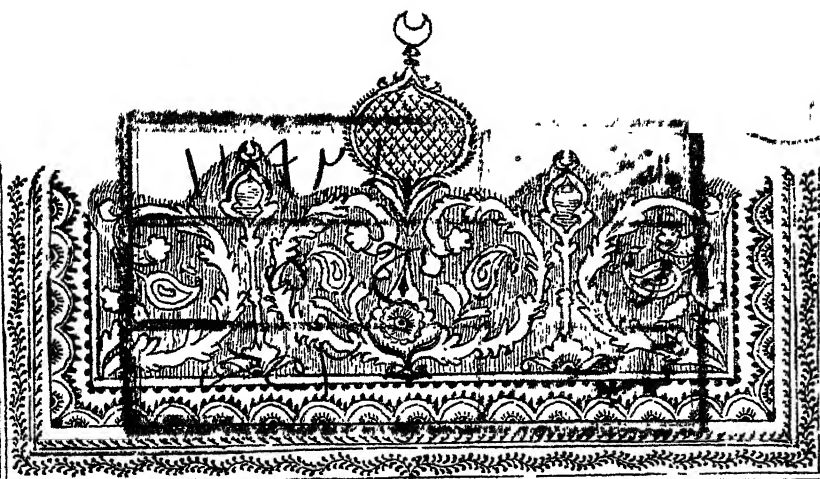
مقالا طریقت

معروف بہ

فضائل عزیزت

ترجمہ محمد عبدالرحیم صاحب ضیاء سلسلہ شہابہنما کرتان محمد علی الدین مالک مطبع

مطبع کسرتا واقع کراچی
دری مشین نفع جید و مطبوعہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله العزيز الولي الرحيم + والصلوة على رسوله سيدنا محمد
 وآله وأصحابه والتسليم + اما بعد خاكي بندگان خدا عبد الرحيم ضيا
 عفا الله ذنوبه وستر عيوبه ساكن بلده فرخنده بنياد حيدر اباد وكن لازالت
 مصونة عن الفساد والفتن + گزارش کرتا ہوں کہ اگرچہ حالات حضرت رفیع المنزلت
 اعلم العلماء افضل الفضلاء + اكمل العلماء + اعرف العرفاء + شرف الافاضل +
 فخر الامثال + خاقان اقا لیم تحقیق + قہرمان مالک تدقیق + امام المفسرین + ہمام
 المحدثین + معتمد فضلا جلیلہ + مستند عرفای نبیلہ + قدوة المتكلمين + اسوة المحققين +
 سند العلماء والاولياء + سيد النقباء والنجباء + قدوة مقبلان درگاہ لاہوتی +
 زبیرہ واصلان بارگاہ جبروتی + مکمل مدارج درجات عالمی + مقتدای ادانی و اعالی +

مجد و روزگار + مظهر سرور و گار + والا جناب + قطب لاقطاب محی السنہ قاصع البعد
 مروج احکام دینیہ وافع منکرات سیدہ فیض الثقلین + مقبول رب الکونین + المولود
 المعنوی + الفایق بین الآفاق + الفضل التیمیز مولانا و مرشدنا حضرت حافظ شاہ عبدالعزیز
 دہلوی قدس اللہ سرہ و روح و افاض الینا بركاته و فتوحہ کے بعض تذکرونین
 بزرگون کے مختصر مختصر مذکور اور مغتنم دوران جناب حاجی نواب سارک علی خان صاحب
 سلمہ اللہ تعالیٰ مرید خاص حضرت معز نے جو ایک سالہ سہی بہ کمالات عزیز نے
 ۱۲۹۰ ہجری میں لکھا ہی اوس میں بھی جملہ مسطور ہیں + مگر آج تک اس پیچیدہ روزگار کو
 کوئی کتاب تفصیل وار نظر نہ آئی + اور اکثر مستفیضان حضرت نے عدم کی بستی بسائی +
 اور کمالات اوس ذات بابرکات کے وہی پروردگار + مجدد و بیشمار ہیں + بے اختیار حاجی
 مولوی شوق دلیں آیا کہ حتی المقدور کوشش بسیار و صحبت بے شمار سے آپ کے حالات و کمالات
 جمع کر کے ایک کتاب تفصیل حسب قدر ممکن ہو مرتب کیجیے + اور اسکا مصلہ خدای تعالیٰ کے
 فضل سے آپ کے روح پر فتوح سے لیجیے + اس لیے اکثر روایات اہل ہند ثقات سے
 کہ بعض اوسنین صحبت یافتہ حضرت کے ہیں + جمع کر کے جواب اب کہ اس طریق سے حاصل
 او کو بذریعہ تحریر جناب فضیلت آب مقبول خدا و رسول + حاوی فروع و اصول محی مراسم
 سنن حضرت رسالت پناہی + مورد تجلیات الہی مولانا حافظ حاجی محمد عبدالقیوم صاحب
 دہلوی سلمہ اللہ العزیز المقوی داماد و شاگرد مولانا محمد آصف علیہ الرحمہ سے بعد
 دریافت و تحقیق کے اس کتاب میں لکھا اور اسکو چھپہ مقالے اور ایک خانے پر تمام کیا +

مقالہ اول درمجل حالات از ولادت تا وفات مقالہ دوم در امور متعلق بعلوم
 ظاہر و باطن مقالہ سوم در تعبیر رؤیا مقالہ چهارم در اجوبہ اسولہ
 مقالہ پنجم در سلاسل طریقت مقالہ ششم در حالات خلفا خاتمہ در ذکر
 حضرت سید شاہ محی الدین قادری دیلوری مدنی قدس سرہ اور حسب ایہا مشفق
 فداعلی صاحب فارغ تخلص کے ضیا ہے طبعیت ابتدائی تاریخ مقالات لطیف
 انتہا کا سال اور نام رکھا جو سو و خطا کہ اس کتاب میں واقع ہوا ہو اسکو خدہ انتہا
 محض اپنے فضل و کرم سے معاف کر کے قبول فرمائے اور جن جن حضرات نے
 میری اعانت کی ہو انکے مقاصد دارین برائے مقالہ اول درمجل حالات
 از ولادت تا وفات حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ بن شیخ
 عبدالرحیم بن شیخ وجیہ الدین شہید بن معظم بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین
 عرف قاضی قادن بن قاضی قاسم بن قاضی کبیر عرف قاضی بڑھن بن عبدالملک
 بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین بینی مفتی بن شیر ملک بن محمد عطا ملک
 بن ابوفتح ملک بن عمر حاکم ملک بن عادل ملک بن قارون بن جبر جیس بن احمد بن
 محمد شہر یار بن عثمان بن ہامان بن ہمایون بن قریش بن سلمان بن عفان بن عبداللہ
 بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم اجمعین
 کہتے ہیں کہ شمس الدین بینی کو بادشاہ ہندوستان نے افتا کی خدمت کے واسطے
 ولایت سے باعزاز تمام بلوایا تھا مولوی عبدالقیوم صاحب فرماتے ہیں

کہ شیخ وجیہ الدین شہید متوطن قصبہ رہنٹک ہلی میں بادشاہ کے ملازم تھے اسی جا
 دختر سے حضرت شیخ رفیع الدین صاحب کے جو اولاد سے حضرت شاہ عبد العزیز شکر
 قدس سرہ کے تھے جگانب حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہو نکاح کیا
 اولیٰ حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب بادشاہ اورنگ زیب عالم گیر کے عہد میں پیدا ہوئے
 دو بھائی آپ کے اور بھی تھے ایک عبد الحکیم کہ لا ولد انتقال کیا دوسرے شاہ ابو صفی
 کہ اکمل عرفا سے تھے بعد تین چار پشت کے منقطع النسل ہوئے مزار پر انوار
 حضرت وجیہ الدین شہید کا متصل بھوپال کے موضع دوراہہ میں واقع ہی
 سر آپکا سر کے دروازے میں اور جسد گورستان میں دفن ہی بعد قطع ہونے
 سر کے بھی آپ نے فقط جسد سے کافرون کو مارا ہی حضرت والا رتبہ مقتدا سے روزگار
 بہترین مشایخ کبار صاحب کرامات و مقامات شیخ ابو الفیض شاہ عبد الرحیم صاحب
 قدس سرہ علوم ظاہر و باطن میں یکتا سے زمانہ اور پرلے درجے کے زاہد و پرہیزگار
 اجلہ مشایخ دہلی سے تھے بحسب ظاہر تمام علوم اپنے برادر شاہ ابو رضا محمد اور میرزاہد
 ہروی مصنف حواشی مشہورہ سے بڑھا ہی آؤ بحسب باطن ادب آموزہ طریقت ہوئے
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسطور پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا
 اولیٰ سے بیعت کی حضرت نے او کو نفعی و اثبات کی تعلیم فرمائی اور حضرت زکریا و یحییٰ
 علیہ السلام سے بھی ادب آموز ہوئے انھوں نے اسم ذات کی تعلیم کی اور ادب آموز
 ہوئے اپنے نانا شیخ رفیع الدین کی روح سے انھوں نے اجازت طریقتی

شیخ وجیہ الدین
 فقیر ہنٹک لکھنؤ
 کی عداوت کا صلہ قریب بادشاہ
 اور دہلی سے منور بادشاہ
 جہانگیر غنیمت اٹھائیں
 کو کس پرہیزگار

شیخ عبد الرحیم صاحب
 کرامات

آپ کے پیدا ہونے سے پہلے بطریق کرامت کے اور مستفیض ہوئے ائمہ طریقت کی ارواح سے یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبند اور خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہم کی روح سے اور انکو خواب میں دیکھا اور ان سے اجازت اور ہر ہر چیز کی نسبت ان سے علیحدہ علیحدہ دریافت کی جسکا اون حضرات کی جانب سے اُن کے دل پر فیض ہوا

کذا فی قول الجلیل اور حضرت شیخ رفیع الدین صاحب نے اپنی وفات کے وقت جو کلام کہ بزرگوں سے پہنچی تھی اپنی دختر صغیرہ کو مرحمت فرما کے بی بی کو وصیت کی کہ بعد اس نکاح کے یہ کلام دینا اور کہنا کہ اپنے فرزند کو دیوے وہ کلام بموجب وصیت حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب کو ملی وہی کلام باعث درۃ التاج امیر و فقیہ ہونی **مولف** گشت زان تاج بفضل یزدان و درۃ التاج ہمہ اہل زمان و ملک ظاہری اور کمالات باطنی سب اوسی کے بطیفیل تھی اور جو نعمت کہ حضرت سلطان المشایخ نظام الدین اولیا قدس سرہ سے حضرت اخئی سراج عثمان آیینہ ہندوستان او دھبی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تھی وہ موافق وصیت کے منتقل ہوتے ہوئے سید عظمت اللہ اکبر ابادی تک آئی ہر ایک نے اسی طرح وصیت کی تھی کہ جو شخص اس موضع کا آوے اور اس اس طرح کے سوال کا اس اس طور سے جواب دیوے تو یہ نعمت اور طریقے کی اجازت ہماری طرف سے اوسکو دینا حاصل کلام آپ سید عظمت اللہ کے اخیر وقت اونکی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے اونھوں نے دیکھ کر پہچانا بعد ازاں سوال جواب و نعمت و اجازت آپ کو سزا فرمائی آپ کی کرامات بھی بہت ہیں سچلہ اوسکے ایک یہی کہ وہ بی بی میں ایک بزرگ کی دختر ہر جن کا

آسیب تھا بہت کچھ علاج و تدبیر کیا مگر فائدہ نہ ہوا وہ لڑکی ہمیشہ برہنہ اور ساکت رہتی تھی
 ایک روز حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ گھوڑے پر سوار چلے جاتے تھے اس نے
 دیکھ کر اپنے باپ سے کہی کہ اس سوار کو بلاؤ سب حیران ہوئے کہ یہ تو کبھی کسی سے بولتی نہ تھی
 معلوم نہیں کیا بات ہے حضرت کو بتلایا اس نے بائیں شروع کین کہ مولوی صاحب مجھ کو تم
 پہچانتے ہو آپ جان کر انجان کہنے لگے کہ نہیں تم کون ہو اس نے کہا کہ آپ ہم مطول
 میں ہم بہت تھے فلان مقام پر یہ شہد آیا تھا آپ نے مجھ کو بتلایا تھا حضرت نے کہا کہ تم ایسے
 عالم ہو کر اسکو کیوں ستاتے ہو اس نے کہا کہ اس نے میرے مُصلیٰ پر پیشاب کی ہے
 حضرت نے فرمایا کہ یہ تو تمہاری نادانی ہے جو اس کے پیشاب کرنے کی جا پر مُصلیٰ بچھا یا تھا
 یہ سُننے ہی اس نے کہا کہ واقعی میری خطا ہے اب جاتا ہوں اسی وقت دفع ہوا وہ لڑکی
 درست ہو گئی کذا فی القاس العارفین اور شاہ عبدالرحیم صاحب نے دخترت
 شیخ محمد صاحب پھلتی عارف کامل صاحب کشف کرامات کمال کیا اونسے شاہ ولی اللہ صاحب
 اور شاہ اہل اللہ صاحب قدس سرہ ہا پیدا ہوئے حضرت شاہ اہل اللہ صاحب بھی بڑے
 ولی کامل عارف واصل تھے کتاب چہار باب آپسے یادگار ہے مزار آکام موضع پھلت میں
 واقع ہے زائد ہر صومعہ تدقین + قطب الدیر تحقیق + سجاد محب طر لالی نکات شریفہ + بحر فخر و در قابل طیفہ +
 رافع اعلام علم و حکمت + بانی سبانی شرع و ملت + مرشد انام + مرجع خواص و عوام + آیت گمن
 آیات اللہ + مولانا قطب الدین المعروف بہ حافظ حاجی شاہ ولی اللہ محدث قدس اللہ سرہ
 کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ نے آپ کے والد ماجد کو خواب میں

تصنیف فرمایا ہے
 حضرت شاہ ولی اللہ صاحب
 قدس سرہ

فرمایا ہے
 حضرت شاہ ولی اللہ
 صاحب قدس سرہ

بشارت دی کہ نجلو فرزند ہوگا اوسکا نام میرا نام رکھنا اس واسطے آپکا نام قطب الدین بھی کھا
ولادت آپکی سالہ ہجری میں ہی کیونکہ نام تاریخی عظیم الدین ہی بعد ہو پونچھنے
سن تمیز کے اپنے تمام علوم اپنے پدر بزرگوار سے اور مولانا حاجی محمد افضل سیالکوٹی
سے حاصل کیا معمول تھا کہ آپ سبق پڑھاتے وقت رو بقلبد و زانو مودب بیٹھتے تھے
اور ہر روز عادت تھی کہ صبح کو غسل کر کے نیا یا دھویا ہوا لباس پہنتے تھے نظافت کو
بہت دوست رکھتے تھے مزاج میں ضبط اسطور تھا کہ آپکو مدت تک خارش کی شکایت
تھی تو شب کو سونے کے وقت جسم کھجلاتے تھے اور کوئی وقت کسی نے آپ کو
کھجلاتے ہوئے نہ دیکھا اور اپنے والد ماجد سے اپنے بیعت طریقت کی تمام فیوض باطن
اور اشغال مشہورہ جمیع آداب طریقت اونسے سیکھی پدر والا قدر نے اپنی اخیر عمر میں
اونکو اجازت تلفیق بیعت و صحبت توجہ سرفراز فرمائی اور فرمایا یک کئی جیسے
اونکی حلت کے وقت آپکی عمر سولہ برس چھ مہینے کی تھی اور آپ مزار پرنوار پدر
بزرگوار پر اکثر اوقات مراقب رہتے تھے راہ حقیقت خداے تعالیٰ فضل سے کشادہ
ہوتی تھی یہ تمام انفاس العارفین اور قول الجلی فی ذکر آثار الولی میں
مفصل مذکور ہی من بعد جب حج اور زیارت مدینہ طیبہ علی صاجہا الصلوٰۃ والسلام سے
مشرق ہوئے تو تجدید اجازت علوم ظاہر و باطن عمدۃ العلماء والعرفاء حضرت شیخ ابوطاہر
مدنی قدس سرہ سے کی اوس اثنا میں جو حقایق و علوم کہ آپ کے دل پر کھلے ہیں وہ حد
بیان باہر ہیں چنانچہ خود استاد شیخ ابوطاہر قدس سرہ فرماتے تھے کہ شخص مجھ سے لفظ کی

سند کرتا ہوں اور میں اس سے معنی کی سند کرتا ہوں ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء
 علوم تفسیر وحدیث وفقہ و اصول و عقاید و ادب سلوک و علم حقایق اور انبیات وغیرہ میں
 وحید العصر تھے قدرت خدا کی مہر ہو اگرچہ ہم عصرون سے بھی آپ کے کوئی اس پایہ کا ہوا ہوگا
 مگر ترویج علوم ادیان اور تدوین اسرار معارف الہی اور تاویل مقطعات و ترجمہ قرآن و تسہیل
 مطالب اور تطبیق منقول بمقول اور تمہید مسائل بعبارات مختصرہ اور اشارات لطیفہ میں
 فرید الدہر تھے دعویٰ بے دلیل باطل ہوتا ہے اس دعوے پر یہ آپ کی مصنفات دال اور نظر
 کمال ہیں انقاس العارفین انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ قول الجلیل خیر کثیر الملقب بخزان
 الحکیمہ تفسیرات الہیہ فی علم الحقایق لحات جمعات انطاف القدس فتح الرود فی معرفۃ الجنود
 بدو و بازغہ تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء والمرسلین کشف الغین فیروض الحرمین
 قرۃ العینین فی اثبات فضیلت الشیخین حجۃ اللہ البالغہ فی اسرار الحدیث وحکم الشریعہ
 استطاعت لمعات و آردات مکتوبات و در الثمین فتح الرحمن فی علوم القرآن الفوز الکبیر
 فی قوانین التفسیر المسوی شرح الموطائیات الاصول الانوار المحمدیہ فتح السلام المقدمۃ
 مصنفۃ ترجمہ مسوی تسلسلات بشارات تواد الارشاد الی علوم الاسناد التنبیہ علی ما یحتاج
 الیہ المحدث والفقہ تفسیر سورہ بقرہ وآل عمران رسالہ مکتوب مدنی رسالہ در ذکر روافض
 رد گوہر مراد حسن العقیدہ ازالۃ الخفا فی خلافتہ الخلفاء عقدہ الجمد فی بیان تقلید سرور المؤمنین
 رسالۃ النوادر من احادیث سید الاولیاء والاواخر تفریح حزب البحر انصاف فی سبب الاختلاف
 کشف الانوار و حصیت نامہ وغیرہ ہا مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ آپ کی مناقب میں لکھتے ہیں

آيَةُ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَ مُعْجَزَةٌ لِنَبِيِّهِ الْكَرِيمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ظاہر بین اگرچہ آپ کو اتصال صحیح ساتھ تمام خانوادوں کے حاصل ہو مگر باطن میں بہت اور
 اجازت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سرفراز ہی چنانچہ انتباہ میں فرمایا
 و چون ابن فقیر بزیاارت مدینہ منورہ رسید و مدتہ بر قبر مبارک متوجہ شد مراتب جذب سکون
 ہمہ از ابتدا تا انتہاء نظر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طی کرد انگاه این فقیر را بہ زکی حکیم لقب
 ساختند و طریقہ عنایت فرمودند و انچہ در علم مشکلات داشتیم پرسیدم جواب باصواب
 ظاہر نمودند اکثر آن چیز ہا و در رسالہ فیوض الحرمین مرقوم نیست اینجا نوشتہ شد این فقیر
 در جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرض کرد بوجہی از کلام روحانی کہ آنحضرت چہ می فرمایند
 در غرقہ شیعہ کہ محبت اہل بیت عوی میکنند و باصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عداوت دارند
 افاضہ فرمودند کہ مذہب این جماعت باطل است و بطلان مذہب ایشان از تامل در نصیر
 امام کہ ایشان مقرر کردہ اند ظاہر خواہد شد انتہی بعد از افاقہ از ان حالت در معنی امام
 تامل کردہ شد معلوم گشت کہ ایشان میگویند کہ امام معصوم مفترض الطاعتہ می باشد
 و وحی باطنی کہ عبارت از الفا حکم الہی بر دل است بطریق اجتہاد یا الہام یا امن از خطاداران
 مسئلہ اور اثبات می کنند و میگویند اورا خدا بقالی نصیب کردہ است برای مردمان تا
 ایشان را احکام الہی رسانند و بحقیقت معنی نبوت بہمن خصال رجوع مے کند زیرا کہ
 بَعَثَ اللَّهُ لِنَبِيِّنَا الْاَحْكَامَ حاصلش بہمن نصیب افتراض طاعت است پس بحقیقت
 ایشان قائل بختم نبوت نیستند وائمہ را رضی اللہ عنہم معنی نبوت اثبات مے کنند

اگرچہ نام نبوت نکویند و ہل عقیقہ اُتج مرن ذلک انتی اسو اسطے آپ حکیم است
 محمد یہ لکھے جاتے ہیں کشف و کرامات بھی آپ کے بے شمار ہیں روایت ہے
 قادیان صاحب مدراسی سے کہ وہ روایت کرتے ہیں حافظ عبدالحکیم مدراسی سے وہ
 کسی فاضل بلوی سے کہا اوسنے کہ ایک بزرگ نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 دیکھا حضرت کی محفل مقدس میں شاہ ولی اللہ صاحب مجھے حاضر تھے اوس بزرگ نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ آپ کا فرزند بہت صالح ہے حضرت نے
 زبان مبارک سے فرمایا کہ ہاں یہ میرا اولاد بڑا صالح ہے اور ایک انار جنت کا منگوا کر شاہ ولی اللہ صاحب
 کو کھلایا چنانچہ علی الصباح کسی نے شاہ صاحب کو دیکھا تو کچھ دانے انار کے آپکی ریش پر نظر
 آئے اوسنے پوچھا کہ یہ دانے کیسے ہیں آپ نے کہا شب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مجھ کو انار کھلایا تھا یہ اوسکے دانے ہیں اور آپ اخبار غیبی بھی دیے ہیں روایت ہے
 مولوی سید ہاشم صاحب بلوی سے وہ روایت کرتے ہیں حکیم آغا جان وغیرہ سے کہا
 اودھون نے کہ ایک روز کسی شخص نے جناب مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ
 پوچھا کہ حضرت انگریز کی عملداری یہاں کب تک رہیگی تو آپ نے فرمایا ہمارے والد ماجد
 فرمایا کرتے تھے کہ جس روز فیض نہر میں پانی جاری ہوگا اوس دن دہلی میں ہتھیار چلیگا
 ویسا ہی ہوا جب انگریزوں نے نہر کی درستی کر کے سولہویں ماہ رمضان ۱۲۵۸ھ
 ہجری روز دوشنبہ صبح کے وقت نہر میں پانی چھوڑا اوسی دن دس گھنٹہ کو ہتھیار چلا
 بس ہی غدر کی ابتدا تھی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ یہ بھی فرمایا کرتے

تھے کہ میرا پوتا مکہ معظمہ کے علماء سے مباحثہ کر گیا اسکے مصداق مولوی سمیع شہید
 ہوئے رحمۃ اللہ علیہ کہ اکثر علماء حرم آپسے مباحثہ اور تکرار علمی کرتے تھے حتیٰ کہ وہاں
 شیخ العلماء عبد اللہ سراج علیہ الرحمہ نے آپ کی شاگردی کی اور حضرت شاہ صاحب کا
 تصرف روحانی بھی بہت قوی تھا چنانچہ مولوی عبد القیوم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
 ثقات سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کو توجہ اپنی اولاد
 کی تعلیم و تکمیل کی طرف بدرجہ اتم تھی ابھی اس کام سے فراغ حاصل نہوا تھا کہ اجل موعود
 پہونچی تو چالیس سال تک عالم برزخ میں اس عالم کی طرف متوجہ اور تربیت و تعلیم
 ابناء کرام میں مصروف رہے چنانچہ مرزا جاجان صاحب مظہر علیہ الرحمہ
 کہ کمل وقت اور حین رحلت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ حاضر تھے اس عالم کی
 طرف اونکی توجہ پرتائفت فرماتے تھے خباب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ
 یہ کیفیت مرزا صاحب سے دریافت کر کے فرمایا کہ یہ توجہ ہماری تکمیل کے واسطے ہی
 پس ایک روز حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو ارتقا مدارج علیا باطنہ میں ایک مقام
 پیش آیا کہ اوس سے گذرنا بجز ہدایت مرشد کامل اور بیان نشیب و فراز اوس کے زبان
 سے مرد حقیقت آگاہ روشن دل کے ممکن نہ تھا اور صرف فیضان روحی کفایت
 نہ کرتا تھا اور یہ واقعہ آخر سال چہلم میں مدت توجہ سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب
 اس عالم کی طرف تھا لا علاج روح پر فتوح شاہ ولی اللہ صاحب کو تجتہ کی ضرورت ہوئی
 کہ اپنے خلف ارشد کی کام روائی کرے تو اپنے غوس کے دن آخر سال چہلم کو مجلس

عرس میں مولوی محمد صفی پر جو برا در زادے مولوی نور اللہ صاحب خسر شاہ عبدالعزیز صاحب
 کے تھے ایک حالت مثل پر ہی زدہ کے طاری ہوئی اور زبان سے میں شاہ ولی اللہ ہون
 جاری ہوا اور حرکات سکناات شاہ ولی اللہ صاحب کے اونسے سر زد ہوئے لگے بعض اشخاص
 جنہوں پر حمل کیے اور بعض آسیب زدہ جانے جا شاہ عبدالعزیز صاحب نے اس حال سے
 آگاہ ہو کر نزدیکیا کر کہا کہ اگر فی الواقع شاہ ولی اللہ صاحب ہو تو بعض مشکلات میرے
 کہ حل انکا روح پر فتوح پر حضرت شاہ صاحب کے موقوف ہی حل کرو تو اسوقت او نکو ایسی حالت
 ہوئی کہ ادراک فہم اوسکا عقول حاضرین سے ممکن تھا اور عقدا کا لانیل ناخن بیان سے
 کھلنا شروع ہوئے یقین ہوا کہ ایسے مشکلات کے حل کرنے کے واسطے جو محتاج زبان
 بیان کی تھیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی روح مولوی محمد صفی علیہ الرحمہ پر غلبہ کی ورنہ
 مولوی محمد صفی کو کشف میں ایسے حقایق و دقائق کی راہ نہ تھی بعد دور ہونے اوس
 کے اگر کوئی مولوی محمد صفی سے وہ کیفیت پوچھتا تو سوائے بے خبری کے کچھ
 نہ کہتے شیر گبر ار خون نرہ شیر خورد ۛ تو بگوئی اونکر دان بادہ کرد ۛ سخن
 پرداز داز نو و کمن ۛ تو بگوئی بادہ گفتہ است این سخن ۛ وفات آپکی ۛ
 ہجری میں واقع ہی نظم تھی عجب ذات مکرم شہ ولی اللہ کی ذات ۛ فیض بخش
 نسل آدم شہ ولی اللہ کی ذات ۛ رونق دین محمد واقع سیر آلہ ۛ حامی شریع معظ
 شہ ولی اللہ کی ذات ۛ کیا عجب گمنگشف آسرا عالم اونسے ہوں ۛ راز سے
 حق کے تھی محرم شہ ولی اللہ کی ذات ۛ بس ہی یہ فضل و شرف اوسشاہ والا کہ تھی

ذاتِ آئینہ و رستہ ہمدرد شہ ولی اللہ کی ذات ۛ گریہ چاہے تو ہونگے اولیائین امرِ حنیف
کیونکہ رہبر رکھتے ہیں ہم شہ ولی اللہ کی ذات ۛ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبِ قدس
سرفہ نے اول اپنے ماموکی دختر سے نکاح کیا تھا اون سے مولوی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
پیدا ہوئے اور آپ بڑے ولی کامل تھے آپ پر جذب بہت غالب تھا مگر نصرتِ اللہ خان
صاحب خوجو کہتے ہیں کہ ایک وقت مولوی محمد صاحب پُرانی دہلی میں چلے جاتے تھے
ایک مجذوب برہنہ پر نظر پڑی آپ اونکو بے ستر دیکھ کر چین بچین ہوئے اُس
مجذوب نے کہا کہ آج میرا جی کسی بڑے مولوی پر سوار ہونا چاہتا ہے آپ نے کہا کہ میرا جی
کسی بڑے فقیر کا گوشت کھانا چاہتا ہے مجذوب صاحب نے کہا اسی مولوی یہ کیا کہتا ہے
آدمی کا گوشت درست نہیں چہ جائے فقیر کا آپ نے کہا اسی فقیر یہ کیا کہتا ہے آدمی پر
سوار ہونا کب درست ہے چہ جائے مولوی پر مجذوب صاحب نے کہا میری مراد سوار ہونے
سے اوکو فیض دینا ہے مولوی صاحب نے کہا کہ میرا مطلب گوشت کھانے سے فیض
لینا ہے تو مجذوب صاحب نے کہا کہ بسم اللہ آئیے آپ نزدیک گئے یہ شعر اوس مجذوب
نے آپ کو سنایا ۛ کارے نسا ختم و میدن گرفت صبح ۛ اوجی چراغ خانہ بہر فنا
سو ختم ۛ اوسی وقت آپکو جذب ہوا انتہا تک غالب رہا مزارِ اچکا مع دونوں فرزند کے
بودھانہ کی مسجد میں واقع ہے رحمۃ اللہ علیہم بعد انتقال والدہ ماجدہ مولوی محمد صاحب
شاہ صاحب موصوف نے دختر نکاح کر سید شاد اللہ صاحب کن قصبہ سونپٹ
مسماۃ بی بی ارادہ رحمۃ اللہ علیہا سے شادی کی اور بسنے چار فرزند پیدا ہوئے

اولئیں مولانا شاہ عبد العزیز دومین مولوی شاہ رفیع الدین سومی شاہ عبد القادر
 چارچی مولوی عبد الغنی اور ایک ختم مسماۃ بی بی امۃ العزیز دختر مذکورہ کو مولوی محمد باقی
 بن مولوی محمد عاشق بن شاہ عبد اللہ بن شیخ محمد ہبلی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے شادی
 کر دی اور کما سلسلہ اب تک باقی ہر اور جناب مولی الکرام محمد دم الانام عامل با عمل فاضل حل
 اسوہ افاضل عرب و عجم + زیدہ ارباب ہم + سند اکابر روزگار + فخر کمالی شہر دیار +
 محی الشرع و السنہ + ماحی ہوی و بدعہ + موسس اساس دین مبین + یاد بنا و مولانا حضرت
 شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ العزیز کنیت آپکی ملا اعلیٰ میں
 ابو العجائب الغریب ہی شاہ ولی اللہ صاحب کے رحلت کے وقت آپ بیٹنی پڑھتے
 تھے تمام علوم منقول و معقول اپنے برادر بزرگوار حضرت شاہ عبد العزیز کی خدمت فیض رب
 میں تحصیل کیے آثار الصنادید میں لکھتا ہی کہ آپ علوم و فنون میں سند الیہ ارباب
 استعداد تھے چونکہ مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ بسبب کبر سننی اور ضعف مزاج
 و کثرت امراض کے دماغ تعلیم و تدریس طلباء نہ رکھتے تھے سلسلہ تدریس کا آپکی ذات
 بابرکات سے جاری تھا فضلا سے نامی ہر دیار کہ ارباب کمال سے منشور بیکتائی حاصل
 کر چکے تھے جب آپکی خدمت میں آتے تو اپنے کو طفل ابجد خوان سمجھ کر ابجد سے
 انتہا تک پھر تحصیل پر کمر باندھتے اسی واسطے دیار ہندوستان کے تمام فضلاء کامی
 آپ کے مستفیضوں سے ہن ہر فن کے ساتھ اس طرح کی مناسبت تھی کہ ایک وقت
 میں فنون متبائنہ اور علوم مختلفہ درس فرماتے تھے جب ایک کی تعلیم سے

مولانا شاہ
 رفیع الدین صاحب
 قدس سرہ

دوسرے کی طرف متوجہ ہونے تو حُضار کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسی فن میں
جامہ نیکوئی آپ کے قامتِ استخار پر قطع ہو اہی انتہی جناب مولوی حاجی حافظ احمد علیہ
مولانا عبد القیوم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت شاہ
رفیع الدین صاحب علیہ الرحمہ کا ہنود کے قصے کے سبب رام پور میں تشریف فرما ہوئے
اتفاق ہوا تو وہاں کے لوگ بطور امتحان سوالات شروع کیے آپ فرماتے تھے
کہ جاؤ کل جواب دو گا وہ سوالات رکھ جائیں تو آپ دوسرے دن اوسے پر جوابات
لکھ کر دیدیتے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کسی جواب میں آپ کو تامل واقع نہوا
ابنیکہ علما اور طلبا کو رشک پیدا ہوا وہ اس فکر میں رہے کہ کسی طرح سے آپ کو بند کیجیے
تو ایک طالب علم نے شعری جاہلیت کے قصیدوں سے نو سو شعر کا ایک قصیدہ تھا
اوس قصیدے کے کسی شعر کا پہلا مصرع اور کسی شعر کا دوسرا مصرع لکھ کر خدمتِ عالی
میں لایا اور عرض کیا کہ اسکا جواب بھیجیے عبادت فرمایا کہ رکھ دو کل لیجانا آپ نے اوس
قصیدے کے اول و ثانی تمام مصرعہ لکھ دیے دوسرے دن وہ طالب علم آیا اوسکو حوالہ کیا
وہ دیکھ کر متحیر ہوا اور کہنے لگا کہ یہ تو آپ کی عجیب و غریب کرامت ہی آپ نے فرمایا کہ کرامت
نہیں یہ قصیدہ محکوم یاد ہی اور اس قسم کے قصیدے طویل و طویل شعر اس جاہلیت کے
نو سو یاد ہیں سب یاد کرنے کا یہ ہوا کہ جب میں براور بزرگوار مولانا شاہ عبدالعزیز کی
خدمت میں تفسیر جلالین شروع کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت نے فرمایا کہ لطف تفسیر کا جب بحر
کہ کچھ کلام اُون شعر اور بلغا کا جسکے معارضے میں یہ کلام نازل ہوا ہی یاد ہو تو جب میں نے

قصاید اور خطبے شعراے جاہلیت مثل امر القیس وغیرہ کے یاد کیے تھے کیا حافظہ اور کیا
 علم فضل ہوا اسے پرفیاس کیا چاہے اور آپکو بیعت طریقت و اجازت جناب لومشی ^{محمد عاشق} صاحب
 پھلتی قدس سرہ سے تھی شاہ محمد عاشق صاحب خلیفہ طریقت اور خواجہ تاش اور مامون کے
 فرزند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کے ہیں بڑے ولی کامل صاحب کشف و کرامات
 تھے سبیل الرشاد علم سلوک میں اور قول الجلی فی آثار ذکر الولی حالات میں
 حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے آپکی تصنیفات سے ہیں اور شاہ رفیع الدین صاحب کو
 باوجود اس بابہ علوم ظاہری کے کمالات درویشی میں ایسا غلو تھا کہ دوسرے کو کم ہو گا
 لسی مجذوب سے بھی آپ کو فیض حاصل تھا اسی واسطے قوت باطن بہت قوی لھتے
 تھے سخاوت و شجاعت میں بھی یکساں عصر و فرید الدہر تھے آپکے چھ فرزند تھے
 مولوی محمد عیسیٰ مولوی مصطفیٰ مولوی مخصوص اللہ مولوی محمد حسین مولوی موسیٰ
 مولوی محمد حسن اولاد شاہ ولی اللہ صاحب کی آپ ہی سے باقی ہی چنانچہ مولو محمد حسن
 صاحب کے فرزند مولوی احمد حسن اور چند صاحبزادیان بقید حیات ہیں منجملہ اولاد
 شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ جناب علی القاب مولانا و ہادیہ حقایق نپاہ مولو مخصوص اللہ
 صاحب قدس سرہ بڑے صاحب کمال علوم ظاہر و باطن میں بے مثال تھے مولانا رفیع الدین صاحب
 بہ خرم شوال ۱۳۳۲ ہجری کو شہر دہلی میں حسیض دار فانی سے اوج علیین کی طرف
 مرتقی ہوئے نظم و شعر عربی میں بھی یکساں روزگار تھے اور مصنفات بھی بہت
 ایک سالہ معراج میں اور ایک تحقیق الوان میں سوا اونکے اور بھی مشہور ہیں مگر ترجمہ

تحت لفظی قرآن شریف کا بعض کہتے ہیں کہ آپ نے شروع کیا تھا مگر ناتمام رہا دوسروں
 نے تمام کر کے آپ کے نام سے شہرت دی واللہ اعلم حضرت بابرکت + کثیر الانا
 جناب غفران مآب + کامل واصل زبدہ علما متبن + اسوۂ کملہ بانیین + محقق مسائل
 دین + مؤسس مبانی شرح مبین + ہادی شریعت + پیر طریقت + منظور سید الاول والآخر
 مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ لقب آپ کا ملا علی بن معین الحق ہی
 تمام علوم باطن و ظاہر برادر عزیز مولانا شاہ عبدالعزیز کی خدمت عالی میں حاصل کیا
 آپ کے علم و فضل کا بیان کرنا ایسا ہی جیسے کسی نے افتاب کی تعریف فروغ اور فلک کی
 مدح بلند کی کے ساتھ کی شہادہ ہجری میں آپ نے موضح القرآن ترجمہ
 کلام شریف کا لکھا وہی اس کی تاریخ بھی ہو وہ ترجمہ نہایت فصیح و بلیغ معانی خیر
 محاورے کے موافق مقبول و مشہور و مطبوع ہی تعریف کی ضرورت نہیں مگر صحیح کلکتہ
 کے چھاپے کا ہی اور اس کی قبولیت کی علامت آپ کو زندگی میں معلوم ہوئی ہی یعنی
 جناب مولوی عبدالقیوم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ شمس الدین صاحب سے جو مدت مدید
 آپ کی خدمت میں رہے ہیں روایت کرتے ہیں کہ شمس الدین صاحب نے ایک شب
 خواب میں دیکھا کہ پیچھے شاہ عبدالقادر صاحب کے کوئی طرف چلا جاتا ہوں اشارہ میں
 ایک دیوار خام پیش آئی شاہ صاحب نے اوس سے کہا اگر میں نبی صادق ہوں تو میری
 نبوت پر گواہی دے نا گاہ دیوار میں ایک جوش ہوا اور اس سے آواز آئی کہ تو نبی
 صادق ہی جب اونھوں نے یہ خواب حضرت سے بیان کیا تو فرمایا کہ میرا کلام اللہ کا ترجمہ

ذرا مولانا شاہ
 عبدالقادر
 علیہ الرحمہ

مقبول ہوا اور آپ کم و بیش تیس سال الہ آبادی مسجد کے حجرے میں انزو اگزین رہے۔
 تدریس اپنے خاندان کی اور دوسرے فضلاء کی وہیں جاری تھی بعد نماز اشراق کے چاشت
 تک چار سبق اور بعد ظہر کے تین سبق پڑھایا کرتے بعد عصر کے تشریف فرما رہتے
 جو کوئی آتا کہ تفسیر ہو تا کثرتِ خلایق کی از حد رہتی مگر آپ کسی کو ادھر یا ادھر بیٹھنے
 کے واسطے فرماتے من جانب اللہ لوگوں کے دلون میں ایسا رعب چھایا ہوتا کہ رہا
 شہر جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو بسبب ادب کے دور دور خاموش بیٹھتے
 اور بدون آپ کی تحریک کے محال سخن نہ پاتے اور ایک دو بات کے سوا یا راند لیتے
 کہ کچھ کلام کرین اوس مسجد کے حجرے میں اکثر لوگوں نے آپ کو عند التخلیہ باوقات
 مختلفہ دیکھا ہی تو بیٹھے ہوئے ہی پایا ہی اور پیش از یکسال انتقال کے سب سبق
 اپنے موقوف کر دیے تھے اور یہ عادت تھی کہ ہفتے میں ایک روز یعنی چار شنبہ کے
 دن حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اور اپنی دختر اور دوسرے عزیزوں کی ملاقات کے
 واسطے الہ آبادی مسجد سے مکان کو تشریف لاتے اور حضرت شاہ عبدالعزیز قدس
 کے حضور میں سلام عرض کرتے ان الفاظ سے کہ (دست بستہ سلام عرض کرتا ہی) اور آپ کو
 بیعت طریقت جناب شاہ عبدالعدل دہلوی سے تھے جنکا مزار حضرت خواجہ باقی باہ
 قدس سرہ کے احاطے میں ہی کرامات آپ کی حد تو اترو پہنچیں ہن اگر اونکا بیان
 کیا جا تو ایک قمر متقل ہو جائے مروان خدا خدا نباشند لیکن زحدا
 جدا نباشند مگر چند خرق عادت برکتا لکھے جاتے ہن کہتے ہن کہ ایک سیوا

خدمت عالی میں عرض کی کہ یا حضرت مجھے ایسا تعویذ دیجیے تاکہ کوئی گاہک آوے آپ نے
 تعویذ دیا وہ لیکن بعد گزرنے شب کے صبح کو اگر عرض کی کہ میں حرام سے توبہ کی ہی
 کسی سے نکاح پڑھاؤ تبھی آپ نے نکاح کرا دیا روایت ہی مولوی سید ہاشم صاحب دہلوی
 سلمہ اللہ تعالیٰ سے وہ روایت کرتے ہیں حکیم آغا جان صاحب غفرہ سے کہا اُنھوں نے
 کہ ایک بڑھیا کا بیٹا مدتِ مدید سے گم ہوا تھا حیدر آباد دکن میں اگر رہ گیا کوئی طرح سے
 اسکو خبر نہ پہونچی زمانہ دراز تک انتظار کر کے مایوس ہو گئی ایک روز لاچار ہو کر آپ کی خدمت
 میں عرض کی کہ یا حضرت آپ اسوقت کے ولی ہیں قطب ہیں سب کچھ ہیں مگر میرے حق میں
 کچھ نہیں ایک مدعا بلائیے تو جب جانو لگی کہ واقعی آپ بڑے صاحب کمال ہیں اور اللہ تعالیٰ
 نے آپ کو گون کو ہم جیسے عاجزون کی کمک کے واسطے پیدا کیا ہی آپ نے فرمایا کہ کو
 کیا ہی اوسنے اپنے فرزند کی کیفیت عرض کی آپ ایک تعویذ دیے اور فرمایا اسکو
 چرنے کے نیچے رکھ کر پھیرنا شروع کر جب تیرا بیٹا روبرو آکر کھڑا ہو تو پھیرنا موقوف
 کرنا ورنہ ضائع ہو جائیگا وہ اوس طرح شروع کی اوسکا بیٹا بازار میں گھی خریدنے کو
 نکلا تھا کہ یک بیک زمین سے بلند ہوتے ہوئے غائب ہو گیا جب ہلی تک پہونچا
 تو اوترنے لگا بیان تک کہ اپنے گھر میں مان کے سامنے آکر کھڑا ہا روایت ہی
 مولوی حاجی غازی الدین محمد حسن نیوٹنی سے وہ روایت کرتے ہیں شاگردوں سے
 مولوی مفتی صدر الدین خان دہلوی کے کہا اُنھوں نے کہ ایک روز مفتی صاحب کو
 غسل کی حاجت تھی بے باک اوسی حالت میں حدیث شریف کی کتاب لیکر سبق کو

یہ روایت ایک فقیر نے
 دہلی میں لکھی ہے
 صلوات اللہ علیہ
 مولانا میں ۱۱

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت اکبر آبادی
 مسجد کے حجرے میں تشریف رکھتے تھے اُس حجرے کا ایک راستہ مسجد کے صحن
 میں سے تھا خلاف عادت حضرت نے مفتی صاحب کو فرمایا کہ آج فرصت نہیں ہے میں
 نہوگا تو مفتی صاحب مسجد کے صحن کے راستے سے چلے حضرت نے فرمایا کہ او دھڑ سے
 جائیے مسجد میں سے نہ جائیے تب مفتی صاحب متنبہ ہوئے کہ یہ غسل کی ضرورت
 ہونے کا سبب ہی جو حضرت نے سبق نہ پڑھایا اور نہ آپکی ذات تو ایسی ہی کام کے واسطے
 وقف ہی بعض کہتے ہیں کہ آپ او نکو اور دوسرے طلبا کو لیکر جتنا کو تشریف لیا
 ہوئے سب کہا کہ آج جی چاہتا ہوں نہا نے کو میں بھی نہاتا ہوں اور نم سب بھی نہاؤ
 سب نے غسل کیا تب مفتی صاحب نے جانا کہ یہ خلاف عادت حرکت میرے نکلانے کے واسطے
 روایت ہی مولوی حاجی حافظ احمد علی صاحب سلمہ امدت علی سے وہ روایت کرتے
 ہیں جناب مولانا عبدالقیوم صاحب کہا انہوں نے کہ ایک شخص شاہ جان آباد کا بیٹا
 واسطے حج کے حرمین شریفین کو گیا اور کچھ عظیمہ میں ایک سال رہنے کا ارادہ ہوا ایک شب
 وہ شخص عشا کے وقت خفی پھیلنے کے قریب بانتظار جماعت بیٹھا تھا اثنائے تذکرہ
 پاس الون سے یہ ذکر آیا کہ میں ایسا چاہتا ہوں کوئی شخص صاحب طریقہ ہو تو اوس سے
 کچھ دستی نسبت کسی طریقہ کی کروں ایک حضرت اوسکے بازو سے بیٹھے تھے انہوں
 نے فرمایا کہ بہتر اگر آپ کو شوق ہی تو میں کچھ بتلاتا ہوں اوسکو آپ کر کے دیکھیں اگر فائدہ
 معلوم ہو تو کرتے رہنا اور اسی وقت اسی جگہ مجھ سے ملاقات ہوگی ملتے رہنا چنانچہ

کچھ اونکو تعلیم کی بموجب ارشاد کے ایک دو روز میں ایک فائدہ معتمد طالب کو معلوم ہوا
 پھر توبہ و تیرہ ٹھہر کہ ہر شب عشا کے وقت ملاقات ہوتی تھی ایک سال میں تمام مدارج
 سلوک کے طے ہوئے جب اوس شخص کا ارادہ ہندوستان کی مراجعت کا ہوا تو عرض
 کیا کہ حضرت آپ نے مجھ کو سلوک تمام کر دایا اب حسب عہدہ بیعت بھی لیجیے آپ نے انکار
 کیا اور وہ اصرار کرنے لگا کہ انکار کی وجہ کیا ہے جو مطلب بیعت کے بعد حاصل ہونیکا
 تھا وہ تو قبل ہی حاصل ہوا اب کیا عذر ہے بعد اصرار تمام حضرت نے فرمایا کہ میں اس عالم
 میں نہیں ہوں تب اوسنے پوچھا کہ ارشاد ہوا آپ کون ہیں جب کہا کہ میرا نام عبدالقادر ہے
 جسکا ترجمہ قرآن شریف کا ہندوستان کی نواح مہلی میں اکثر مشہور ہے اور جناب
 شاہ عبدالعزیز کا بھائی ہوں اگر تلو بیعت کرنا خواہ مخواہ منظور ہی تو ایک شخص
 عبدالقادر نامی شاہ جہان آباد کے خانم کے بازار میں فلان کوچہ میں رہتا ہے اوسکے
 دروازے پر ٹاٹ کا پردہ پڑا ہے اور وہ میرا مرید ہے اوس سے بیعت کیجیے اور
 میرا سلام کہد تب کچھ تودہ بیعت گویا مجھی سے ہے وہ شخص حسب اندہی ومان آیا بیعت
 سے مشرف ہوا رحلت آپکی ترستھ ۳۳ برس کی عمر میں ۱۱۳۳ ہجری میں بمقام
 آپکی یاد حضرت خلی اسکو مولوی مصطفیٰ ابن شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ سے شادی
 کر دی تھی اوسکو ایک لڑکی ہوئی تھی وہ مولوی محمد اسماعیل شہید علیہ الرحمہ کے نکاح میں دی
 اوس سے ایک فرزند مسمی مولوی محمد عمر رحمہ اللہ علیہ پیدا ہوئے اور لا لائے
 مگر بڑے صاحب تصرف اور ذی کمال تھے روایت ہے حافظ حاجی قاری محمد کریم

دہلوی سلمہ اللہ تعالیٰ سے کہا اوٹھوں نے کہ ایک روز مجھے تین روپوں کی ضرورت تھی
 تو میں مولوی محمد عمر صاحب کے مکان کو اس ارادے سے گیا کہ اولیٰ قرض لونگا یا جو
 شمائل ترمذی میرے پاس ہی اونکو بیچ دوں گا مکان میں لوگ زیادہ تھے کچھ موقع
 کہنے کا نہ ہوا وہاں اپنے گھر چلا آیا بعد دوپہر کے حضرت مولوی محمد عمر صاحب تشریف
 لائے اور فرمایا کہ کوئی شمائل ترمذی ہو تو یہ بھیچو عرض کیا کہ حاضر ہی فرمایا کہ قیمت
 تین روپوں دوں گا انتقال آپ کا ۶۸ ہجری میں ہی جناب مومن خان دہلوی
 علیہ الرحمہ نے تاریخ کئی ہی قطعہ تاریخ محمد عمر کا ہوا انتقال بزرگ ایسے ہوتے
 ہیں پیدا کمان بیچھے سال تاریخ کا تھا خیال ہے کہ سب سے کم عمر شیخ زمان بیچ
 جناب فضائل و شرافت مآب لودھی و یلمی مولانا حافظ مولوی شاہ عبدالغنی صاحب
 قدس سرہ آپ بڑے صاحب کشف و کرامات عارف کامل زاہد و پرہیزگار بکیتاے
 روزگار تھے تفصیل سے آپ کے حالات راقم کو میسر نہ ہوئے آپ کو ایک فرزند مسمی مولانا
 مولوی محمد اسماعیل شہید اور دو لڑکیاں تھیں یہ جو مذکور ہوا ضمناً تھا اب بفضلہ
 تعالیٰ مقصود شروع ہوتا ہی حضرت پیر مرشد مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
 قدس سرہ ملقب ببلال اعلیٰ بہ حجۃ اللہ دراز قد لاغر اندام گندم رنگ کلان چشم صاف
 جسم تھے گرد اگر چہرے کے لحیہ مبارک خوشنما باعتماد تھی اکثر چیخہ او سکتے تھے
 انگر کہ اور پاجامہ شرعی دستار کشمش کلاہ پنہ دار و مال بینی پاک نیلا اور پاپوش
 نری اور ہاتھ میں عصا بے سبز رکھتے تھے اخلاق میں شلخو اباً خلاق اللہ کے

مولانا عبدالغنی صاحب
 علیہ السلام

شاہ عبدالغنی صاحب
 قدس سرہ

مصدق تھے اور مزاج میں نہایت خوش طبعی اور ہر ایک بات کا مذاق تھا ولادت
 آپ کی شب جمعہ ۱۲^{۵۹} و پنج ماہ رمضان ۱۲۵۹ ہجری میں ہو اور نام تاریخی آپ کا غلام حلیم
 ہی کہتے ہیں کہ اسی شب شب قدر بھی تھی اور آپ ختم قرآن شریف بھی اسی شب کو
 کرتے تھے اور ختم میں شیرینی قسم رلیوٹی سے تقسیم فرماتے تھے آپ کی عمر
 حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کے انتقال کے وقت سو لہ برس چھ مہینے کی تھی
 فاتحہ نسوم شاہ ولی اللہ صاحب کا خان دوران خان کے محل کلان میں ہوا رسم
 دستار بندی میں تین چار بیچ مولانا فخر الدین صاحب رحمہ اللہ علیہ نے آپ کا
 مبارک پر باندھے جناب مرزا مظہر جانجانا صاحب رحمہ اللہ علیہ بھی شریک تھے
 اپنے علوم ظاہر و باطن اپنے پدر والا قدر سے پڑھا اور مولوی شاہ حجہ عاشق صاحب
 پھلتی سے جھکا ذکر اوپر گذرا ہو اوسکی تکمیل کی اور بابا فضل اللہ کشمیری سے جو
 منجملہ ارشد تلامذہ شاہ ولی اللہ صاحب تھے بعض کتب حدیث کی سند لی اور علم
 اپنے خسر مولوی نور اللہ صاحب جد مولوی محمد عبدالحی صاحب رحمہ اللہ علیہما
 سے پڑھا اور اکثر فیوض ظاہر و باطن ہزار ہا پرانوار پدر بزرگوار سے حاصل کرتے تھے
 تھوڑے وقت اونکی قبر شریف پر مراقب رہتے تھے کوئی علم و فن ایسا نہ تھا کہ
 جہین آپ کو دستگاہ کامل نہو خط شکست نسخ خوب لکھتے تھے علم موسیقی میں
 ملکہ راسخ تھا کہ استادان فن زانوے ادب نہ کرتے تھے تیر اندازی خلیف
 محمد شاہ سے لکھوڑے کی سواری ملک بیڑا افسر جاہک سواران محمد شاہ بابا شاہ سے

سیکھی تمام ہمہ فنون میں برتر اور شناوری میں بھی سب سے بڑھکر غرض آپ کی ذات
 جامع کمالات معاصرین پر فائق بلکہ کینا بے روزگار تھی اور فیض باطن حضرت علی مرتضیٰ
 رضی اللہ عنہ سے آپ نے پایا ہی کمالات عزیز می ہن لکھا ہے کہ عالم رؤیا میں آپ کو
 حضور ہی جناب علی مرتضیٰ اسد اللہ غالب کرم اللہ وجہہ کی حاصل ہوئی اور بیعت کر کے
 فیضیاب ہوئے مولوی نصیر الدین صاحب عرف غلام مولیٰ سلمہ اللہ تعالیٰ
 اس خواب کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے جب کی ستائیسویں کو یعنی معراج کی
 شب میں خواب دیکھا کہ ایک مکان میں چند حضرات اس طرح بیٹھے ہیں گویا کسی کے منتظر
 آپ نے اُٹھ کر پوچھا کہ کس کے منتظر ہو او انھوں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
 تشریف لانے والے ہیں آپ بھی اوس مجلس میں ایک طرف بیٹھ رہے حضرت علی مرتضیٰ
 تشریف لاکر آپ کے پاس چار انویٹھے اور آپ مؤذّب و زانور و برو بیٹھ کر عرض کیے
 کہ یا حضرت یہ فقہا آپ کے طریقے پر برابر ہیں فرمایا کہ نہیں تجھ پر عرض کی کہ صوفیہ آپ کے
 طریقے پر برابر ہیں فرمایا نہیں افراط و تفریط ان سب میں ہی آپ نے گزارش کی کہ
 اصل آپ کا کیا طریقہ ہی فرمایا تلاوت قرآن اور نماز حضرت کے وقت میں بھی ہم سب ہی
 کرتے تھے اور میرے وقت میں بھی یہی تھا پھر آپ نے اس کے مناقشے کی کیفیت پوچھی
 فرمایا کہ لچھ نہیں فقط مجھ میں اور دوسروں میں شکریہ رنجی آگئی تھی پھر عرض کی کہ حضرت
 مجھ کو تو آپ سے بواسطہ خلفا بیعت ہی اب بلا واسطہ مشرف ہوا چاہتا ہوں فرمایا کہ
 بہتر اور بیعت لی پھر فرمایا کہ ایک شخص فلان نام کا فلان لہجہ کے رہنے والے نے

کرت

پشتو زبان میں ہمارے مذہب کے رد میں ایک کتاب فلان نام کی لکھی ہوئی ہے اور اس کا جواب لکھو آپ نے عرض کی کہ پشتو مجھ کو نہیں آتی ہے فرمایا کہ چھ مضاہفہ نہیں تم لکھو آپ نے خواب سے بیدار ہو کر اس کتاب کی تلاش کی وہ دستیاب ہوئی پشتو میں جواب لکھ کر منتشر کیا اور یہ خواب کی کیفیت کو لکھ کر جامع مسجد میں لگا دیا اور تین موضع آپ کی جاگیر تھی اونکی سند شاہ عالم بادشاہ اور دولت راوسیندہ نے گزرائی تھی حسن پور اور مراد آباد پر لٹہ سکندر آباد سے چاروں بھائیوں میں مشترک اور ایک موضع یعنی محل جنہ پر گنہ بوڈھانہ سے بلا شرکت آپ کے تصرف میں تھا چنانچہ وہ موضع اپنے دونوں نواسے مولانا محمد اسحق اور مولانا محمد یعقوب کو عطا کیا تھا اب تک جاری ہے مولوی نصر الدین خاں صاحب کہتے ہیں کہ میری عملداری میں محل جنہ کے سالانہ بارہ سو روپے کلدار ہوتے تھے اور اس وقت وہی ہر سو اس کے اکثر اجا سے فتوحات بلا قید سال و ماہ اللہ تعالیٰ پہونچا تا تھا جو شخص کچھ گزرائتا تو قبول فرماتے اور نہ دیتا تو ذکر تک بھی نہ لاتے خدمت طلبا اور فقرا وغیرہ کی بہت کرتے تھے گویا جود و کرم آپ کا سرشت تھا جو سائل آتا تھا بے نیل مرام نہ جاتا تھا جانا چاہیے کہ دنیا میں فیض بخشی کے بہت طریقے ہیں مگر اون میں تین طریقے مشہور و معروف ہیں ایک تدریس دوسرا تربیت باطن جسے مریدی کہتے ہیں تیسرا تصنیف اور یہ ابواب منجملہ بہترین باقیات الصالحات ہیں ان امور میں حضرت کا پایہ بلند اور رتبہ ارجمند تھا تدریس کا یہ حال کہ ہندوستان وغیرہ میں کوئی عالم کم نکلے گا جسکو حضرت سے واسطہ نہ کہتے ہیں کہ ایک بدواؤں کے عالم نے حدیث

بزرگداشت

محل جنہ ایک موضع ہے
پہونچ کر اس موضع میں
مغلذکر ہیں

بیان تدریس

شریف پڑھنے کا ارادہ کیا مگر اوسکوناوانی سے یہ خیال آیا کہ اوس شخص سے پڑھیے کہ
 جسکے سلسلے میں شاہ عبدالعزیز نہون تمام ہندوستان پھرتے پھرتے حیران ہوا
 جہان گیا وہاں حضرت ہی کا فیض پایا کوئی ایک واسطے سے کوئی دو یا تین واسطے سے
 حضرت کا شاگرد بن گیا یہ بات ایسی ہی کہ جیسے کسی نے انسانوں میں اپنی نسبت کرنی چاہی مگر
 یہ قید لگائی کہ اوس خاندان میں ہو جس میں حضرت آدم علیہ السلام نہون مگر اپنے منقل
 بجز چار پانچ شخص کے اور فکرت کم پڑھایا ہی عیسے اپنے تینوں بھائیوں کو کہ رقیع الدین صاحب
 والد کے انتقال کے وقت میبذی اور عبدالقادر صاحب صرف میر پڑھتے تھے اور عبد الغنی صاحب
 قرآن شریف حفظ کرتے تھے تمام علوم پڑھایا اور اپنے داماد مولانا عبدالحی صاحب کو
 مولوی عبد القیوم صاحب مولانا اسحق صاحب علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں کہ مولانا
 مجھ سے فرماتے تھے میں نے سیکھ لیا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ
 بعد غلبہ آشوب چشم کے بھی پڑھائے ہوں مگر تھارے والد مولانا عبدالحی کو اور جناب
 غلام علی شاہ صاحب مجددی علیہ الرحمہ بھی شاگرد ہیں بخاری شریف پڑھی مولوی عبد الغنی
 صاحب مجددی مدنی سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو ایک سالہ غلام علی شاہ صاحب نے بنایہ زمانہ چار پانچ
 علیہ الرحمہ اور اوسکے خلفاء کے حالات میں لکھا ہی سوا اوسکا تکملہ کیا ہی چنانچہ وہ سالہ ۱۲۶۹
 ہجری میں طبع ہوا ہی اوس میں غلام علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ
 اکثر عمل حضرت ایشان بر حدیث شریف بود از فرزندان حضرت شاہ ولی اللہ محدث سند
 حدیث وارد اور اوس میں لکھتے ہیں کہ شاہ ابوسعید صاحب در حدیث وغیرہ شاگرد

مولانا رفیع الدین صاحب و مولانا و اولادنا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ ہستند
 ان حضرات کے سوا اگر کسی کو پڑھایا ہو تو تین چار سبق سے زیادہ نہیں پڑھایا اور سب کو
 جو ایک کوع قرآن شریف کا قریب طلوع آفتاب ہر روز ایک تفسیر کے ساتھ سنا کرتے
 تھے یہاں تک کہ بروز وفات بھی سنا ہی اوسکے قاری خاص مولانا اسحق صاحب ہوتے تھے
 اوسکی کیفیت مفصل مقالہ ششم میں مولانا می موصوف کے حالات میں انشاء اللہ تعالیٰ
 مذکور ہوگی اور آپ کے برادر وں کے ساتھ مولوی مفتی الحق بخش صاحب کن کا ندہلہ اور
 مولوی قمر الدین صاحب منت تخلص وغیرہ سامع تھے اسی طریق سے انھوں نے تحصیل کی
 مولوی عبدالقیوم صاحب فرماتے ہیں میں نے مولانا اسحق صاحب پوچھا کہ حضرت
 اکثر لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد ہیں شاہ صاحب نے
 ہمیں تعلیم کی ہی اسکی کیا حقیقت ہو آپ نے فرمایا کہ بعد نابینا ہونے کے شاہ صاحب سے
 پڑھنے کی دو صورتیں تھیں ایک تو میں صبح کو قرآن شریف کا رکوع پڑھتا تھا اوسمیں
 لوگ سامع رہتے تھے دوسرے یہ کہ علما اور فضلاء اور بڑے بڑے بزرگوار اہل
 سے حاضر ہو کر حصول اجازت بتمنا تبرکاً چاہتے تھے تو حضرت شاہ صاحب فرماتے کہ
 چہل قدمی کے وقت پڑھیں میں سنونگا اوسوقت کچھ بیان بھی کرتے تھے اس قسم کے
 شاگرد بیشمار ہیں سوا اسکے جمعہ اور منگل کو قرآن شریف کا درس بطور وعظ کے
 ہوتا تھا اوسکی کیفیت مرزا عمر علی شاہ صاحب قادر حی شہتی اپنے اپنے اوستا
 مولوی یار محمد صاحب مرحوم کی زبانی جو حضرت کے شاگرد وں سے تھے یوں بیان

مولانا رفیع الدین صاحب
 صاحب سہارن پور
 میں اس کتاب میں
 سہارن پور مذکور
 ہے اوس سے بھی
 پوریا سہارن پور
 راوی ہے

آ رہے ہیں کہ آپ کے عظیمین ہزار ہا آدمی رہتے تھے اونہیں جو بڑے لکھے تھے وہ لوگ
 ایک ایک تفسیر اپنی اپنی استعداد کے موافق عربی ہو یا فارسی لیکر بیٹھے رہتے جب
 کوئی آیت شروع کرتے تو حضرت ہر ایک سے پوچھتے کہ امام رازی کیا معنی
 کرتے ہیں اور شیخ محی الدین ابن عربی کیا فرماتے ہیں اور قاضی بے ضیا کیسا
 لکھے ہیں علیٰ ہذا القیاس جسکے پاس جو تفسیر ہوتی وہ اپنا بیان کرتا جب سب
 تفسیریں ہو جاتیں تب آپ فرماتے خیر یہ سب بیان ہو چکا اب جو خدا ایتعالیٰ نے
 اس فقیر کے دل پر القا کیا ہی بیان کرتا ہوں پھر وہ وہ مضامین فرماتے کہ
 کسی مفسر کے حاشیہ خیال میں بھی نہ آئے ہوں سب لوگ کتابیں بند کر کے
 حضرت کا موندہ سکتے رہتے اور ششدر ہو جاتے اور یہ کرامت ظاہر و باہر
 تھی کہ جیسے آواز نزو یک الون کے گوش زد ہوتی تھی ویسی ہی دور و آلے
 بھی سنتے تھے اور آپ کا بیان جاہل عالم دونوں سمجھتے تھے اگر کوئی دوسرے
 دنوں میں یعنی ہفتہ یا چار شنبہ وغیرہ کو اوس عطا کا مضمون کچھ پوچھتا کہ
 حضرت آپ نے اس آیت کے کیا معنی کیے تھے فرمائیے یا مجھے اسمیں کچھ
 شبہ ہی تو آپ فرماتے کہ اسوقت مجھے کچھ معلوم نہیں تم اوسی روز پوچھو
 تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بیان کروں گا کیونکہ جسوقت میں وعطا کا ارادہ کرتا
 ہوں تو میرے دونوں شانوں پر لوح محفوظ سے دو میز اب برکتے ہیں
 اوسوقت جو چاہتا ہوں کتا ہوں اب وہ فیضان نہیں ہی اگر کوئی اوس روز

پوچھتا تو بخوبی بیان فرماتے مولوی یار محمد صاحب علیہ الرحمہ مدتوں خدمت فیضِ حدیث
 میں رہے ہیں اور کئی دُور سے قرآن مجید کے اونکے روبرو ہوئے ہیں اُن
 دُوروں کا قرآن مجید شروع سے اخیر تک تمام محشی اُنکے فرزند مولوی محمد اسحق صاحب
 کے پاس موجود ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بھی اس طرح درس فرماتے تھے
 اخیر درس اُنکا آیہ اَعِدْ لَوْ اَهِمُّوا قُرْبُ لِلتَّقْوٰی تھا دُعا مان سے حضرت نے شروع
 اور حضرت کا اخیر درس آیہ اِنْ اَکْرَمَ کُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَنفَضَکُمْ تھا حضرت کے بعد دُعا مان سے
 مولانا اسحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شروع کیا ثر بیت باطن یعنی مریدی۔
 اوکسی یہ کیفیت ہو کہ آپ کو تمامی آداب سلوک اور اشغال طریقت میں دستگاہ کامل
 اور ملکہ راسخ تھا جیسا چاہتے تھے ویسا طالبوں کو خدا تک پہنچاتے تھے کوی
 طریقہ کے مفید تھے کیونکہ اپنے عزیز واقارب برادر و ن کی اولاد یعنی مولوی
 مخصوص اللہ صاحب اور مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی یعقوب صاحب اور مولانا
 اسحق صاحب وغیرہ سے قاور یہ طریقت میں بیعت لی تھی اور اُنکو سلسلہ پشتمیہ
 میں اور دوسروں کو سلسلہ نقشبندیہ میں مرید کرتے تھے چنانچہ جناب
 سید احمد صاحب طریقت نقشبندیہ میں مرید تھے مگر مولانا عبدالحی صاحب کو
 مولانا شاہ عبدالقادر صاحب سے بیعت تھی اور حضرت شاہ صاحب خود صاحب طریقت
 ہیں کیونکہ اپنے بعد تکمیل سلوک راہ ولایت اور سلوک راہ نبوت کے خاص ایک طریقہ
 سلوک راہ ولایت کا برعایت طبائع ابنائے روزگار استخراج کیا ہے وصال اللہ

مولانا یار محمد صاحب علیہ الرحمہ مدتوں خدمت فیضِ حدیث

مولانا شاہ عبدالقادر صاحب سے بیعت تھی اور حضرت شاہ صاحب خود صاحب طریقت

کے واسطے نہایت آسان و سہل ہو اس پیچیدہ نے اس خاص سلوک طریقہ
 علمیہ عزیز نے یہ کو مقالہ پنجم میں عموماً واسطے اخوان کرام اہل اسلام اور خصوصاً
 منتسبان طریقہ سنیہ مذکورہ کے لکھا ہو خداے تعالیٰ توفیق عطا فرماوے
 اور مریدین کی کثرت بھی بشمار ہو آپ کے زمانے سے آج تک بے واسطہ اور باواسطہ
 تخمیناً چالیس لاکھ سے زیادہ ہونگے۔ اللہ عز و جل فرمادے۔ اور حضرت کی
 توجہ وغیرہ کا کوئی وقت مقرر نہ تھا اگر کوئی خواہاں ہوتا تو فرماتے کہ تم غلام علیشاہ
 صاحب کے پاس جاؤ کہ وہ صاحب طریقہ اور دکاندار اور اس کام کے ذمہ دار ہیں فقیر
 طریقہ تعلیم علوم ظاہری رکھتا ہو اس پر بھی کوئی بہت خواہش اور الحاح کرتا اور
 آپ کے ذہن عالی میں آتا تو اس کے واسطے ایک وقت معین فرماتے اور جاے
 مقرر کرتے مثلاً بعد نماز مغرب اور کسی کو بعد نماز ظہر یا دو سرے وقت جو مناسب
 جانتے تعین کرتے جیسے جناب سید احمد صاحب اور سید الدوبی صاحب بلوچی
 اور مولانا یعقوب صاحب اور شیخ غلام جیلانی صاحب باغ پتی اور حافظ قطب الدین صنا
 پھلتی یہ اکابر حضرت سے توجہ لیے ہیں اور تکمیل کو پہنچے ہیں آپ کے حضور
 چند ان توجہ کی ضرورت نہ تھی کیونکہ خود ذاتِ فایض البرکات مانند آفتاب
 جہان تاب منور و موثر تھی خوبی تصنیفات کی تمام زمانے پر ظاہر و باہر ہی
 بیان کی احتیاج نہیں تفسیر فتح العزیز صفحہ اثنا عشر بہ ستر الشہادین
 بستان المحدثین عجالات النافعہ حواشی قول الجلیل یہ تمام کتابیں مشہور و مطبوع

ہین سوا انکے علم معانی میں ایک سالہ ہو اور صدرہ اور میرزا بدر سالہ پر بھی حواشی
ہین حاجی محمد حسین صاحب سہارن پوری سلمہ اللہ تعالیٰ مولوی نور اللہ سے
روایت کرتے ہین کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی ایک تفسیر فارسی تمام قرآن مجید
کی اکبر آباد کے قاضی کے بیان موجود ہے مگر وہ چھپی نہیں تفسیر شیخ العزیز کے
لکھنے کا سبب یہ ہوا کہ آپ کی ایام جوانی میں عادت تھی کہ بعد نماز عصر تشریف رکھتے
اخبار و یار و امصار کی گوش زد ہوتے دوسرے سخن و قصص بھی در بیان آتے
اور اشخاص اسی قسم کے جمع ہوتے تھے چنانچہ ایک کا بیٹھ بھی در بار یون سے
پادشاہ شاہ عالم کے اسی وقت حاضر ہو کر قصص دربار عرض کرتا آخر کار وہ کا بیٹھ
فیض صحبت سے مسلمان ہو کر شیخ مصدق الدین نام پایا اور کمال کو پہنچا انھیں کے
حسب تہ ما سنہ ۱۱۰۰ ہجری میں تفسیر شروع ہوئی چنانچہ خود بدولت دیباچہ
میں تفسیر کے یہ کیفیت مفصل تحریر فرمائی ہین شیخ مصدق الدین کے
فرزند مولوی اکرم اللہ صاحب بڑے فاضل اور ولی کامل خلفا سے غلام علی شاہ
کے ہوئے ہین رحمۃ اللہ علیہا مرزا عمر علی شاہ صاحب قادری حشتی
اپنے استاد مولوی یار محمد صاحب مرقوم لہد سے روایت کرتے ہین
تفسیر کے ناتمام رہنے کی یہ وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
خواب میں جناب شاہ صاحب کو فرمایا کہ تم تفسیر لکھنا موقوف رکھو اگر تمام کرو گے
تو اور تمام مفسرون کی محنت بے فائدہ ہوگی کوئی سبکی تفسیر نہ لکھے گا مٹھاری انہی

تفسیر کو ہی سمجھے تو تمام قرآن کے مضامین پر حاوی ہو گا آپ نے حسب الحکم موقوف
کیا سورہ بقرہ نا تمام رہا واقعی ایسی ہی تفسیر نادر ہے کہ اس کے وصف میں زبان
قاصر ہی باوجود ضوابط علم تفسیر کے صحت روایات و آداب سلوک و اسرار حقایق
نکات معارف ایسے ہیں کہ اور تفاسیر میں کم ہونگے جناب امام رازی قدس سرہ نے
آیت کا ربط آیت سے دیا ہی حضرت نے سوا اس کے سورہ کو سورہ سے مربوط کیا
ہی اس کی تحریر کا یہ حال تھا کہ مسودہ کا اتفاق نہوا اور جو لفظ فرمایا پھر دوبارہ زبان
نہ آیا مولوی حیدر علی صاحب منتهی الکلام سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو حضرت کے
اخیر وقت کے مستفیضون سے ہیں حسب خواہش سکندر ربکم مغفورہ
والیہ بھی پال تفسیر مذکور کا کچھ ستائشیں جلدوں میں کیا ہی راقم نے دیکھا بہت
خوب لکھا ہی اس عصر میں ایسی استعداد و لیاقت کی فرد نایاب ہی دوسرے کاموں نہ
نہیں جو یہ ہمت کر سکے مگر دونوں کا فرق دیکھنے والا اپنے حوصلے کے مطابق سمجھ
سکتا ہے تحفہ اثنا عشر یہ بھی آپ کی زندگی میں یعنی ۱۱۵۰ ہجری میں طبع ہو کر
مشہور ہوئی اور وہ بھی ایسی ہی بیباختہ لکھی گئی کہتے ہیں کہ جب تحفہ اثنا عشر
چھپ کر شہرت پائی تو ایک کلکتہ کا کوئی نواب شیعہ مذہب تھا اُس کو نہایت شاق
گدرا اُس نے وہ کتاب اور بہت سے روپی ایران کو روانہ کر کے وہاں کے فضلا
اور بلغا کو لکھا کہ یہاں سنیں کہ اس کتاب کی عبارت اور مضمون پر ناز ہی چاہیے
کہ دونوں نکار دہو وے ایران میں تمام فضلا اور ارباب انشا جمع ہو کر مدت

وراژ تک تمام کتاب بکرات و قرات دیکھی کچھ نہیں سکا آخر کو وہ روپی سب کچھ چھوڑ کر
 اوسکے جواب میں ایک نام لکھ کر روانہ کیا اوسکا مضمون یہ تھا کہ صاحب تحفہ نے
 جو اپنے مذہب کی قدیم کتابوں کا حوالہ دیا ہے اس ملک میں وہ مذہب صد ہا سال
 اوٹھ جانے کے سبب وہ کتابیں ہمدست نہیں ہو سکتیں اور جو ہمارے مذہب
 کی قدیم کتابیں اوس میں مذکور ہیں ہم نے اب تک کیکھا نہیں مضمون کا رد تو کتابوں کی
 قدرت پر موقوف ہے یہی عبارت الہی صاف اور بے تعقید کس منشی کا نمونہ ہے
 جو لکھ سکے سبحان اللہ آپ کی ذات نمونہ قدرت الہی اور معجزہ حضرت رسالت پنا
 صلی اللہ علیہ وسلم تھی اوس کتاب کا وجہ تسمیہ خود بدولت اس طرح تحریر فرماتے ہیں
 کہ این رسالہ را تحفہ اثنا عشریہ نام نہادہ شد زیرا کہ بعد از انقضاء قرن ثانی
 از ہجرت خیر البشر علیہ التحیۃ والسلام صورت تالیف پذیرفتہ و جلوہ ظهور گرفتہ
 اور حضرت کے فتوے اور مکتوبات بھی ہزار ہا ہیں جمع ہوں تو دفاتر ضخیمہ و مجلدات
 عظیمہ ہو جائیں یہاں بطور نمونہ کے ایک مکتوب لکھا جاتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم
 حافظ صدر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ از حیدرآباد وکن مسئلہ وحدت الوجود والشہود
 استفسار نمودہ بود ند میا نصاحب بعینے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی
 قدس سرہ بر طریق نمونہ اجمالاً در چند سطر این مسئلہ نوشتہ بود و نہایت اول معنی
 ابن دو کلید یا بدفہمید باز حقیقت حال باید شنید معنی وحدت الوجود آنست کہ وجود
 حقیقی بعینے ما بہ الوجودیت نہ بعینے مصدری اعتباری یک چیز است کہ در جواب

مکتوب بر مکتوب
 مسئلہ وحدت
 الوجود و شہود

واجب و در ممکن ممکن و در جوهر جوهر و در عرض عرض و این اختلاف موجب اختلاف
 و زوات نمیشود مثل شعاع آفتاب که بر پاک ناپاک می افتد و فی ذات پاک است
 ناپاک نمی شود و این مسئله فی نفسه حق است و هیچ گونه مخالف شرع نیست زیرا که
 هر مرتبه از مراتب این وجود حقیقی حکمی جداگانه دارد و شرع شریف بیان حکم هر مرتبه
 میکند بعضی را الهی و بعضی را مضل و بعضی را واجب الاطاعت و بعضی را واجب العصب
 و بعضی را حلال و بعضی را حرام و بعضی را پاک و بعضی را ناپاک میفرماید مردم کوتاه
 بین میدانستند که این همه اختلاف ذات است حاشا و کلا این همه اختلاف شیون
 و اعتبارات است مانند آنکه در معرکه جنگ غیر از جسم نمودار نمی باشد اگر قاتل است
 جسم است و اگر مقتول است جسم است و علی بن ابی القیس اکبر مرکوب غالب و
 مغلوب و در قرآن مجید چند جا اشاره باین مسئله واقع شده صریح ترین آیات
 و آله برین معنی است این آیت سَبَّحُوا ثَمَنًا فِي الْأَفَاقِ وَ فِي أَنْفُسِهِمْ
 حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمُ اللَّهُ الْحَقَّ أَوْ كَمْ يَكْفِي بِرَبِّكَ إِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ
 شَهِيدٌ إِلَّا أَنْتُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاءِ رَبِّكُمْ إِلَّا أَنْتُمْ بِكُلِّ شَيْءٍ
 مُّخِيطُونَ نیز آیه هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ اینست معنی
 وحدت الوجود آنا معنی وحدت الشهود پس حقیقتش اینست که سالک را در وسط
 سلوک بسبب غلبه نور حق و انحصار توجه به سمت آن نور همه وجودات و زلفه او غایب
 میشوند غیر از وجود حق او را بنظر نمی آید و بسبب استغراق درین مشاهده از حفظه او

نیز غافل میشود گاهی میگوید سُبْحَانِی مَا أَعْظَمَ شَأْنِی و گاهی و اَنَا اَلْخَوْفِ
 و امثال ذلک لیکن چون بدرجہ انتہا میرسد ہر چیز را در مقام خود می بیند و مع گوید
 مَا اِلَّا الذُّرَابِ وَ رَبِّ اَکْثَرُ بَابِ تَمَثُّلِش آنکہ در روز بسبب غلبہ شعلہ آفتاب ہرچ ستارہ
 بنظر نمی آید و بینندہ حکم میکند کہ غیر از آفتاب ہرچ ستارہ موجود نیست و این حالت
 وسط سلوک است چنانچہ حالت ابتدا مانند شب است چہ ستارہ ہا بنظر می آید و آفتاب
 بنظر نمی آید لیکن میدانند کہ این ہمہ نور آفتاب است کہ درین ستارہ ہا ظہور کردہ است
 و در حالت انتہا کہ نمونہ آن موجود نیست تا برای تمثیل آورده شود ہر دو چیز بنظر می آید
 ہم آفتاب ہم ستارہ و بحسب حال میگوید ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد و اگر فرق
 مراتب نکنی نزدیکی و انتہی - باز در سوال نوشتہ کہ احوال مسئلہ موصوفہ از سہ فرزانہ
 و حقیقت و معتبری مسئلہ وحدت وجود ثابت شدہ و مسئلہ وحدت شہود غیر معتبر لیکن
 غرض اینکہ جائیکہ مقام کشف و کرامت است یک مقام است و در اینجا طریق دو یک معتبر
 و یک غیر معتبر در ہر دو طریق اکثر اولیاء کمال شدہ اند چنانچہ جناب شیخ احمد سہروردی
 بطرف شہود رفتہ اند و مقلدان حضرت موصوف بران طریق قائم اند غرض آنست
 کہ ہر چہ احوال حضرت شیخ موصوف آنجناب را دریافت باشد ترقیم فرمایند کہ طمانیت
 ازان حاصل آید انتہی - باز جواب نوشتند کہ صاحباً توحید وجودی مجمع علیہ چہ موصوف است
 الا حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی از متقدمین و حضرت شیخ احمد سہروردی مجدد الف ثانی
 از متأخرین بتوحید شہودی رفتہ اند و تحقیق آنست کہ وحدت الوجود در مرتبہ ذات

و صرافتِ اطلاق حق متعین است و توحید شمودی که خبر از غیریت میدهد در مراتب تعینات
واجب القبول تسلیم است پس هر دو امر در واقع تحقق دارند حکمت الهی در ابتدا نشود و نما
کمال است محمدیه علی صاحبها الصلوٰۃ و التحیۃ القاء علوم توحیدیه فرمود تا مردم از معنی
قرب و معیت و حضور و ہمراهی جناب حضرت حق عز و علا مستلذذ شوند و در زهد و مجاہدہ
غایب بازی نہ نمایند و نعم باقیل **ص** صنما رو قلند رسوا بر من تمنائی بد که دراز
و دور بنم رہ و رسم پارسائی بد و ہر گاہ این معرفت پنختہ شد و رفتہ رفتہ در فہم کلمات
عارفان طریقت مردم کج فہم راہ الحاد پیوندند و این معرفت غامضہ را وسیلہ ابطل
شرایع و تکلیفات نمودند و نہ ہر شیخ محب اللہ الہ آبادی کہ ظاہر ش قدم در وادی
الحاد میزند شیوع تمام در و اج مالا کلام یافت عنایت خداوندی حضرت شیخ احمد
سہرندی را بر روی کار آورد و علوم غریب را بر ایشان القا فرمودند من قبیل تعدیل
الحار بالبارد و الرطب بالیابس تا ہیئت اعتدالیہ در اذیان مردم جا گیرد و باطل ممزوج
بحق ارتفاع و انتفا پذیرد و ہمین است مصداق معنی مجددیت **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ**
آپ نظم و شعر بھی بہت یادگار ہی اس محل پر برکتہ فقط ایک بیت اور ایک قطعہ اور ایک
قصیدے پر التفکیا بہت حمد را با تو نسبتی است درست بد و بر ہر کہ رفت
بر درت **قطعہ** یا صاحب الجمال یا سید البشر **من و جہک المیتہ لقد**
نور القمر لا یکن الثنا کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ تو نے قصہ مختصر

قصیدہ

و نہ غلط

لے جان نام کرک
دشت لکھنؤ
کا اردین
کونین
رجن

يَا سَائِرَ اَنْحَوَالِ الْحَيِّ بِاللّٰهِ قِفْ فِيْ بَانِهِ

ای چلے دو سر غرار کے جانب بخدا ٹھہر اسکے بان میں

اِنْ تَيْسَلُوْا عَنْ حَالِيْ فِي السُّقْمِ مِنْذُ فَقَدْ تُمْ

اگر لو چھین میرا حال پادری میں جب سے میں نے اونکو گم کیا

اِنْ تَنْشَوُا عَنْ دَمْعِ عَيْنِيْ بَعْدَهُمْ قُلْ حَاكِیَّا

اگر کھج کر میں میری آنکھ کے آنسو کا بعد پڑ تو کہہ سبیل حکا

مُنَشِّتًا اَوْ قَاتِلًا مُتَكَدِّرًا سَاعَاتِهِ

پریشان ہیں اسکی وقت اور سیلے ہیں اسکی ساعت

وَالصُّبْحُ يَهْتَكَ سِتْرَكَ وَالضُّحُوْ يُلْهَبُ حُرَّتَكَ

صبح بھارتی ہر پردہ اوکا اور پڑھاؤ نکا بھرتا ہوا

وَاخْتَلَّ اَمْرُ مَعَايِشِهِ وَسَرَى لِقَضَىٰ فِيْ جِسْمِهِ

اور بگڑا اسکی زندگی کا کام اور گھسی لاری اسکی جسم میں

لَكِنَّهُ مَعَ مَا جَرَىٰ مَشْغُوْفٌ حَبِ الْمَصْطَفٰی

لیکن با این ہمہ مشغول ہر دوستی محمد مصطفیٰ کا

بِرَوٰی مَا تَرَىٰ صَحْبِهِ وَيَعِيْ مَنَاقِبِ اِلٰهِ

روایت کرتا ہر آثار اوکے اصحاب اور یاد کرتا ہر مناقب اوکے الہ

وَاَوْ اَطْوَا مَدَارَ الْجَوٰی مَتٰی عَلٰی سَكَايَةِ

اور پڑھو دنا تر شورش کے میرے دیکھو وہاں کہہ رہے والوں

فَالْقَلْبُ فِيْ خَفَقَاتِهِ وَالرَّاسُ فِيْ دَوْرَانِهِ

سودل تڑپ میں ہر اور سر گھومتا ہر

كَالْغَيْثِ فِيْ قَفَا تَنِيْهِ وَالْبَحْرِ فِيْ هَيْجَانِهِ

جیسی برسات اپنے برسنے میں اور سیار یا اپنے چوڑنے میں

فَيَبِيْتُ مَلْسُوْعَ الْهَوٰی فَيُظِلُّ فِيْ هِمَا نِهِ

سور اوکو ہوتا ہر عشق کا کاٹا اور ونگو ہوتا ہر گشتگی میں

وَاللَّيْلُ يَكْمُلُ بِالْقَذٰی وَالسَّهْدُ فَوَاجِفًا

اور رات سرے لگاتی ہر کوڑے کا اور یہ بخوابی کا اوسکی

وَالضَّعْفُ فِيْ اَعْضَائِهِ وَالتَّقْصُ فِيْ اَرْكَانِهِ

اور ناتوانی اسکے اعضا میں اور کمی اسکے رکن میں

فَخَيَالُهُ فِيْ تَلْبِيْهِ وَحَدِيثُهُ بِلِسَانِهِ

پس خیال اوکا اسکے دل میں ہر اور بات اوکے زبان پر

وَيُحْنُ حَنْدَ عَلِيٍّ وَيَهْبِمْ فِيْ عَشَائِهِ

اور دھلتا ہر دلو کو علی کے پاس اور گشتہ ہر شام اپنے شمع

وَيَذَرُكُمْ لَطِيعٌ مُنْذِرٌ شَعْرًا مُسْتَهْفَرًا

اور ہمیشہ لالچ کرتا ہے اپنے شعور کے زمانہ سے گریز

وَكُذَّالِكَ لِيُشْكِرَ نِعْمَةً وَصَلَتْ إِلَىٰ آبَائِهِ

اور ایسا شکر کرتا ہے نعمت کا جو پہنچی ہو اس کے باپ کی طرف

وَلَطَّالٌ مَا يَدْعُو مِلًّا فِي الدَّعَاءِ مَبَالِغًا

اور بہت دعا کرتا ہے بڑی زاری سے

يَا مَنْ يَفُوقُ أَمْرَهُ فَوْقَ الْخَالِقِ فِي الْعِلْمِ

اَوْنَانِ خلائق پر بزرگوں میں

أَمَّنْ عَلَيْهِ بَرَحَةٌ مَوْفُورَةٌ يَهْدِي بِهَا

منت رکھتا ہے بڑی رحمت کی کہ تحفہ کرتا ہے اس کو

وَتَكُونُ مَصْلَحَةً لِّأَمْرِ مَعَاشِهِ وَمَعَادِهِ

اور ہو خوبی اس کی دنیا اور آخرت میں

وَأَشْفَعُ لَهُ فِي كُلِّ مَا يَنْتَابُهُ وَاسْتَأْذِنَ

اور اس کی شفاعت کرے اس کے نزدیک اور خواہش کرے واسطے اس کے

صَلَّىٰ عَلَيْكَ اللَّهُ أَخْرَجَهُ مِنْ مَفْضَلًا

رحمت کرے تجھ پر اللہ ہمیشہ مہربانی سے

فَلَقَسِمَةُ نَحْوَانِهِ أَوْ جَرَّةٍ مِنْ حَائِلِهِ

اوس کے خزانے کے لئے مین اور اوس کی دکان کی گھونٹ مین

وَجِدْرُ دِمٍّ وَفَوَادِهِمْ وَلِسَانُهُمْ وَجَانُهُمْ

اور دواؤں کو اور اوس کے دل کو اور زبان کو اور دل کو

لِيُطَوِّفَ فِي بُسْتَانِهِ وَلِيُشَمَّ مِنْ رَيْحَانِهِ

کہ طواف کرے اس کے باغ میں اور سونگھے اوس کے ریحان کہ

حَتَّىٰ لَقَدْ آتَيْنِي عَلَيْكَ اللَّهُ فِي قُرْآنِهِ

یہاں تک کہ صفت کی تیری خدا نے اپنے قرآن میں

بُطْنَانَهُ وَظَهْرَهُ وَتَزِيدُ فِي عِرْفَانِهِ

پیٹ اور پیٹھ کو اور بڑھادے اوس کے عرفان

فِي لَيْسَرِهِ وَتَكُونُ مَطْفِئَةً لِّظَمِّ نَبْرَانِهِ

اوس کی آسانی میں اور مہولہ بجھا دے تو کو اوس کی آتش کی

التَّشْدِيدِ فِي عِزَّتَانِهِ وَالثَّقَلِ فِي مِيزَانِهِ

تھمے کو اوس کی لغزش و زمین اور گرانی کو اوس کی ترازو میں

مَتَرًا وَحَبَالًا الْمَوْعُودُ مِنْ أَحْسَانِهِ

اور رحمت اور دیر سے ٹھکروعدہ اپنے احسان کا

ایک روز

کیفیت وفات کی کمالات عزیز ہی سے اور حسب ایما جناب مولانا عبدالقیوم صاحب کے لکھی جاتی ہو آپ بہت قلیل غذا اور کثیر الامراض تھے جب وقت قریب آیا تو چند روز سے غذا ترک کی مرض کی شدت تھی وعظ کا دن آیا آپ نے فرمایا جگو بکڑے رہو جب بیان شروع کروں تو چھوڑ دینا ویسا ہی کیا یعنی قوت روحانی اور فیض ربانی کا غلبہ ہوا آپ کو چھوڑ دیا وعظ فرمانے لگے ہزاروں آدمی جمع ہوئے اوس حال میں بھی جیسا دور والے سنتے تھے ویسا ہی نزدیک والے بھی سنتے تھے بعد ازان آیہ شریفہ دَوِیَ الْفَقْرُ بے وَاَنِیَّتِیْ وَالْمَسْکِیْنِ ذَا ابْنِ السَّبِیْلِ کا بیان کیا اوس کے مطابق نقد اور سبب سبب تقسیم فرمایا من بعد قریب لاکھ روپی کے نقد اور دوسرا اسباب بیش قیمت جو رہا تھا اوسمین سے چند ہزار روپی واسطے زاد راہ سفر حجاز اور اداسے مناسک حج وعمرہ وغیرہ کے اپنے نواسے مولانا محمد اسحاق اور مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہما کو عنایت کیے اور چند ہزار روپی مصارف مراسم وفات و تعزیت کے لیے دیے بعد ازان کچھ اشعار عربی اور فارسی پڑھے اور بہت شعر ایسے کہ یک مصرع دوسروں کا اور ایک مصرع اپنا چنانچہ یہ شعر مشہور قدسی علیہ الرحمہ کا ہے روز قیامت چون شود ہر کس بکیر و نامہ من نیز حاضر میشوم تصور جانان در بغل من بجائے مصرع ثانی آپ نے فرمایا من نیز حاضر میشوم تفسیر قرآن در بغل من پھر فرمایا کہ میرا کفن ایسے کپڑے کا ہو جو میں پہنے ہوں کرتا آیا کا ادھوتر کا اور پاجامہ گاڑھے کا ہوتا تھا اور فرمایا کہ جنازہ کی نماز یا ہر شہر کے ہو اور بادشاہ میر خاں پیر

جواباً

نہ آوے چنانچہ ویسا ہی ہوا ساقی تین تاریخ ماہ شوال روز یکشنبہ ۱۲۳۹ ہجری وقت طلوع
آفتاب کے روح پر فتوح اس عالم گزران سے جانب عالم جاودان روانہ ہوئے جس جا
آپکو غسل دیا گیا تھا وہ خاک تمام معطر ہوئی تھی بہت لوگوں نے اپنے مکان میں اسکو
رکھا تھا اول بار دروازہ ترکمان دہلی کے باہر مولانا محمد اسحق صاحب اہام ہوکر
نماز پڑھاے بعد ازان نصیر الدین صاحب لکھنوی شافعی کے مقبرے میں عجات
سے نماز ہوئی بیان تک کہ پچھن بار خبازے کی نماز پڑھی گئی جو حق آتے
تھے اور پڑھتے تھے بعض مقامات میں غائبانہ بھی نماز ہوئی ہر مزار پر انوار
آپکا شاہ جہان آباد کے باہر دہلی دروازے کی سمت مہدیون کے قریب خوش نرو
کے چھتے میں واقع ہی اصل میں کوشک انور اوس جاے کا نام تھا اب زبان زد
عوام خوش نرو کا چھتہ مشہور ہی اور حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب درشاہ ولی اللہ
صاحب اور شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبدالقادر صاحب اور مولوی عبدالغنی صاحب
اور مولوی مخصوص اللہ صاحب غیرہ قدس اللہ اسرار ہم ان سب مزار میں ایک ہی احاطہ
میں ہیں یَزُودُونَ وَيُبَارِكُونَ + تاریخ وفات

عزیز صانع بیچون مفتح فضلہ
کہ بود محو رضاے خداے بے ہمتا
ولی کامل و اوستاد و مرشد و انا
محدثہ کہ شدہ مستند ہمہ علما

چورفت سوی ارم زمین جہان پر آشوب
جناب اقدس عبدالعزیز والافتدر
فقیہ بے بدل و عالم عدیم المثل
مفسرے کہ نظیرش کسی ندادہ نشان

<p>معتبری که برتعبیر خواب پای او کمند سے کہ اگر زندہ بودے اقلید سے مدبر سے کہ باقلیم دانش و حکمت امام جملہ دبیران نکتہ سیخ و فصیح معین اہل و بع مقتدا دینداران مطاع و مرشد و شاہ زمان و اولادش بحسبتم از خرو و خروہ کار تار بخش پس از وضو و طہارت نویس این صرع</p>	<p>قریب بودہ بہ یوسف بہ نزد اہل حجاز شدی ازو متمتع بدانش والا جزا و نبود کسرا عمل ز سرتا پا توام جملہ ادیبان موجد انشا ظہیر شریع پسندان صاحب تقوی ملاذ و مرج میر و وزیر و شاہ و گدا ہزار نا کہ شدید و سرزد و لغت نہفت زیر زمین مہر دین و مام ہدی</p>
---	---

ایضا از جناب شاہ رؤف احمد صاحب مجددی علیہ الرحمہ

<p>شاہ عبدالعزیز مخیر جهان صبح یکشنبہ ہفتمین شوال سن ہجری جو بستم از مالقن سال خوشتر ز ہر عدد و پید است خواہی از ہر عدد و کہ تار بخش یک بیفتد و ضرب کن دہ را در صد و بشت چار با کسرتی را پس نقصان یک عدد در باب</p>	<p>عالم علم آیت قرآن از بدن گشت روح او پیران گفت اسے نکتہ سیخ قاعدہ دان از احد تا الف زین عنوان او لاچار چہ کند کن پس ازان پس بکن طرح بشت بشت ایجا ضرب فدا توای نسیم زمان فوت آن مٹخیر زین و زمان</p>
--	--

از قاضی ارتضا علی خان صاحب گوپا موی مدرسی علیہ الرحمہ

چون سوے جنت برین رفت
گفت آہ آفتاب دین رفت

شاہ عبد العزیز قطب زمان
سال تاریخ جلالتش یافت

از خادم خاص حضرت معزز عنی مومن خان مہلوی علیہ الرحمۃ والخیران

بے عدیل بے نظیر بمثال بے مثل
اگیا تھا کیا کسین مردوں ایمان میں خلل
کیا کیا یہ ظلم تو نے بیکسون پر اجل
لوٹتا تھا خاک پر ہر قدسی گردون محل
ڈالتا تھا خاک سر پر ہر عزیز و بتذل
جب پڑھی تاریخ مومن نے یہ آکر بے بدل
فقرو دین فضل ہنر نطف و کرم علم و عمل

انتخاب نسخہ دین مولوی عبد العزیز
جانب ملک عدم تشریف فرما کیوں ہو
ہر قسم ایوچرخ کو سکون بیان لیگیا
جب اٹھائی نقش ایک عالم نہ وبالا ہوا
کیا کس ناکسب تھا صدر کیا جنت دین
مجلس و آفرین تعزیت میں میں بھی تھا
دست بیدار اجل سے بے سرو پا چھو گئے

نظم

آفتاب سپھر عزو شان
ویر کیا قلم عمر دافان
قطب اقطاب مرشد دوران
خاص حضرت علی سے ہی فیضان
کس کس چیز کا کرے انسان

شاہ عبد العزیز شاہ زمان
جو ہر کان شرع مصطفوے
اوستا و زمانہ عالی جاہ
آپ اولاد میں عشر کے ہین
تھے کمالات آپ کے وہی

ایسی قدرت خدا نے دی تھی اونھیں
 ایک عالم کو فیض اُوسے ہر
 آپ محبوب ہیں ہمیں ہر کے
 کونسا حال آپ کا لکھوں؟
 ختم پیغمبران نے بھیجا تھا
 خود رسول خدا سے عز و جل
 یا الہی تو اُوس کے صدقے سے
 کونسا ہر کمال جس میں نہیں

زیر فرمان تھے اُونکے انس و جان
 ذات ہر اونکی فیض بخش جہان
 اور محبت خدا سے کون و مکان
 کیا کرون میں کراستوں کا بیان
 ایک عالم کو پڑھے آپ کے بان
 آئے تھے سننے آپ کا قرآن
 کھول دے دل پر میرے راز نہاں
 اری ضیا آپ کی علو شان

تَمَّتْ مَقَالَةُ الْأَوْحَى

مِنْ مَقَالَاتِ

الطَّرِيقَةِ



مقالہ دوم در امور متعلق بعلوم ظاہر و باطن

روایت ہے مشہور خاص عام صاحب مثنوی الکلام لودھی علیہ السلام مولانا مولوی
حیدر علی سلمہ اللہ تعالیٰ سے کہا او بخون نے کہ ایک شخص کے پاس لایت میں
حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ کی ایک کتاب خلاصہ کی مدونین
نہایت ادق تھی اوسکا نام جو اہر القدس تھا اوس کتاب کے پڑھنے کا اوس نے
نہایت شوق ہوا مگر کوئی عالم کہ جس سے اوس کے مطالب حل ہونے ملا آخر کار وہ
شخص کہ معظمہ کو روانہ ہوا وہاں کے علما کی خدمت میں کتاب پیش کی مگر تشریف
نہوئی وہاں سے مدینہ منورہ کو علی صاحبہا الف الف تحیۃ و التثانیہ کیا وہاں کے
فضلا اور فقہاء کی خدمت میں عرض مدعا کیا وہ لوگ بھی اوسکی تفہیم نہ کر سکے
ایک روز لاچار ہو کر نہایت متفکر سو رہا تھا کہ نخت بیدار بنے رہ نہوئی کی یعنی
حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں تشریف فرما ہو کر
اوس سے فرمایا کہ تو دہلی کو عبدالعزیز کے پاس جا وہ تجکو پڑھائے گا اور
تیرا معابر آئیگا وہ شخص مشقت زدہ خاطر پرمردہ سو رہا تھا حضرت رسالت شاہ
کے ارشاد کی خوشی سے نہایت شاد و شگفتہ خاطر اوجھا اور دہلی کو چلا
مولف داہ کیا طالع بیدار تھے سبحان اللہ خواب میں جیکو ملی و بولت
مقصود کی راہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں حاضر

سینہ پھانا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم
حکم

ہو کر واقعہ بیان کیا حضرت نے فرمایا بسر و چشم حاضر ہوں اور اپنے خادم و طلباء
 کو حکم کیا کہ شہر میں کوئی اور نسخہ اس کتاب کا تلاش کریں اور درس میں حاضر رہیں
 بتلاش تمام ایک نسخہ ہمدست ہوا بڑے بڑے علما فضلا اور راوی بھی اس محفل
 فیض منزل میں حاضر رہتے اس شخص سے کہا جتنا تمکو پڑھنا منظور ہو اتنا
 مطالعہ کر کے تشریف لایا کرو وہ حسب کم اسی طرح حاضر ہوتا طرفہ یہ ہو کہ وہ کتاب
 کبھی حضرت کے مطالعہ سے نگذری تھی اور دونوں نسخوں میں کتابت کی نہایت غلطی
 تھی طریقہ درس کا اسطور تھا کہ قاری کو جتنا پڑھنا منظور ہوتا اتنی ایک بار عبارت
 سنا دیتا حاضر تکو ایک بار سنتے ہی وہ عبارت حفظ ہو جاتی سب حضار ساکت رہتے
 خود بدولت اول عبارت عربی کی غلطی کو صحیح کرتے دوسری بار لغات کے معانی
 اور مطالب بیان فرماتے حاصل کلام کتاب تمام ہونے پر نیا ہی کہ غمناک یا پدیدار
 حضرت کی تمام ہوئی اور یہ واردات اخیر عمر میں ایسی حالت میں تھی کہ اُن دنوں
 مزاج دل و ج میں نہایت نقاہت اور ضعف بصارت اور قصور باضمہ کا شدت شکوہ تھا
 روایت ہی مولوی سید راشد علی صاحب دہلوی سلمہ اللہ تعالیٰ سے وہ روایت
 کرتے ہیں میر محمد جان سے جو صحبت یافت حضرت کا ہی کہا او نے ایک شخص
 اجنبی کہ اہل دہلی سے معلوم نہیں ہوتا تھا اور کسی نے کبھی اس سے دیکھا نہ تھا
 حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر شیخان وقت بیٹے حضرت اور غلام علی شاہ
 صاحب قدس سرہما کی شکایت شروع کی کہ کہنے لگا کہ بیان تو کوئی فقیر نظر

وہ زمانہ کہ حضرت شاہان سالکان سے نزاع ہو کر

اہل دہلی کی

نہیں آتا جس کی تائید کرنے اور کوئی صاحب ثروت نہیں کہ اوس سے کچھ کام
 نکلے۔ البتہ ویسے ہی ہیں غرض جو دل میں آیا وہ کہا آپ نے سن کر اوسکو ٹھہرایا
 اور غلام علیشاہ صاحب کے کہلایا کہ آپ آج عصر کے وقت خواجہ میر درد علیہ الرحمہ کے
 باغچہ کو آنا میں بھی جاؤنگا آپ اوس شخص کو ہمراہ لیکر وہاں تشریف لے گئے
 غلام علیشاہ صاحب بھی حاضر تھے اوس مقام پر جو نر کے منج بنے ہوئے ہیں
 وہاں ایک ہاتھ اوسکا حضرت نے پکڑا اور ایک ہاتھ غلام علی شاہ نے اور وہ شخص
 نہایت ترشپنہ لگا اور بہت ہتھیار ہوا بعد ازاں ہاتھ چھوڑ دیے اس نے دونوں
 حضرات کی دست بوسی کر کے تھوڑی دور جا کر غائب ہو گیا حضار نے حضرت سے
 یہ ماجرا بے عجیب دیکھ کر استفسار حقیقت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص زمرہ
 ابدال میں تھا اب اوس زمرہ سے نکل کر اوسکے مارج کی ترقی ہوئی تھی کہ اوس کا
 شیخ مر گیا کوئی دستگیر نہیں رہا اس لیے وہ میرے پاس آیا تھا خدا کے
 فضل سے اپنا مطلب پایا مولفہ شاہ عبدالعزیز قطب زبان و رونی دین
 دستگیر جہان و تھوڑے عرصے میں اوسنے ہو نچایا و دیکھ ابدال کو کہا
 سے کہاں و روایت ہی حاجی مولوی حمایت اللہ دہلوی سے وہ زود
 کرتے ہیں حضرت مولانا یعقوب علیہ الرحمہ سے جو نواسہ اور خلیفہ حضرت کے تھے
 کہا اُنھوں نے کہ بعد رحلت حضرت شاہ صاحب کے جو لوگ اُنکی جناب میں اعتقاد
 کامل رکھتے تھے اور نفوس مرتاض تھے اُنکو کتابوں میں اگر کچھ شبہ آجانا

حضرت
 میر درد

روح

ہا کوئی مطلب شکل رہ جاتا تو مزار پر انوار کے پاس جاتے اور مطالعہ کرتے بفضلہ
 تعالیٰ تائید سے روح پر فوج حضرت شاہ صاحب کے مقامات مشکل حل ہو جاتے
 روایت ہی مولوی سید ہاشم صاحب ہلوی سے کہا اُوٹھو نے کہ میں نے دو
 کتابیں یعنی حلاجی اور تلویح فقط حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کی
 روح کی امداد سے پڑھائیں کیونکہ یہ کتابیں اپنے استاد مولوی محلوک علی صاحب
 سے پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا جب پڑھانے کا موقع ہوتا تو مطالعہ کرتا اور
 پڑھاتا جان کہیں شبہ آتا تو حضرت کے مزار پر جاتا اور مطالعہ کرتا بفضل الہی جو
 مستحق کہ شکل ہوتا وہ حل ہو جاتا اور یہ بھی کہا کہ اس مقدمہ میں میں نے حکیم آغا جان
 اور حکیم غلام حیدر خان سے سنا ہے اور یہ دو لڑکے مرید اور شاگرد حضرت کے تھے
 کہ اُوٹھو نے کہ ایک دن حضرت کے وعظ کی مجلس میں کسی نے سوال کیا کہ ارواح سے
 استغاثہ کیسے کیا میں آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میری والد کی روح
 سے مجھے بہت فیض علوم ظاہر و باطن ہوا ہے تو مولوی محبوب علی صاحب نے عرض
 کی یہ فقط حضرت کی واروات ہی یا کچھ اسکی اصل بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہی
 مولوی برکت اللہ صاحب نے کہا کہ ہمیں تو حضرت کا فرمانا سند ہی اور کافی ہے حضرت نے
 یہ سن کر فرمایا کہ مجھے تو میرے والد ماجد کی روح سے بشلی ہوتی ہے خواہ سیکو ہو
 یا نہ ہو **بیان اللہ** کیونکہ خود امی تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی
 ذات بابرکات کو مریح خاص و عام اور مشکل کشا علوم ظاہر و باطن کیا تھا اور اپنے

والد فیضی
 بید زفات

خزانہ غیبیہ وہ دولت عطا کی تھی کہ کوئی سایل کیسی طرح کا بے نیل مرام نہیں جاتا تھا یہاں
 تو ثابت ہو کر جب کوئی صاحب نسبت اس عالم سے گذرتا ہو تو بالکل تعلقات عالم مجسوس
 کے قطع ہوتے ہیں اور اسکی روح کو مرتبہ اطلاق کا ملتا ہی تمام کمالات میں قوت حاصل
 ہوتی ہو جو وہاں اعانت اور ستم کو کرتا ہو بے شک وہاں بھی کرتا ہی چنانچہ حجۃ الاسلام
 میں حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اسٹھلہ کردہ شود در حیات استہدا
 کردہ شود بعد از وفات اور فیصل الخطاب میں شرح مشکوٰۃ جناب شیخ عبدالحق دہلوی
 رحمہ اللہ علیہ سے مسطور ہے (بہ تحقیق ثابت شدہ است آیات و احادیث کہ روح باقی است
 و اور اعلم و شعور بزیاران و احوال ایشان ثابت است و ارواح کا ملان را قریے و مکانی
 در جناب حق ثابت است چنانکہ در حیات بود یا بیشتر از ان و اولیاء اکرامات و تصرف در
 اکوان حاصل است آن نیست مگر ارواح ایشان را و ارواح باقی است و تصرف حقیقی
 نیست مگر خدا کے غرضانہ و ہمہ بقدرت اوست و ایشان فانی ماند در جلال حق در
 حیات و بعد از ممات پس اگر دادہ شود مراد سے را چیزے بوساطت یکے از دوستان
 و مکانی کہ نزد خدا وارد و ور نہ باشد چنانکہ در حالت حیات بود و نیست فعل و تصرف
 در ہر دو حالت مگر حق جل جلالہ و عم نوالہ را و نیست چیزے کہ فرق کند میان ہر دو حالت
 و یافتہ نشدہ است و دلیل بران روایت ہی غلام محی الدین خان مرحوم مستثن
 تخلص سے جہاں علم اور اوستادوں سے اس شہر کے تھے اکیڈن تذکرہ اہل علم
 کا آیا بحر العلوم مولوی عبدالحق علی ملک العلما رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ذکر ہوا بہت کچھ انکی

تعلیف کی اور حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے کمالات بھی بیان کیے اور کہا کہ ایک
 نامہ درحال حضرت کا سینے سننا ہی کہ وہی میں کسی شخص کے پاس کوئی کتاب نامہ دراورنا آیا
 تھی ضخامت میں تفسیر کبیر کی ایک جلد کے برابر تھینا دوسو جزو کے ہوگی وہ کسکو
 نہیں دیتا تھا اور حضرت کو اس کے دیکھنے کا نہایت شوق ہوا بذات خود اس کے مکان کو
 تشریف فرما ہوئے اس نے عرض کی زہد سعادت زہد ہے شرف و عزت کس لیے
 رونق افزا ہوئے کہا کہ اس کتاب کے لیے آیا ہوں دو روز کے وعدے
 سے مجھے دینا اس نے فوراً حاضر کی آپ لیکر بہت خوش ہوئے دو ہی دن میں
 تمام کتاب دیکھ کر والیں بھجوا دی بعد چند مدت کے اس شخص کو سفر درپیش ہوا
 وہ کتاب کہ از بس عزیز تھی ہمراہ لیکر چلا گیا قضا را کسی مقام میں چوری ہوئی اور
 اسباب کے ساتھ وہ کتاب بھی جاتی رہی اس کو اسباب غیرہ کا کچھ غم نہ تھا مگر کتاب کا
 نہایت قلق و الم تھا حاصل کلام جب دہلی کو آیا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر سب
 احوال عرض کیا جب حضرت نے اس کو کتاب کے غم سے بہت پریشان پایا تو فرمایا
 خاطر جمع رکھو مجھ کو یاد ہی فلاں نے وقت آیا کرو لکھو ادون کا تھوڑی تھوڑی لکھ لینا
 وہ نامہ نہایت شاد ہوا حسب ارشاد حضور میں جاتا تھوڑی تھوڑی لکھ لانا ایک تہ
 مدد میں وہ کتاب تمام ہوئی اسکی مراد برائی خاطر شاد کام ہوئی چند روز کے بعد
 وہ اصل کتاب کوئی حضرت کے پاس پہنچنے کو لایا اپنے دیکھتے ہی جو محبت کہ اس نے کسی
 ویکر خرید لی اور اس کتاب واسلے کو بٹوا کر لے لیا کہ یہ بھاری کتاب اتنی ہی سبب آوے

عرض کی حضرت کی عنایت سے میرے پاس تو کتاب تمام ہو چکی اسکو اپنے یہاں رکھنا فرمایا خیر میں نے جو لکھوائی ہی اسکو اس سے مقابلہ کر لو کسی طالب علم کو لیکر اوستے مقابلہ کیا تو خدا کے فضل سے لفظ تو کیا ایک حرف کی بھی غلطی نہ نکلی سبحان اللہ کیا بات ہی یہ بات تو کچھ کسب نہیں آتی فقط وہب و اہب العطیات ہی اور اس طرح سنا میں اس قصے کو پیر جی علی حسین چشتی صابری قدوسی سے آونھون نے روایت کی کسی شخص معتبر سے اور روایت کی اسکی مولوی سید شاہ محمد قادری نور اللہی نے اپنے استاد مولوی محمد کرامت علی صاحب دہلوی موسوی سے اور مولوی کرامت علیہ صاحب شاگرد ہیں حضرت کے بے واسطہ اور با واسطہ کیونکہ انھوں نے پڑھا ہی مولانا ^{علی} صاحب اور مولوی رشید الدین خان صاحب سے بھی روایت ہی مولوی حاجی حلیت اللہ دہلوی سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے استاد مولانا یعقوب علیہ الرحمہ سے کہا آونھوں نے کہ ایک روز حضرت اپنے مدرسے کی مسجد میں بیٹھے تھے ناگاہ ایک مجذوب وارد ہو کر مصلے پر کھڑا رہا اور یہ شعر آواز بلند پڑھکر ۵ اسی پری در عشق تو دیوانہ خود را ساختم بد زلف تو نہ بخیر کردم در گلو انداختم ۶ اللہ اکبر کہا حضرت نے فوراً اٹھ کر اوسکی اقتدار کی بعد فراغ دو گانہ کے فرمایا اللہ اکبر جو حلاوت کہ اس دو رکعت میں ملی عمر بھر ملی تھی سبحان اللہ دلی را دلی سے شناسد کے یہی معنی ہیں مولانا دلی کو دلی خوب پہچانتا ہی نہ یہ اسرار کب دوسرا جانتا ہی ۱۱ ایضا ایک دن حضرت

طلباء کو درس دے رہے تھے مکان میں سے ماما نے اگر عرض کی کہ حضرت
 صاحب زادے کا انتقال ہوا آپ نے جواب دیا یہ کارخانہ خدا کا ہے اسے طرح
 چلا جاتا ہے طلباء سے کہا کہ تم اپنا سبق پڑھو سر مومناج مبارک میں تغیر نہوا
سبحان اللہ غور کی جاہر کیا یہ مقام صبر و رضا کا ہے حضرت غوث الثقلین
 رضی اللہ عنہ کی بھی ایسی ہی عادت تھی گو یا جناب شاہ صاحب کی روح کو تربیت
 حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی روح مقدس سے تھی ایضاً مولوے
 حمایت اللہ صاحب کے کماؤ بھونچے کہ دہلی کے رزیدنٹ نے کلکتے کے لاٹ کو لکھا
 کہ ایک شخص فی زمانہ اپنے نظیر ہند میں آفتاب کے مانند اوسکی ذات ہی آپ آنا
 قابل ملاقات ہو لاٹ نے چند صاحبوں سے دہلی کو آیا اور اوس رزیدنٹ کو
 ساتھ لیکر حضرت کی ملاقات کے واسطے مکان پر حاضر ہوا چالیس قدم سے
 تعظیم کے لیے ٹوپیاں اودنا کر صفت نعال میں کھڑے رہے اوسوقت حضرت
 طلباء کو درس فرما رہے تھے عرصہ دو گھڑی کا گذرا کہ لاٹ کی جانب ملتفت نہوا
 تعظیم کو اودھے اوسنے رزیدنٹ کو چشم نمائی کی کہ تو نے کس شخص کے پاس لایا
 کہ ہمارا سلام تک بھی نہیں لیتا ہی رزیدنٹ نہایت خوفناک ہوا جب لاٹ کی جو رو
 نے کہی میں آگے جا کر امتحان کرتی ہوں تو اشر فی لیکر حضرت کے روبرو کھڑی
 رہی حضرت نے کچھ بھی التفات نہکی طلباء ہی سے گفتگو رہی اوس عورت نے
 اپنے خاوند سے کہی میں اور تم تو کیا اگر لندن کی ملکہ بھی آئے تو حضور خیاں نفرمائیں گے

لکھنا

اشرفیاء کتاب پر رکھ دین تسلیم بحال لاکے واپس ہوئی لاٹ وغیرہ سب روانہ ہوئے
 بعد ازاں بعض طلباء اور مقرب جلیل القدر نے عرض کی کہ قدم بوسی کو لاٹ گورنر حاضر ہوا
 حضرت ملفت نہوے فرمایا ہلکو کیا ضرور تھا کہ اوس سے بائین کر کے طلباء کے
 استفادے میں خلل ڈالیں دل میں خدشہ ہوا تھا کہ طلباء کے کپڑے بہت بھٹ
 گئے ہیں حضرت حق سبحانہ نے سواشر فی بھجوا دی اس ہانے سے بھجوانا منظور تھا
 بھجوا یا کپڑے بن جائیں گے اوسکی تعظیم مکرم میں ہرج آٹھانا خدا کی راہ سے مونہ
 بھرانہ کیا ضرور تھا روایت ہی حافظ حاجی قاری محمد کریم بخش دہلوی سے کہا
 اوسنے کہ دہلی میں ایک شخص تھا مولوی بزرنام اوسکے وعظ کی تمام شہر میں ہم دھام
 فقہ دانی میں شہرہ آفاق ہر علم میں طاق تھا فقط خدا بے علیم کی قدرت تھی کچھ لکھا تھا
 نہ پڑھا مگر ہمیشہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی خدمت فیض درجت میں حاضر رہتا
 کوئی وعظ کا جلسہ نہ چھوڑتا جو حضرت فرماتے وہ بادرکھتا تھا اور بیان کرتا تھا عالم
 و جاہل جو کوئی اوس سے کچھ پوچھتا اپنے سوال کا جواب پاتا رفتہ رفتہ تمام شہر میں
 اس بات کا چرچا ہوا تو حضرت شاہ صاحب نے بطور امتحان بعض مسائل پوچھوائے
 اوسنے برابر جواب دیے حضرت نے پوچھا کہ تم نے یہ جواب کس طرح دیا اوسنے
 عرض کی کہ فلاں جلسہ میں فلاں وقت آپ سے ایسا ہی سنا تھا عرض کو کون نے
 اوس سے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے تم تو کچھ لکھے پڑھے یہ کیسی معلومات ہو جواب
 کہ ایک دن میں حضرت کا تعاب کھا لیا تھا یہ سب اوسکے برکات ہیں مؤلف

بجائے بیاض بن

لکھنے پڑھنے پر کچھ نہیں موقوف ہے فیض یہ سب اسی اُفتاب کا ہی ہے کیونکہ چمکا سے
 ایک عالم کو پتہ دے کہ یہ کیسے آفتاب کا ہی ہے روایت ہی اسی قاری بزرگوار سے
 کہا اُس نے کہ مولانا یعقوب علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ
 سنہا ہی فرمایا کرتے تھے کہ ہماری آل اولاد مکہ معظمہ میں جا بسیگی اور حضرت امام مہدی
 علیہ السلام سے ملیگی **سبحان اللہ** مکہ معظمہ میں حضرت کی آل مولانا مولوی
 عبدالرحمن صاحب نواسے حضرت مولانا اسحق صاحب کے اور جناب مولوی خلیل الرحمن صاحب
 نواسے مولانا یعقوب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے اب حاضر ہیں دوسری بات پر
 بھی خدا سے جل وعلا قادر ہی روایت ہی مولوی سید شاہ محمد قادر نبی رشتہ
 سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے استاد مولوی محمد کرامت علی موسوی دہلوی سے کہا
 کہ اُونھوں نے کہ جب کبھی حضرت کو بخارِ شدت آتا اور ایسا معلوم ہوتا کہ اُس کے
 زور سے نماز برابر ادا نہ ہوگی تو ویسے وقت میں اپنی عصا پر یا چادر پر توجہ فرماتے
 کہ وہ عصا یا چادر شدتِ حرارت سے اُچھلتا رہتا اور آپ نماز سے فارغ ہو کر
 پھر اُس بخار کو جذب کر لیتے روایت ہی مولوی نصر اللہ خان صاحب خوجوی
 سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے استاد جناب خلیفہ اسد اللہ مغفور سے
 یہ بزرگ حضرت کے خلفائے طریقت سے ہیں کنا اُونھوں نے کہ ایک دن
 میں حضرت کے پیرواں بے بیٹھا تھا ناگاہ حضرت نے فرمایا خلیفہ صاحب آندھی آئی
 اُٹھیاں باندھو میں چمکا رہا پھر فرمایا خلیفہ صاحب آندھی آئی اُٹھیاں باندھو میں اُدھر

حرمینہ

وقتِ تہجد

حرمینہ

او دھوکھا تو آندھی ہی نہ کچھ یہ کیا فرما رہے ہیں عرض کی کہ حضرت آندھی تو نہیں
 ہو فرمایا کہ تمہیں باندھو آپکا کیا نقصان ہی حسب الارشاد بیٹے باندھی فوراً ایسی
 آندھی چلی کہ تمام شہر میں تاریکی اور گرد و غبار ہو گیا روایت ہی قادر محی الدین صاحب
 مدراسی سے وہ روایت کرتے ہیں مولوی حاجی قاضی ارتضا علیخان مرحوم گویا پوری
 مدراسی سے کہا اوس نے کہ ایک شخص حسن بھائی نامی دہلی میں تھا اوسکو نہایت
 شوق علم کا تھا اور پڑھنے میں بڑی محنت و مشقت کرتا تھا مگر کچھ بھی یاد نہ ہوتا
 تمام شب سبق یاد کرتا صبح کو بھول جاتا لاچار ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور
 عرض کی کہ مجھے نہایت علم کا شوق ہی مگر کیا کروں ایسا کُنڈ فہم ہوں کہ کچھ یاد نہیں
 رہتا آپ نے فرمایا کہ اس دیوار کے پاس بیٹھ اوسنے حسب کم اوس دیوار کے پاس
 جا بیٹھا دیوار سے ایک آواز نکلتی اور اسکو سبق پڑھانی جو دیوار سے پڑھتا تھا
 وہ یاد رہتا تھا کبھی نہ بھولتا حاصل کلام وہ شخص پڑھتے پڑھتے بڑا عالم ہوا
 سبحان اللہ یہ کتنی بڑی کرامت ہی اور کیسی عمدہ خرق عادت ہی اور یہ قدرت
 محض عنایت خدا تعالیٰ کے ہی جو اپنے بندے کو خطا کی ہی جو اہل الحقایق
 میں مرقوم ہی وبالجملة چون حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ سیکے اژدہستان خود را
 منظر قدرت کا ملکہ خود گرداند و بیولاے عالم ہر نوع تصرف کے خواہد تواند کرد
 وبالحقیقت آن تاثیر و تصرف حق سبحانہ و تعالیٰ کہ دروسے ظاہر میشود و وہی
 در میان فی السنتی روایت ہی قادر محی الدین مذکور سے اوسنے روایت کی

یہ روایت
 حضرت مولانا شری
 خاں صاحب شاہ علی بن
 صاحب دارغافقوی
 دیوبند سے
 نسخہ نسخہ

مغفول کی کتاب
 مغفول سے

مفتی ولی محمد سے جو شاگرد تھا ملک العلماء کا اوسنے کسی فاضل دہلوی سے کہا اوسنے
 کہ لکھنؤ کے مدرس کے نائب اپنے مدرس سے کہا شاہ عبدالعزیز کو منطق میں زیادہ را
 نہیں ہی میں جا کر اوسے منطق شروع کر کے الزام دیکر آونگا اوسنے کہا اچھا جا
 وہ شخص وہاں سے دہلی کو حضرت کی خدمت فیصد رحبت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ
 میں لکھنؤ سے منطق پڑھنے کے واسطے آیا ہوں آپ نے فرمایا کون سی کتاب پڑھو گے
 اوسنے کہا قطبی فرمایا کہ لکھنؤ کے لہجے پر پڑھاؤں یاد دہلی کے لہجے پر یہ بات
 سنتے ہی اوس شخص نے حیران و متعجب ہو کر عرض کی کہ دہلی کے لہجے پر پڑھاؤ
 حضرت نے تمام قطبی ہر ہر قضیہ پر دلائل نقلی آیات و احادیث سے قائم کر کے
 پڑھائی جب کتاب تمام ہوئی تو اوس سے فرمایا کیون تم نے تو لکھنؤ کے
 مدرس سے کہا تھا کہ منطق میں الزام دیکر آونگا اوسنے انکار کیا آپ نے فرمایا
 کہ سچ کہو اب تو تمھاری کتاب تمام ہو چکی تہ وہ شخص مفرا و نام ہوا پھر فرمایا
 اب کیا ارادہ ہو اوسنے عرض کی کہ مشکوٰۃ شریف پڑھونگا مشکوٰۃ شروع کی خدمت
 شریف میں رہا پڑھا عالم ہوا روایت ہی مولوی محمد عنایت علی سے وہ
 روایت کرتے ہیں اپنے والد ماجد مولوی محمد کرامت علی مرحوم سے کہا اوتھوں نے
 کہ ایک دن حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کسی جہاز سے کے ہمراہ چلے جاتے
 تھے اوتھیں بھی بہت لوگ ساتھ تھے ان کے آگے وہ شخص کشت و شست کرتے
 ہیں چلے جاتے ہیں ہر ایک اونہیں سے آگے بڑھنے کا ارادہ کرتا ہی

از کشت و شست
 ام کلانی

مگر وہ دونوں سو اُحضرت کے دوسرے کو نظر نہیں آتے حاصل کلام جب قبر پر پہنچے
اور میت کو دفن کیا تو ایک اُون دونوں میں سے میت کے ہمراہ قبر میں اُتر گیا
اور دوسرا ایک درخت کے تلے غلین کھڑا رہا حضرت نے سب لوگوں سے آگے
بڑھ کر اوس شخص سے پوچھا کہ تو کون ہی آؤسنے کہا کہ میں بری کا فرشتہ ہوں پھر پوچھا
کہ وہ کون تھا کہا کہ وہ نیکی کا فرشتہ تھا ہم دونوں میں سے ہر ایک چاہتا تھا
کہ آگے ہو جائے چونکہ میت کی نیکیاں زیادہ تھیں اس واسطے وہ ساتھ چلا گیا اور
یہ حضرت کے پوچھنے کی آواز سب لوگ سنتے تھے مگر وہ جواب دینے والا
کیونکہ نظر نہیں آتا تھا روایت ہی حاجی محمد حسین صاحب بہارن پوری سے
وہ روایت کرتے ہیں مولوی وحید الدین صاحب پھلٹی سے کہ وہ شاگرد ہیں
مولانا اسماعیل شہید کے اور خلیفہ ہیں سید احمد صاحب قدس سرہ کے اور تیرہ^{۱۳}
سال حضرت شاہ صاحب اور مولانا عبدالقادر صاحب قدس سرہ کی خدمت رہے ہیں
کہا اُنھوں نے کہ نواب نصر اللہ خان والی رامپور کے بیان ایک قوال مسی نے
ہمت خان بڑا صاحب کمال تین سو روپیہ ماہوار کا نوکر تھا تمام گویے اُس کو
مانتے تھے ثانی تان سین جانتے تھے ایک دن اُس کو خیال آیا اگرچہ مجبوتام
لوگ بڑا کمال والا جانتے ہیں اسکا کچھ اعتبار نہیں میں اپنے ہنر کو جب تک
حضرت کے محکم امتحان پر عرض نہ کروں اور اونکی زبان سے سند نلوں تو کیونکر
اپنے کو کچھ خبر سمجھوں کس لیے کہ اس زمانے میں اوس فرائض جامع الکملات

قوال کا کلیہ

کی جیسی کوئی ذات نہیں اور کمالِ ذہبی معتبر ہی جو اہل کمال پسند گیرین اور داد دین
 مولف معتبر ہی سخن معرکہ اہل سخن و زر و ہی کام کا ہی چڑھکے جو کمال آیا ۔
 اسی آندوین دہلی کو آیا وہ حضرت کا اخیر زمانہ تھا کہ مینائی سلب ہو گئی تھی اور تمام حواس
 میں ضعف طاری تھا روبرو حاضر ہو کر سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا
 کہ اوہمٹ خان اچھے تو ہو سکتے ہی وہ نہایت حیران و ششدر ہوا اور تمام حضار
 متعجب ہوئے کہ یہ شخص تو کبھی بیان نہیں آیا اور کبھی حضرت نے نہ اس کی آواز
 سنی نہ صورت دیکھی یہ کیا بات ہے کہ اُس کا نام لیکر پکاراؤ سنے بھی استفسار کیا
 تو فرمایا کہ تمھارے گانے کا لوگ ذکر کیا کرتے تھے کہ اُن کی آواز میں یہ بات ہے
 اور اس طرح کا اوتار چڑھاؤ ہی وہ بات صاف تمھارے شکم سے پانی گئی تو سینے
 جانا کہ اس انداز کا تمھارے سوا کوئی نہیں ہی جب اُس نے اپنا مدعا عرض کیا
 کہ میں چاہتا ہوں اپنا جو ہر حضرت کے روبرو عرض کروں ارشاد ہوا کہ مناسب
 پھر حضرت نے ایک دن حضرت شاہ رفیع الدین صاحب اور مولانا عبدالقادر صاحب
 وغیرہ بڑے بڑے مکمل اکو جمع کیا اور کوئی اغیار سے نہ بات اب اس کی یاد ہوئی
 اور وہ گلے لگا جو جو چیزیں اس کو یاد تھیں سب سنا دیں تمام حضار کو
 رقت ہوئی حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کہ نہایت مستقل مزاج تھے اُن کے بھی
 اشک جاری ہوئے چادر موندہ پڑا لے ہوئے بیٹھے رہے اور حضرت بھی
 کھنڈ و لے پر جنبان تھے جب وہ سب کا چچکا تو فرمایا کہ دافنی تم اپنے کمال میں

لیکھا ہو مگر اس وقت شاید پر تو سے ان فقر کے تمھارے بھی مزاج میں کچھ تغیر
واقع ہوا ہو گا کہ فلان فلان مقام میں یہ بات نہ لگائی ورنہ نکلے سخی معلومات ہوگی
اوسنے عرض کی کہ پیرو مرشد فدوی کو جو کچھ معلوم تھا سب عرض کیا یہ جو حضرت نے
فرمایا ہر اسکا علم نہیں کچھ حضرت کی طرف سے ارشاد ہو جب آپ نے جس جس مقام میں ہو
اوتار چڑھاؤ رہ گیا تھا اوسکو با حسن وجہ سنایا اور سمجھایا وہ نہایت خوش ہوا اور اپنے
کو جب کچھ چیز جانا روایت ہی شاہ میر علی شاہ صاحب صوفی قاضی چھاؤنی حسین گار
سے وہ روایت کرنے میں اپنے پیر بزرگوار مولوی شاہ عبدالقادر صوفی خلیفہ حضرت
شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہما سے کہا اوتھوں نے کہ جب مجھے خدا طلبی کا شوق
ہوا تو سیاحی اختیار کی بہت ملک بھرے اکثر علما اور مشائخ وغیرہ سے ملاقات
رہی حتی الامکان بعض نسبت کے حاصل کرنے میں کوشش بلوغ کی ملک العلماء مولوی
عبدالعلی صاحب علیا رحمہ سے بھی بہت موافقت رہی کہیں تسلی نہ ہوئی اسی سبب
میں حضرت والا رتبہ مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کا شہرہ سن کر دہلی کو گیا
عصر کے وقت حضرت بابرکت اپنے مکان کے روبرو ٹہل رہے تھے خود سچی
پوچھا کہ شاہ عبدالعزیز کا مکان کہاں ہے فرمایا کہ روبرو کا مکان ہے سیاح جہاں
آلودہ غبار و گرد تو تھا منزل مقصود کا پتہ پایا خوشی سے اوس مکان میں آیا مصداق
سفر سے نہایت خستہ حال تھا اس واسطے اوپر نہ جاسکا ایک جانب کو بیٹھ رہا پوچھا
کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کہاں ہیں مولوی سمیع صاحب وغیرہ حضرت کے جگر گوشہ

شاہ عبدالقادر
صوفی خانقاہ

جو وہاں بیٹھے تھے کہا کہ صبح کو آئیے حضرت سے ملاقات ہوگی میں نے کہا کہ آؤں
 مجھے دو باتیں پوچھنی ہیں پوچھ کر چلا جاؤں گا پھر کبھی نہ آؤں گا سبحون نے اس طرح
 کلام سنکر متعجب ہوئے اتنے میں حضرت باہر سے تشریف لائے دور ہی سے
 سلام علیک کی سیئے آگے بڑھ کر پوچھا کہ آپ وحدت الوجود کے قائل ہیں یا نہیں
 حضرت نے فرمایا کہ وہ تو عین ایمان ہی مگر طالبِ خدا کو اتنا غصہ نہ چاہیے ہاتھ
 پکڑ کر فرمایا کہ صبح کو آئیے میں حاضر ہوں وہاں سے حکیم باقر علیخان نامی میرے
 ملاقاتی مجھ کو بھیانکراپنے مکان پر لے آئے اونکے مکان میں اقامت اور حضرت
 کی خدمت میں آمدورفت رہی اور میرے حال پر حضرت کی بہت عنایت تھی ایک روز
 توجہ کی مگر بسبب امراض صہبی کے مزاج مبارک میں ضعف آیا اور طبیعت نہایت گرم
 ہوئی جو نسبت کہ مجھ کو حاصل تھی دریافت کر کے فرمایا کہ یہ کیفیت قادر بہ تو کسی کی
 دی ہوئی ہی پھر آپ نے آرام کیا اور میں پر واسبغ رہا بعد ازاں ایک روز عصر
 کے وقت مجھے ہمراہ لیکر ٹہلتے جاتے جانے ایک گورستان کے پاس فرمایا کہ تم
 یہاں کھڑے رہو میں صبح تک وہاں کھڑا رہا صبح کو خادم سے کہا کہ شاہ عبدالقادر
 اوس گورستان میں کھڑا ہی یہاں بلا لا خادم آیا ہمراہ لے گیا جب ارشاد ہوا کہ
 انشاء اللہ تعالیٰ آج ظہر کو تمھاری طرف توجہ کروں گا وہاں سے حکیم باقر علیخان کے
 مکان میں جو حضرت کے دولت سرا سے دور تھا اگر ظہر کا منتظر رہا عصر کا وقت
 ہوا مغرب ہوئی فرض و سنت مغرب کی پڑھ کے دو گانہ نفل ادا کرتا تھا کہ یکا یک

بے ہوش ہوا گر اہست و یرتک مرغ بسل کا حال رہا ایسی حرارت ہوئی کہ کوئی بغیر کپڑے
 کے جسم کو ہاتھ نہ لگا سکتا تھا یرتک یہ کیفیت رہی کہ ایک ٹھٹھیا آبشورہ پایا کچھ تھوڑی
 تسکین ہوئی صبح کو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا کہ بسبب بیماری کے ظہر کو توجہ
 نہ دے گا کیا کروں اگر صحت ہوتی تو تمہیں اپنے وطن سے میان تک آنے نہ دیتا وہیں
 تمہارا مدعا برآتا بعد ازاں بیعت وغیرہ سے سرفراز کیا پھر تین سال خدمت میں رہا
 بعد ازاں سند خلافت عنایت فرما کے حیدرآباد کو رخصت کیا نقل اوس سند کی
 خلفا کے حالات میں آپ کے ذکر میں انشاء اللہ تعالیٰ مرقوم ہوگی جائنا چاہیے
 کہ خود حضرت پر و مرشد تفسیر سورہ اقرآن میں لکھتے ہیں کہ توجہ چار طرح پر ہوتی ہے
 اول تو تاثیر انگارسی وہ ایسی ہی جیسے کوئی شخص خوب عطر لگا کر مجلس میں آوے
 اور اوس عطر کی خوشبو ہشتینوں کے دماغ کو موطر کر دے پس ہر قسم
 قسموں میں توجہ کی ضعیف ہو کیونکہ اسکا اثر بھی تک ہی جب تک اوسکی صحبت ہی
 بعد اوسکے کچھ باقی نہیں رہتا دوسری تاثیر القائی وہ اس قسم کی ہے جیسے کوئی
 شخص تہی اور تیل سکوری میں ڈال کر لایا اور دوسرے شخص کے پاس آگ تھی اوس نے اوسکو روشن کر دیا
 پس چراغ تیار ہو گیا اس قسم کی تاثیر البتہ کچھ قوت رکھتی ہے کہ سیکھنے سکھانے کی صحبت کے بعد
 بھی اوسکا اثر باقی رہتا ہے لیکن جب کوئی صدر ہو پختا ہو جیسے آندھی یا مینہ یا کوئی اور آفت
 تو اوسکا اثر جاتا رہتا ہے اس واسطے کہ یہ تاثیر نفس اور لطیفون کو درست نہیں کر سکتی ہر قسم
 انکار سے بین تیل اور تہی اور سکورے کو فقط شعلہ سنوار نہیں سکتا تیسری قسم

توجہ چار
 اشک

تاثير اصلاحی ہی وہ اسطور کی ہے جیسے پانی کو دریا سے یا کنوے سے لا کر
 خزانے میں جمع کرین اور خزانے کی راہ کو حوض کے فوارے تک کوڑے
 کرکٹ سے صاف کر دین پھر خوب زور سے اسمین پانی چھوڑ دین کہ فوارہ خوب شیش
 اور خرروش سے چھوٹنے لگے اس قسم کی تاثیر اُون اگلی تاثیر وں سے بہت قوی ہے
 کہ نفس کی اصلاح اور ستھرائی لطیفون کی بھی اسمین ہوتی ہے لیکن خزانے کی
 استعداد اور راہ کی مسافت کے موافق فیضان ہوتا ہے نہ کوئی اور دریا کے برابر
 اور ان سب باتوں کے ساتھ بھی اگر خزانے میں کچھ آفت یا غلطو واقع ہو جائے
 تو البتہ نقصان پڑتا ہے چوتھی تاثیر اتحادی کہ شیخ اپنی روح باکمال کو طالب کی
 روح کے ساتھ خوب زور سے ملاوے کہ شیخ کی روح کا کمال طالب کی روح
 میں اثر کر جاوے اور یہ مرتبہ سب قسم کی تاثیر وں سے زیادہ ترقوت رکھتا
 ہے کیونکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہو جانے سے دونوں روحوں کے جو کچھ کہ
 شیخ کی روح میں ہے طالب کی روح میں سما جاتا ہے اور بار بار حاجت فائدہ لینے کی
 نہیں رہتی ہی سو اولیاء اللہ میں اس قسم کی تاثیر بہت کم پائی گئی ہے چنانچہ حضرت
 خواجہ باقی باللہ قدس سرہ سے منقول ہے کہ ایک روز آپ کے مکان پر کئے مہمان
 آگئے اور اوس روز آپ کے یہاں کچھ کھانے کی قسم سے موجود تھا اس واسطے
 آپ کو کمال تشویش ہوئی اور اوسکے کھانے کی تلاش کرنے لگے اتفاقاً ایک ناچائی
 کی دکان آپ کے مکان کے متصل تھی اس بات کی خبر آپ کے ایک خان بھرا ہوا

خان بھرا ہوا
 نص

روٹیوں کا خوب مکلف مرغین نہاری کے ساتھ آپ کے سامنے لا کر حاضر کیا آپ
 اوسکو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہو اوسے عرض کی کہ
 مجھکو اپنا سا کرد دیجیے فرمایا کہ تو اس حالت کا تحمل نہ کر سکے گا کچھ اور مانگ وہ اسی بات کا
 سوال کیے جاتا تھا اور خواجہ انکار کرنے لگے تھے جب وہ بہت سی عاجزی کرنے لگا
 تو ناچار ہو کر اوسکو اپنے ساتھ حجرے میں لے گئے اور تاثیر اتحادی اوس پر کی
 جب حجرے سے باہر نکلے تو خواجہ میں اور اوس نان وائی کی صورت شکل میں کچھ
 فرق باقی رہا تھا گوگوں کو پہچاننا مشکل پڑا تھا لیکن اس قدر فرق تھا کہ خواجہ ہوشیار
 تھے اور وہ نان وائی بے ہوش اور سرشار القصد اوس نان وائی نے تین روز کے
 بعد اوسے شکر اور بیہوشی میں وفات کی رحمتہ اللہ علیہ انتہی۔ اور توجہ شخص غائب کو
 دینا ممکن و مطرود معمول مشایخ طریقت ہی کہ اوسکی صورت کو خیال کرتے ہیں اور
 اوسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور طریقہ توجہ دینے کا یوں ہی کہ اول مرشد
 اپنے کو تمام امور سے خالی کر کے بخوبی اپنے نفس ناطقہ کی کسی نسبت کی طرف
 کہ جسکا القامریہ کی جانب منظور ہو متوجہ ہوئے پھر مرید کے نفس ناطقہ کی طرف
 متوجہ ہو کر اپنی پوری ہمت سے بکرا لے اور تصور کرے کہ یہ کیفیت مجھ سے
 طالب میں برایت کرتی ہو خدا تعالیٰ کے فضل سے اخلاصہ انوار و برکات کا ہوگا
 طالب میں اسکی لیاقت اور استعداد کی موافق اور یہ نصرت اوسکے بعد ہوگا کہ نفس
 مرشد کا کسی نسبت کا حامل ہو مشایخوں کی نسبتوں سے اور اوس نسبت کا اوسکو

راہِ حق کی جستجو

راہِ حق کی جستجو

قبول نہ کیا

سورجی نامی

ملکہ راجہ ہو کہ ہر دم اسکے قابو میں رہے جب اسکی نسبت طالب بن منتقل ہوئی
 یعنی جس مراقبہ میں اسکو کمال ہوگا اسکی کیفیت خدا چاہا تو الفاظ کے گا واللہ اعلم
 روایت ہی شاہ میر علی شاہ صوفی مذکور سے وہ روایت کرتے ہیں ملاحظہ سے
 جو شاگردوں سے حضرت کے تھے اور میان نصیر جنگ بہادر کے مکان میں
 رہتے تھے کہا انھوں نے کہ حضرت کی خدمت میں ایک سوار آیا اور پندہ
 روپیہ پیش کیا کہ حضرت نے قبول فرمائے اُسے بہت اصرار کیا آپ نے
 بھی بہت تکرار سے رد کیا آخر وہ چلا گیا حضار نے عرض کی کہ یا حضرت اسکی نذر
 کیون قبول نہ ہوئی فرمایا کہ وہ روپیہ رشوت کے تھے مجھ کو دیکر کسی جا سفارش
 چاہتا تھا بعد دو تین دن کے وہی شخص حاضر ہو کر اپنا احوال عرض کیا اور سفارش چاہی
 روایت ہی مولوی شجاعت حسین صاحب غازی پوری سلمہ اللہ تعالیٰ سے وہ روایت
 کرتے ہیں اپنے استاد مولوی سخاوت علی صاحب جون پوری سے وہ شاگرد ہیں جنہا
 مولانا اسماعیل دہلوی شہید کے رحمۃ اللہ علیہا کہا انھوں نے کہ حضرت کو شدت حرارت
 طلب سے دھڑکے کا عارضہ تھا تو کبھی کبھی شاہ راہ عام میں جو روبرو دولت سرا کے
 تھا عصر کے وقت واسطے تخفیف عارضہ اور تفریح طبع کے چل قدمی کیا کرتے تھے
 اور دہلی میں ایک سورجی نامی کسی قوم ہندو سے نہایت حسین و جمیل برہمنی مثال
 اپنے کمال میں بے مثال ماہ پارہ ایک جہان جسکے حسن پر آوازہ تیرہ چودہ برس کا
 سن فارگیری کے دن شہرہ آفاق دلربائی میں طاق تھی بموجب اس قطعہ کے

۵۔ انہیں مدبارۃ عابد فریبے ۶ ملائیک صورت طائوس زیری ۷ کہ بعد از ویدیش
 صورت نہ بند وہ وجود پارسیان را شکیبے ۸ ایک طالب علم متقی و پارسا حضرت کے
 مدرسے کا ادسکا شیدا تھا اور کبھی کبھی اس کے حسن و جمال کا مذکور حضرت کی محفل
 میں بھی ہوتا تھا ایک روز حضرت برائے رفع حرارت اور تفریح طبیعت شاہ راہ میں
 تہل ہے تھے اور وہ طالب علم بھی حاضر تھا اس راہ سے صید ہا پادے
 اور سوار پنس اور ہوا دار گذرنے تھے یکایک دور سے ایک رتھ نہایت
 زرق و برق کا بجلی کی طرح چمکا بیلون پر زلیور گنگا جمنی اور سب سامان رتھ کا کلاسنہ
 اوسمیں وہ سورجی ماہ پارہ جیسے برج میں ستارہ بیٹھی ہوئی گذری اور طالب علم کو
 دیکھتے ہی چکا چندی آئی اور حضرت نے اس کی حالت متغیر پائی پوچھا کہ کیا سبب ہی
 عرض کی کہ اظہر من الشمس جیسا سورجی نام ہی وہ یہی غارتگر خاص عام ہی سننے ہی
 حضرت نے یہ شعر فرمایا ۵ لَا تَعْجَبُوا مِنْ حَرِّ قَلْبِي ۶ فَإِنَّ الشَّمْسَ
 حَلَّتْ بِرُجِّ نَوْرِي ۷ ایضاً حضرت کی عادت تھی کہ بعد اواسے نماز عشا
 بوقت مستحب بالا خانے پر مدرسے کے حجرے میں تشریف لیجاتے اور
 وہاں چراغ روشن اور دروازہ بند رہتا دوسرا جانے نہ پاتا حضرت تمام شب
 تنہا رہتے فجر کے وقت برآمد ہوتے ایک شب جب عادت مطالعہ میں مشغول
 تھے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک طالب علم کتاب لیے ہوئے روبرو کھڑا ہی فرمایا کہ
 اس وقت کیسے آئے معلوم نہیں کہ میں بیان کسی سے نہیں ملتا اس نے عرض کی

کتابت
 علامہ محمد
 تقی عثمانی

حضرت کا ارشاد واقعی ہرگز مجھے ایک مقام میں ایسا شبیدہ آیا کہ بہت کچھ غور کیا
 معلوم ہوا ہر اہل طرح طبیعت کو مٹانا یا کہ صبح حضرت شے یہ مشکل حل ہوگی مگر شوق نے
 مہلت نہ دی اس لیے مجبورانہ حاضر ہوا ہوں فرمایا کہ اس مقام ہو گا تو اسے کتاب
 پیش کی حضرت نے اس کی بخوبی تمائش اور تسکین کر دی نہایت خوش ہوا کتاب
 اٹھا لی جب آپ فرمایا کہ میں تمہیں پہچانا اب اپنی کیفیت بیان کرو عرض کی کہ حضرت نے
 کیا پہچانا فرمایا کہ تم جن ہو اسے گزارش کی کہ کس طرح آپ نے سمجھا ارشاد ہوا کہ
 یہ تو بہت سہل شناخت ہے کیونکہ دروازہ جسد ہی بے دروازہ کھلے کوئی انسان
 نہیں لنگھتا مگر جفا سے ممکن ہو جب عرض کی کہ ہر راز میری طالب علمی تک
 کسی سے نہ فرمائیے کیونکہ میں یمن رہتا ہوں مبادا کسی سے مجھے یا مجھ سے
 کسی کو پہچان لے لے طالب علمی میں خلل پڑے میں فلا نے شہر کے بادشاہ کا بیٹا
 ہوں میرے باپ مجھے شائق پاکر لے گا کہ تو حضرت کی خدمت میں جا اس لیے بیان
 حاضر رہ کر تحصیل دعائیں مصروف ہوں کبھی کبھی وہاں جا یا کرتا ہوں حضرت نے
 فرمایا مجھ کو کسی سے کہے کہ کیا کام مگر تم جب اپنے باپ کے پاس جاؤ تو میرا سلام
 وہ سب ارشاد اپنے حضرت کا سلام لے کر لے کر آؤ اس کی تہذیب حضرت کی خدمت میں
 پہنچانا اس طرح مدون پیام سلام نہ ایک روز اسے عرض کی کہ میرا باپ ملازمت کا
 بہت مشغول ہے احارث ہو تو حاضر ہو گا حضور ہی کا حکم ہوا سلطان جن بابا حضرت
 حالی میں حاضر رہتا تھا اور اس سلطان نے حضرت کے لیے کچھ تحفہ بھی دیا لایا تھا

قبول کیا اور فرمایا کہ یہ جو گزیران کے واسطے خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے سو بہت کم چیز ہے
 اسکی ضرورت نہیں سبحان اللہ بظہیر حضرت رسول بانس وجان علیہ التسلیم والخطرا
 حضرت کی ذات بابرکات سے جنت اور انسان دونوں متفہض مستفید تھے بلکہ
 جنت پر نہایت تصرف تھا اور وہ بہت سطیع و مشہور رہتے تھے انشاء اللہ تعالیٰ
 ان حکایات کے مطالعہ سے یہ امر ظاہر ہو گا اور انکے حضرت کے مدرسے میں نہایت
 وعباد جنت موجود ہیں بہت لوگوں نے دیکھا ہے اور یہ کہتے ہیں ایضاً ایک
 طالب علم پرچن کا آسیب تھا اکیس روز اس طالب علم سے جن نے کہا کہ میں تجھ کو چھ
 دن بیان کرتے ہو تھا لیکن ان کا یہ کیفیت حضرت سے عرض کی مولانا اسحق صاحب
 علیہ الرحمہ کو ارشاد ہوا کہ تم کچھ اسکا بندو بست کرو کہ وہ وقت موعود ٹل جائے پھر
 دیکھا جائیگا اُن دنوں مولانا سے منکر کو علیات کا شیوہ تھا اور جنوں نے طالب علم
 کو ایک جگہ بٹھلا کر اطراف اس کے زمین پر دایرہ کھینچا اور آچہ واپس کے
 باہر ایک چھری ہاتھ میں لیکر بیٹھ رہے یہ قیاس دیکھنے کے واسطے بہت لوگ
 مدرسے میں جمع ہوئے حاصل کلام سے مولانا پر منکر کے قریب ایک غولانی سے
 صوفیوں کے مانند آسمان سے نکلے اور حرف نہ لگی اور نہ آواز نہ آئی اور وہ طالب علم
 کو ایسے سے قریب پہنچا کہ مولانا اسحق صاحب نے دائرہ کے اندر کوئی رکھنا
 چھری کو پس پڑا دی وہ مٹو مٹو آپ کے ہاتھ سے بہت گولی اور چھری سے
 ہاتھ کچھ زخمی ہوا اب یہ میرا چھرا ہے تھے مگر وہ چھری تھی الیہ بنی

مولانا اسحق صاحب
 فرمایا کہ میں نے
 اسکا بندو بست کروا دیا

فرمایا کہ میں نے
 اسکا بندو بست کروا دیا

تشریف فرما ہو کر فرمایا کہ تو بیان سے جانا ہی یا تیرے باڈشاہ سے کہا جائے
 فوراً اس کلام کے سننے ہی وہ غائب ہو گئی اوس روز سے وہ طالب علم اچھا ہوا
 کمالات عزیز سی بن لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت قدس سرہ کی خدمت میں عرض کی کہ
 نیما میں میرے اور میری زوجہ کی نہایت محبت تھی بوقت شب اُس کو پیشاب کی
 حاجت ہوئی اُس نے مجھے کہا کہ دراتم میرے ساتھ چلو تو میں پیشاب کر لوں میں
 اسکے ساتھ گیا اور وہ پانچا نے میں گئی دروازے پر کھڑا رہا تھوڑی دیر کے
 بعد میں نے کہا ارے چھو اسکو لیجا پھر دیر نہ ہوئی تو میں پانچا نے میں جا کر دیکھا تو
 وہ غائب تھی کہیں اوسکا پتا نہ ملا لاچار ہو کر تڑپنے لگا آخر شش نہایت سہارا
 ہو کر اُنکی خدمت میں حاضر ہوا میں حضرت نے فرمایا کہ رات ہونے دو جب شب
 چوٹی تو فرمایا کہ فلاں محلے میں سرود کی مجلس ہو تم جا کر وہاں بیٹھ رہو جب مجلس
 بنی گئی ہوگی تو سب خلعت چلی جائیگی بعد اوس کے طوائف آئیں گی اور سب سے پیچھے
 ایک شخص بہت ضعیف و بیمار طوائف کا لیے ہوئے آوین گے یہ رفوہ جو میں تم کو
 دیتا ہوں اُنکو دینا اس شخص نے ایسا ہی کیا بعد اچھ رات کے وہ بزرگ
 تشریف لائے حضرت کا رفوہ اُنکو دیا وہ بہت خفا ہوئے بعد وہ رفوہ
 اپنے سر پر رکھا اور دو حرف تیرے منگا کر اپنے کچھ بکیر بکیر کہنے لگا میں اور فرمایا
 کہ یہ دونوں ٹھیکریان بیان ڈال دو تم کو طعن طرح کی شکلوں کی خلعت نظر آو گی
 کچھ خوف نہ کرنا آخر کو ایک شخص تخت شین آو گیا یہ ٹھیکری دور سے دکھانا آپ نے

جہاں کا چھوٹا
 بچہ ہے

ویسا ہی کیا اوس سخت نشین نے جو بادشاہ تھا ایک شخص کو بھیج کر اوسکو بلالیا اور احوال
 پوچھا نہایت خوش ہوا کہ تیرے سبب سے یہ حکم حضرت کا میرے نام آیا بعد
 اوسکے حکم دیا کہ دیکھو کوئی شخص غیر حاضری ملازمان حضوری اور بحری و بری میں سے
 صرف ایک شخص غیر حاضر تھا بلو جب حکم وہ حاضر آیا اور عرض کی کہ فی الحقیقت میں
 اُڑا ہوا چلا جاتا تھا اس شخص نے میرا نام لیکر کہا اسکو لیجا جب میں نے اوس عورت کو
 لے گیا مگر وہ میری مان کے برابر ہی مینے سوا اسکی خدمت کے اور کچھ نہیں کیا
 اور چھوڑ کر نکل گیا تھا شخص مدعی نے اوسکی کلام کی تصدیق کی جب بادشاہ نے
 عورت کو بلا کر اوسکے شوہر کے حوالہ کیا اور بہت مال اوسکو دیا اور چھوڑ کا تصور
 معاف کیا ایضا حضرت کے مدرسے کے طالب علم پر ایک پرتی عاشق تھی
 ایک روز اوسنے طالب علم سے کہی کہ تیرا اور میرا راز افشا ہو گیا اسپر ایک جن جو بڑا
 عامل ہی تجو نیز ہوا ہی کسوا سطلے کہ یہ مکان مولانا شاہ عبدالعزیز کا ہی اور وہ اگر
 تجھ کو مار ڈالے گا اوس طالب علم نے حضرت مولوی رفیع الدین صاحب سے جو
 مولانا صاحب کے بھائی تھے عرض کی اوجھون نے فرمایا کہ تم کلام مجید کھول کر
 تلاوت کرو وہ گیا اور چھپرے میں چراغ جلا کر بیٹھا اسمین ایک جھوکا ہوا کا آیا
 چراغ گل ہوا اور اوسنے غل چایا کہ کوئی کلا گھونٹتا ہی دوسرے طالب علم
 دوڑے چراغ سے دیکھا تو کلام مجید ایک طاق میں رکھا ہی اور وہ طالب علم
 پڑا ہی بعد تھوڑی دیر کے وہ پڑی پھر آئی اور بیان کیا کہ آج تو وہ چھوڑ کر چلا گیا

ایک عورت کا عاشق تھا

جن کو فارسی میں
 ہندی اور ہندی میں
 دیوتا کہتے ہیں من
 بسن الجن ۱۲

مگر کل ضرور مار ڈالے گا دوسرے دن پھر ویسا ہی بیٹھا تھا کہ ایک دفعہ اوس پر
 زور شور ہوا بعد اوسکے افاقت ہو گئی پھر اوس پر پی نے کمی کہ فی الحقیقت تیرے
 مارنے کو آیا تھا لیکن دوجن پادشاہ کی طرف سے تعین ہین کہ بروز جمعہ اور کل
 جناب مولانا صاحب کا وعظ سنکر رات کو پادشاہ کے سامنے بیان کیا کرتے
 ہین آج وہ پادشاہ سے عرض کیے کہ فلان جن جو بڑا عامل ہر شاہ عبدالعزیز
 صاحب کے مقابلے کو گیا پادشاہ نے سنکر دوجن کو حکم دیا کہ اوسکو پکڑ لاؤ
 چنانچہ بموجب حکم پادشاہ کے وہ گرفتار ہو کر قید ہو گیا ایضا نواب سادات یاغی
 اعظم و سائے دہلی سے جو وضع دار حی حسن خدا داد مین بہت مشہور تھے
 اپنے مکان شب خواہی مین شوتے تھے یکایک دروازے ٹھہرے کے
 جو بند کیے تھے خود بخود کھل گئے اور ایک عورت آفتاب کے ماتحت ثبات
 حسین و جمیل کہ جسکے چہرے پر نظر کو خیرگی ہوئی ہی باز یور و لباس بہتر
 چستی و چالاکئی سے نواب صاحب کے پاس آ بیٹھی اور بیان کرنے لگی کہ مین
 سلطان محبوب شاہ کی دختر ہون جو پادشاہ جنات مغربی واقع دامن کو وہ
 قاف کا ہر عرصے سے تمھاری دل دادہ اور تدبیر وصال کی آمادہ ہون ہر چند
 کوشش کی کہ فرصت پا کر حاضر ہون مگر کوئی موقع ایسا دلخواہ جو آج حاصل ہو
 ہاتھ نہ آیا اب تمنا یہی ہو کہ مدعا سے دلی حاصل کروں جیسا جیسے اپنی امید پر
 غم کھایا ہو ویسا ہی خوشی سے اوسکو بدل دوں ہر چند کہ نواب صاحب کو

نواب سادات یاغی
 کا قصہ

انواع اقسام کے اندیشے پیش نظر ہوئے لیکن موقع منہیات سے بچنے کا اور
 بدگیری تمام لاحول پڑھ کر و سوسہ شیطانی کو دفع کرنے کا بجز ادا و حق کب ہو سکتا ہی
 انسان ضعیف البنیان تو کیا ہی بیان فرشتہ خان بھی پھسلے پڑے ہیں آج تک
 سرنگون لٹک رہے ہیں مولف کو ن کسکو کتوین جھکاتا ہی بد جاسکے دیکھو تو
 چاہ بابل میں بد بلا تامل مشغول عشرت ہوئے چند ساعت راز و نیاز باہم رکھ رہے بری
 رخصت ہوئی اوس دن سے یہ معمول ٹھہرا کہ ایک وقت سعیدہ پرشب کو وہ عورت آتی
 اور بعد کامیابی چلی جاتی جب اس روش پر قریب ایک سال کے گزرا تو ایک شب غلام
 وقت وہی عورت با حال پریشان آئی اور کہی کہ امی عزیز جلد آؤٹھ اور اپنی حفاظت
 جان کی تدبیر کر کیونکہ میرا باپ اس راز سے واقف ہو گیا اور غضب ناگ ہو کر دیوار
 تیری ہلاکی کو مقرر کیے ہیں اغلب کہ آج صبح تک تجھ کو زندہ بچھوڑیں گے کام کی ہی
 بات ہی اور میری یہ اخیر ملاقات ہی میں جواب بیان سے جاؤں گی فوراً زنجیر گرانا
 ہیں کر قید ہو جاؤنگی نگراؤ رکھنا کہ میں بھی ایک دن اسی قید میں تیری جدائی کے
 غم سے جان سے جاؤنگی یہ کہہ کر وہ اودھر رخصت ہوئی اودھر نواب صاحب کو
 حکمرانے نہایت ہوئی گھبراہٹ ہوئے مثل ہی کہ ملاکی دوڑ مسدیت تک سنگاپاؤں
 اور سنگے سر اسیر اور مضطر ہو کر خباب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ کے
 آستانہ کا رسدہ لیا جب وہاں پہونچے ہر خد خادموں نے باریابی سے مشغ
 کیا لیکن پاپے بمقراہ تھے کہ نہ اپنی کمی اور نہ غیر کی مستی بے اختیار جس مکان میں

حضرت مراقب غنیمتے جا کر قدموں پر گرے جناب مولانا صاحب بھی مراقبے سے بہت دیر
ہو کر فرمایا کہ نواب صاحب اس وقت ایسے مضطرب الحال ہو کر تمھارا آنا کسی اُفتاد سخت سے
خالی نہیں فرمائیے خیر تو یہی وجہ انھوں نے تمام حال پر لال اپنا از ابتدا تا انتہا مفصلاً
حضور میں عرض کیا حکم ہوا کہ اگرچہ کردار تمھارا ایسی ہی سزا کے لائق ہی جیسا کہ تم نے کاہر
کیا اُدکانہ نتیجہ بھی پانا ضرور تھا مگر فقیر کسی لطمے کی النجا کو رد کرنا پسند نہیں کرتا کہ عادت
جہلی اور بدایت جد امجد اس طرح پر ہی خیر ندرتیں اسکی معقول کیجاوگی آجکی شب تم یہاں
فقیر کے مکان میں سو رہو بلکہ غلام تجھے مین استراحت فرماؤ تھوڑی دیر میں
فقیر آؤس عورت کے باپ کو بلا کر تمھاری جان بخشی کر ادیگا اطمینان رکھو بس نواب صاحب
وہاں سے بدل جہی تمام آؤٹھے اور ایک تجھے مین جو حضرت کی عبادت گاہ سے
نزدیک تھا گئے نصف بلنگ زیر آسمان اور نصف زیر سقف مکان بچھا کر آرام
کیا قریب تھا کہ غافل ہو کر سو جاوین کہ یکایک ایک سنگ گراں نہایت زور شور سے
ایک پایہ پائین جا پائی نواب صاحب پر اگر ایسی سختی سے گرا کہ اُس کے صدر سے
سے پتھر خاک برابر ہو گیا اُس کے گرنے ہی اُن کی غفلت دور ہوئی اور عقل کا نور
بدھ اس ہو کر چیخ مار کے حضرت کے اوپر آگئے اور بہوش ہوئے حضرت
مولانا صاحب نے کچھ پڑھ کر دم کیا فوراً بہوش آیا دیکھا کہ علاوہ جناب شاہ صاحب کے
پانچ شخص سردار صورت قوی اور زبردست نہایت باادب حضور میں ہستادہ مین
اور حضرت فرماتے مین کہ یہی شخص تمھارا گنہگار ہی اور مجھے بطور سفارش تم صاحب کی

خدمت میں پیش کر کے چاہتا ہے کہ آپ اس کی خطا سے درگزر فرما کر جان بخشی کر دیجیے
 اگرچہ اس کی خطا پر جب خیال کیا جاتا ہے تو سفارش سے دل کو سون دوڑ بھاگتا ہے لیکن
 کیا کیجیے کہ اب تو یہ میرے پاس آ پڑا اگر آپ میرا کتنا قبول نہ کریں گے تو جیسی ذلت
 اس کے ہاتھ سے آپ کو ہوئی ہو ویسی ہی فقیر اپنی ذلت آپ کے ہاتھ سے تصور کر گیا
 پس وہ لوگ اس کلام کے سننے سے نہایت منفعل ہوئے اور جناب شاہ صاحب
 کے قدموں پر گر کے بوسے دیے اور نوا اب صاحب کی خطا سے درگزر سے
 اور اسی وقت پانچون شخص جناب معزز کے دست بوس ہو کر وہیں غائب ہو گئے
 ایضاً ایک شخص نے اپنے فرزند و بلند کی نسبت کسی شریف کے وہاں دہلی میں قرار
 دی جب والد دختر نے سامان شادی حسب الخواہ جمع کر لیا ماہ و تار پنج مقرر کر کے
 برات بٹائی تو دھر سے نوشاہ کا باپ بھی اپنی حیثیت کے موافق بھائی بہن
 دوست آشنا گاڑی گھوڑے بافراط ہمراہ لیکر حاضر ہوا میزبان نے مہانوں کی
 دل کھول کر دعوت کی اور جب حسب دستور بعد نکاح جمیز دیگر دختر کو رخصت کیا برات
 جو رخصت پائی تو ایک منزل قطع کر کے کسی مقام پر بغرض ناشتا غوری قیام کیا جو
 مرد تھے وہ رفیع حلاج انسانی کے واسطے گئے اور ستورات ہمراہی کے لیے
 ایک فنان استادہ کر دی تاکہ احتیاج بول و براز سے تکلیف نہ اٹھا میں سب
 حورتوں نے یہ صلاح کی کہ پہلے دو لہن کا تماشہ ضروریات سے فارغ ہونا بہت ضرور
 ہو شاید اس کو حاجت ہو اور باعث لحاظ کے جو اس وقت دو لہن کو ہوتا ہے نہ کہہ سکے

کتاب
 تاریخ
 ہندوستان

سب سے پسند کیا اور دولہن کو پس فسات بٹھلایا جب دیر ہوئی تو مجبور لیون نے
 جا کر دیکھا تو دولہن کا نشان نہیں حیرت زدہ ہونے لگا باہر آکر بیان کیا بقول حضرت
 خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ **مصراع** شادی و غم جہان میں تو ام ہو بہ قدرت خدا کی ہر کہ
 آیا تو وہ سالن خوشی کا تھا یکا یک غم کا سما ہو گیا عورتوں نے بہت گریہ و زاری کی
 آخر ش کوئی ساکت کوئی شیشہ رکھ کوئی کسٹھون دیکھ کر چپ رہ گیا پھر تلاش کی فکر ہوئی
 سواروں نے چاروں طرف گھوڑے دوڑائے راہ بڑا ہر کسی سے پوچھا
 پتا لگایا مگر وہ ایسی کیا ڈوبی تھی جو سہل تر آتی کہیں کھوج نہ پایا سب مجبور ہو کر
 کوئی دشن کوئی بیش کوس سے دل بس آئے اور کمال یاس سے آہ بھر کر چپ ہو گئے
 تمام برائیوں کو اس پریشانی میں چار شبانہ روز بے آب و دانہ گزر گئے نہ یہ بہت
 و جرات جو بے دولہن وطن کو چلے آئیں نہ یہ مقتضائے حمیت کہ پہلی کو خنجر زد
 تھی لوٹ جائیں اس نشان اہل شخص کا وہاں گھڑ ہو گا گویا ہون مصیبت زد ہو
 خضر مل گیا لگ کی بخشش میں جو اوس فسات کے نزدیک گیا حال دریافت کیا
 برائیوں نے تمام سہ گزشت اور پریشانی کی حقیقت رورو کے سنائی ہوئی
 مسافر نو وار دے نے کہا کہ واقعی تمہارا در دلا دوا ہی مگر پھر بھی تدبیر شرط ہی سب سے
 بالاتفاق پوچھا کہ فرما سنبھلیا کیا کرین ہم سے تو کچھ بن نہیں آتا جو تدبیر آپ ارشاد
 کریں اسکے انجام دینے میں ہم سب بجاں و دل حاضر ہیں اوس نے کہا کہ اسی صاحب
 میں پہلی جاتا ہوں چند سوار تیز رفتار اور ایسے کہ جبکی صورت ظاہر ہی سیرت

یا ملنی سے بھی مناسبت رکھتی ہو میرے ہمراہ کر دو تو میں انکو دہلی میں جناب
 مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے پاس لیجاؤں اور تمامی حال گوش گنڈا خدام والا کر کے
 اس دروہی دوا چاہوں میرے نزدیک اُن حضرت سے بشرایہ دروہی کا کوئی
 دوسرا طبیب نہیں پس سبک دلون نے یہ امر تسلیم کیا اور ماری ہمت قومی ہو گئی چند
 آدمی جو اس برات میں ثقہ تھے اس کے ہمراہ پر سوار ہو کر اوس ہادی کے ہمراہ
 ہوئے اور آستانہ جناب مولانا صاحب پر جا کر بعد حصول ملازمت سب سرگزشت
 اپنی میں دین عرض کی آپ نے فرمایا کہ یہ تو موقع اس واقعہ کے فقیہ کو اس حال کی خبر
 پہنچی تھی اور فقیر تمہارا منتظر تھا خیر اطمینان رکھو خانقاہ میں آؤ تو جب یہ لوگ کھانے
 پیشے سے فارغ ہوئے اور ماندگی راہ کی رفع ہوئی تو چھ حاضر ہو کر امیدوار توجہ ہو
 آئے فرمایا کہ تم اسوقت دو روٹیاں آند ماش کی تیل سے چپڑ کے چاندنی چوک میں
 لیجاؤ وہاں ایک خارش کا بیٹلا کتھام کو ملے گا تم ایک روٹی اوسکے روبرو رکھ دینا
 وہ تمہارے اوپر کیسا ہی حملہ کرے اور ڈراوے لیکن خوف نہ کرنا اور جگہ سے
 نہ ہلنا وہ سگ روٹی کھالے تو تم دوسری روٹی بھی اوسکے روبرو رکھ دینا اور
 وہ اوہی روٹی کو تمام کر چکا کہ تم یہ پرچہ جو فقیر دیتا ہوں اوسکے گلے میں باندھ دینا
 اور گھوڑے تیار رکھنا جب وہ گتاروٹی کھا کر سیڑف قید کرے تو تم گھوڑے پر
 سوار ہو کر جہاں تک وہ جاوے اوسکے ساتھ جانا شیچھے نہ رہ جانا ورنہ سہل کام
 شکل ہو جائے گا جو کہ یہ آدمی فمیدہ تھے وہاں سے ہر ایک بات خوب

ذہن نشین کر کے چاندنی چرک میں اگر حسب فرمودہ حضرت شاہ صاحب گشتا پایا کہ قبل
 روٹی دینے کے بہت کچھ اونچے بھجلا یا اور حملہ آور ہوا لیکن یہ کیا ٹلنے والے تھے
 اڑے رہے اور اپنا کام کیے گئے یہاں تک کہ وہ دونوں روٹیاں کھلا کر رقعہ
 اور سکے گلے میں باندھ گھوڑوں پر سوار ہو کر فریب بنیں کوس اور سکے تعاقب میں
 چلے گئے اور بعد علی اسقدر مسافت کے اوس گتے نے ایک مقام پر پھر کر
 پنجون سے زمین کھودی اور تھوڑے عرصے پر ایک دروازہ وسیع نظر آیا تو یہ
 باہر کھڑے رہے اور وہ گتہ دروازے اندر چلا گیا تھوڑے عرصے میں چند شخص سن
 رسیدہ بوضع و لباس انسانوں کے اسی دروازے سے مع دولہن باہر آئے
 اور مہمانوں کو انکا اوسنے حوالے کیا اور کہا کہ جناب مولانا صاحب ہمارا سلام کسکو گزارش کرنا
 کہ ہمارے عملہ میں ایک شخص باجی نے ایسی حرکت کی کہ پاداش ایسے کردار کا نہایت سختی
 سے کر دیا گیا یہ خطا ہم سے بذاتہ سرزنش نہیں ہوئی اور گنہگار سزا سے کردار اپنی
 باحسن الوجہ پا چکا لہذا امیدوار ہیں کہ یہ خطا ہماری معاف فرمائی جاوے پس اسقدر
 کلام کر کے وہ صاحب جو اوس دروازے سے تشریف لائے تھے اسی راہ سے
 واپس چلے گئے بعد تھوڑے عرصے کے وہی گتہ اسی حیثیت سے باہر آیا
 اور حسب طرح پرکہ زمین کو شکاف دیا تھا بند کر کے جانب دہلی رخ کیا اور یہ سوار بھی سکے
 جلو میں وہ آگے آگے یہ لوگ مع عروسین پیچھے پیچھے دہلی میں آ پونچے اور خدمت
 سرا پر اکرامت جناب شاہ صاحب میں حاضر ہو کر بعد ادا سے شکر یہ اور حصول اجازت

براتی جو اوس جنگل میں تباہ پڑے تھے آملے اور سب حال از اہدانا انتہا بیان کیا
 سب کو حیرت ہوئی اور جناب شاہ صاحب کے نہایت معتقد ہو کر وقتاً فوقتاً مرید ہو
 سب جان اللہ یہ کیا عجیب کرامت اور کیسی زبردست حکومت ہی بقول استاد
 مولوی میر شمس الدین فیض علیہ الرحمہ کہتے ہیں صورِ سرافیل جسے یہ
 ہی وہ تاثیر فغانِ درویش ہے بے خطا تیر ہی ادسکا یک یک چڑھی رہتی ہی
 کمانِ درویش ہے ایضاً ایک بار اساک باران ہو کر آثارِ قحط نمودار ہو کر
 تمام زراعت خشک اور گھر برباد ہوتے چلے چاروں طرف سے آدمی بغرضِ صو
 تدبیرِ فرخ اس بلا کے جناب مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا
 کہ یا حضرت دعا کیجیے کہ بربک دعا آپ کے ہم لوگ اس بلا سے جانکاہ سے نجات
 پاویں یا کوئی تدبیر فرمائیے کہ اوسکی پیروی میں سہرگرم ہو جاویں حضرت نے فرمایا
 کہ تمھاری جماعت سے چند آدمی منتخب ہو کر پُراے شہر میں جاؤ اور تلاش کرو ایک
 گروہ ہسچرون کا ملیگا اونہیں سے جو شخص لشوار وغیرہ سامانِ رقص پہنے ہوا ہو
 علیحدہ لیجا کر فقیر کی طرف سے سلام کہنا اور دعا دے دلی غرض کرنا جو وہ حضرت
 تدبیر فرماویں او سپر عمل کرنا چنانچہ چند آدمی اوسی وقت مولانا صاحب کی خدمت سے
 آؤ ٹھکر گئے اور گروہِ مخمٹان سے ملے اور حسب ارشاد حضرت کے رقص کو
 علیحدہ لیجا کر التجائے نزدلِ بارانِ رحمت میں مباکت کیا تو وہ صاحب یوں سہل کیا
 ہاتھ آنے والے تھے لہذا حسب عادت اپنے ہم پیشوں کے تالیان بجا کر فرمایا

سب کا حال
 سب کا حال

کہ تم اور تمھارا بھیجنے والا دونوں اجماعاً بین مولوی صاحب نے تم سے ہنسی کی ہو ورنہ
 مجھ سے اور اس قسم کی التجا سے کیا مناسبت اور اور بھی بہت اوڑانیں اوڑیں
 دونں سمجھنے بھی جو بڑے کامل کے مرسلہ تھے ایک نہ سنی وہ اپنا راگ
 گاتے رہے یہ سب اپنی راہ کمانی سنانے ہوئے ساتھ ہوئے جب ان
 بزرگوار نے دیکھا کہ اب بدون انجام ندعا ان لوگوں سے عمدہ برائی محال اور
 نشان دادہ ایک بڑا صاحب کمال ہی تو فرمایا کہ خیر صاحب مولانا صاحب کے ارشاد
 مجبور ہوں آج شپ کو میں اور میرے ہمراہی اوس باغین جو جانب راست
 درگاہ جناب خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے ہی جمع ہونگے جا کر حضرت مولانا صاحب
 سے میرا سلام عرض کر کے گذارش کرو کہ میں انجام دہی ایسی خدمت کے
 لائق نہ تھا جو میرے تفویض فرمایا ہوں اب جو میری نسبت اس قسم کا ارشاد
 ہوا تو البتہ ہر گز ارشاد حضرت یہ مرثیہ مجھے حاصل ہوا لیکن جب تک آپ کے
 دست مبارک بدینا فائز ہوں گے یہ بلا سر سے نہ ٹلے گی بس یہ گوگ البس آئے
 اور جیسا کچھ سنا تھا عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اگرچہ فقیر میں بوجہ فقدان طاقت
 رفتار اور ضعف قوی گنجائش ملی کرتے کسی قدر مسافت کے بھی نہیں ہی
 مگر جسطرح ممکن ہو گا بعد نماز عشاء تمھارے ہمراہ چلوں گا جب وہ دن باقی
 گذرا اور رات ہوئی تو جناب مولانا صاحب بعد نماز عشاء اوراد معمولی کردہ کثیر
 کے ساتھ تشریف فرما رہے جا ہی موعودہ ہوئے دیکھا تو وہ صاحب بھی

مع اپنے ہمراہیوں کے حاضر ہیں اور سوقت حسب ارشاد جناب مولانا صاحب کے
 سب لوگ دوزخ و نارا بابت میٹھے اور خود حضرت مراقب ہوئے اسقدر کہ نصف
 شب کے متجاوز ہو گئی جب آپ نے مراقبے سے سر اٹھا کر فرمایا کہ صاحب جو وقت
 قبولیت ہو جس شخص کی جو آرزو ہو خدا سے چاہے فقیر کو امید ہی کہ کوئی
 شخص محروم نہ رہے گا چنانچہ سب دست بدعا ہوئے اور غلام و غولام ہش باران
 کے جب جس شخص نے چاہا فوراً ظہور قبولیت کا آثار پایا اور جناب مولانا صاحب نے
 صرف واسطے نزول باران رحمت کے ہاتھ اٹھایا اور بزرگ نے بھی مع
 جماعت متحفظان صدائے امین بلند کی کہ یک بیک عبار اندھی کا سر چھانکے
 جب ہوا کی سیقدر شورش کم ہو گئی تو ابریرہ آثار نظر آیا ترشح ہونے لگی
 جناب صاحب نے ہاتھ دعا سے چھینچا اور فرمایا کہ صاحبو جلد بیان سے شہر کا
 راستہ تو ورنہ پھر کثرت بارش سے شہر کا ہونچنا دشوار ہوگا پس اسی وقت
 لوگ جلد بیٹھے اور شہر میں اگر نپاہ لیے اسقدر بارش کی شدت ہوئی کہ ندی
 اور نالے بھر گئے کسیکو ہوس پانی کی باقی نہ رہی خلعت کی جان میں جان
 آگئی اور تمام مخلوق خدا کو بیکت دعا جناب مولانا صاحب اور سب بکجانستان
 ربانی حاصل ہوئی سبحان اللہ حضرت کی ذات بابرکات مستجاب الدعوات
 تھی اور کیسے کیسے اولیاء اللہ تحت فرمان تھے اور کیسی طاقت تھی کہ بسبب
 خلعت کو ایسی بکاء عظیم سے نجات دے اور ایسا ہست قدرت انزال دے

تیر جستہ باز گردانہ زراہ و اس محل پر دو چیزوں کا بیان مناسب معلوم ہوا
ایک تو ولی کی تشریف آورد و دوسرے قضائے مہم اور مطلق کی حقیقت تشریف
معلوم نہونے سے کوئی اور کو پہچان نہیں سکتا اور نہ پہچاننے سے اکثر عوام
دھوکے میں رہتے ہیں ہر ایک کو بلکہ فاسق فاجر کو ولی کہتے ہیں اسکا کہا بجان
دل مانتے ہیں بلکہ عین ایمان جانتے ہیں اور بعضوں نے طلسمات و نیرنجات
و رمل و جفر وغیرہ اور تاثیر نفسانی کو جسکو توجہ کہتے ہیں بڑا کمال سمجھا ہی جبین
یہ باتیں پاتے ہیں تو اسکو بڑا ولی کامل کہتے ہیں پھر وہ کیسا ہی ہو یہ تو صرف
جمل ہی کیونکہ یہ باتیں مشترک ہیں کافر و مومن میں جو کوئی کسی ایک طور سے
حاصل کر لگا تو حاصل ہو گئی یا ان اگر کسی میں اوصاف ولایت ہو کر تاثیر نفس بھی ہو
تو نور علی نور ہی بیشک وہ ولی اور صاحب تاثیر حقہ ہی پس شناخت ولی کی ضرور
واہم ہو ہی جانا چاہیے کہ قرآن شریف میں ولی متقی کو فرمایا ہی تو اب تقویٰ کے
مراتب سمجھنا لازم ہوا تقویٰ کے شرع میں تین مرتبہ مقرر ہیں مرتبہ اول
اپنے کو مذاب جاوید سے نگاہ رکھنا ہی اور بہ تقویٰ کا ادنیٰ مرتبہ ہی کہ نفس کو
اہتمام شرکت سے دور رکھنے کے سبب حاصل ہوتا ہی اور یہی معنی ہیں آیہ
وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ ۚ وَآوَسُوا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ وَأَمَّنَ وَآوَا تَقْوَىٰ ۚ وَآوَا تَقْوَىٰ ۚ
بجائنا ہی اور اسی معنی میں ہو وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا ۚ وَآوَا تَقْوَىٰ ۚ
میں اہل شرع کے اسی مرتبہ کو تقویٰ کہتے ہیں تیسرا مرتبہ وہ ہی کہ شبہات

بیان از
نور

سے بھی اپنے کو نگاہ رکھے اور بعضی مباحات سے بھی جو سبب بار کتاب گناہ ہوتے
ہیں پر ہنر کرے اور اپنے باطن کو ماسوا اللہ کی رغبت سے باز رکھے اور بالکل شہ
تمام اعضا و جوارح کے متوجہ اپنے خالق کی طرف ہووے اور اس مرتبہ کو
تقویٰ حقیقی اور مرتبہ ولایت کہتے ہیں اور اسی مرتبہ سے اشارہ ہی آیا
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ مَن يَتَذَكَّرْ لِيَكُنْ مِنْ السَّاجِدِينَ
بفرد تفاوت درجات بعضی کتابوں میں تعریف ولی کی یوں لکھی ہے
الْوَلِيُّ هُوَ الْعَارِفُ بِاللَّهِ وَصِفَاتِهِ وَحَيْثُ مَا يُمْكِنُ الْمَوَاطِنَ عَلَى الطَّاعَةِ
الْمُجْتَنِبِ عَنِ الْمَعَاصِي الْمَعْرُضِ عَنِ الْإِلَهْمَاكِ فِي اللَّذَاتِ وَالشَّهَوَاتِ
ولی اوسکو کہتے ہیں جو پہچاننے والا ہو ذات الہی کو اور صفات کو اوسکی موافق ضابطہ
صوفیہ کے جس قدر کہ ہو سکے اور مداومت کرنے والا ہو عبادت پر کہ مستحب بھی
ترک نہ ہونے چاہیے والا ہو گناہوں سے ڈر و گروان ہو دوسرے سے دریاے لذات
اور شہوات کے لیے لذت اور خواہش کی چیزوں سے بچے ایضاً
الْوَلِيُّ هُوَ الْغَانِي مِنْ حَالِهِ الْبَاقِي فِي مَشَاهِدَةِ الْحَقِّ لَمْ يَكُنْ يَحْكُمُ نَفْسِهِ
اٰخْبَارًا وَلَا مَعَ غَيْرِ اللَّهِ قَرَارًا وَلِيَّ وَهٍ هِيَ الْغَانِي هُوَ الْبَاقِي مِنْ حَالِهِ
باقی رہے مشاہدے میں حق سبحانہ کے یعنی تمام اپنے خواہش کو ماسوا اللہ سے
پھیر کر خدا تعالیٰ کی دید میں صرف کرے ہستی سوائے خدا تعالیٰ کے دوسرے کی
نہ سمجھے بھو اے قول جناب فیض علیہ الرحمہ وجود غیر ہر صفت اعتباری

تعمیلی

جو ہستی ہو وہ ہستی ہی خدا کی ہے نہ ہو اس کو اپنے حال سے انجبار اور ساتھ غیر خدا کے
قرار لینے اپنے حال سے اور عالم کے احوال سے خبر نہ ہے اور دید الہی میں تسکین
میں یہ کیفیت ہر کمال استغراق کی فقط علم سے حاصل نہیں ہوتی اس کو محنت بھی ضرور
ہی ہے از تصور نہ پروردگار بمقصود کہے ہے در فنا کوش اگر ملک بقا می طلبی ہے

ایضاً اَوَّلِیُّهُوَ الْفَاعِلُ فِی اللّٰهِ الْبَاقِیُّ ہے اور صوفی کے بھی
ہی معنی ہیں یعنی اپنے تمام حرکات و افعال و صفات و ذات کو خدا تعالیٰ کی رضا مندی
میں فکارے بغیر رضا کوئی بات نہ ہوے اور ان سب کو نابود و محض جانے پر کام
میں جب ملکہ پہنچے پیدا ہوگا تو پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے بقا حاصل ہوگی تو جب
باقی باللہ ہوگا یعنی اس کے حرکات و افعال و صفات و ذات خدا تعالیٰ کے حرکات
و افعال و صفات و ذات کے تیلے مقہور و مطلوب ہو گئے اور خدا ہی کے حرکات
و افعال وغیرہ قاہر و غالب ہو جائیں گے اور سب اپنا کام کرنے لگ جائیں گے
اور علامت ولی کی حدیث شریف میں اس طرح آئی ہے کہ صحبت میں اس کی خدا یاد آئے
یعنی محبت دنیا کی اس کی صحبت میں کم اور محبت خدا کی زیادہ ہووے چنانچہ
حضرت خواجہ عزیز زمان علی راستینی قدس سرہ فرماتے ہیں ربی با عی بابہ کہ شستی و
نشہ جمع دلت ہے ورنہ تو زبید صحبت آب و گلست ہے زہد زہد صحبتش گریزان می باشد
و نہ نیکست در روح عزیزان بجلت ہے ان سب امور پر تصحیح عقاید خواہ ظاہری ہو خواہ
باطنی موافق مذاہل و شریعت کے ضروری ہے اگر کسی کا عقاید درست نہیں گواہ میں

علامت ولی

احتیاط اور تاثیر ہو وہ اعتبار کے قابل نہیں اور ولی کو کرامت لازم نہیں ہی
 خدا چاہے تو اسکی عزت افزائی کے واسطے ظاہر ہوئی ہی اور نہیں تو نہیں
 قضا و قدر تقدیر کو کہتے ہیں یعنی امور کہ حکم اور اندازہ کیے ہوئے اللہ تعالیٰ
 کے ہیں اور تقدیر دو قسم پر ہی ایک مہرہم یعنی ہستوار و محکم کہ جسمین کچھ تغیر و تبدل نہیں
 جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے فَطَرْنَا لِلنَّاسِ عَلَيْهِمْ لَا تَبْدِيلَ
 لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ لازم کر تو خدا کی پیدائش کو جسے پیدا کیا ہی لوگوں کو
 اوپر اس کے نہیں ہی بدلتا واسطے پیدائش خدا کے یہ ہی دین درست
 اور حدیث شریف میں وارد ہے جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَا بِعَيْنِ خَشَكِ هَوَا
 قلم ساتھ اس چیز کے کہ تو ملنے والا ہی یہ دلائل ہیں قضاے مہرہم کے
 دوسری قضاے معلق کہ جسمین بعض سبب سے تغیر و تبدل ہوتا ہی صورت اسکی ہی
 کہ لکھا جاتا ہی لوح محفوظ میں مثلاً فلان شخص اگر حج کرے یا جہاد کرے یا عمر اسکی
 چالیس برس کی ہوگی اور اگر حج اور جہاد دونوں کرے یا عمر اسکی ساٹھ برس کی ہوگی
 پھر جب دونوں کیے تو ساٹھ برس کو پونچھاپس بڑھی عمر اسکی اور جب ایک ہی چیز
 کی نوہ زیادہ ہوگی چالیس برس سے تو کم ہوئی انتہائے عمر اسکی جو ساٹھ برس
 نھی اور دلیل اس پر زندگی کی حدیث ہے لَا يَزِيدُ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءَ یعنی نہیں
 پھیرتی تقدیر کو مگر دعائیں اولیاء اللہ کی دعائے سے جو بلا اور آفت دور ہوتی ہی
 سورہ تقدیر معلق ہی ورنہ تقدیر مہرہم میں کسی کو طاقت ہی کہ وہ مارے

بیان قضا و قدر

بیان قضا و قدر

بیان قضا و قدر

جہاں سمجھتے ہیں کہ اولیاء اللہ جو چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں یہ سراسر خلاف
 عقاید اور بڑا خیال ہی چنانچہ جناب مولوی عبد العلی بحر العلوم شارح شنبوی مولانا روم
 رحمۃ اللہ علیہما بھی اس شعر کی شرح میں اسطیحا لکھا ہے وہ یہ ہی و کیکہ از تیر خستہ
 قضاے سبم مراد آشتہ و حاصل بر آورده کہ اولیاء قدرت بہت بر رفع قضاے
 سبم غلط کردہ و لغو گفت زیرا کہ قضاے سبم مردود فی شود و دریا سخن فیہ
 ہمین قضا بود کہ این افعالی از بازداشتن ولی واقع نحو اہد شد این افعال معلق بود بعین
 مانع آمدن ولی از ان فعل و در تفحات مذکور بہت کہ در وقوع حادثہ چنگیز خان ستاری
 شیخ نجم الدین گبرائی قدس سرہ بعض اصحاب کمل خود را مثل شیخ سعد الدین
 حموی و شیخ رضی الدین علی لالا و غیر ایشان را طلب داشتہ گفت زود برخیزند
 و بہ بلاد خود روئید کہ آتش از جانب مشرق برافروخت کہ تا نزدیک مغرب خواہد برخواست
 این فتنہ است عظیم کہ درین امت این چنین واقع شدہ بہت بعض اصحاب گفت نہ کہ
 چہ شود کہ حضرت دعا کنند کہ این فتنہ از بلاد مسلمانان منقطع شود شیخ فرمود
 این قضائیت سبم دعا رفع آن نمیتواند کرد پس قول شیخ نجم الدین گبرائی
 نص بہت بر آنکہ قضاے سبم مدفوع فی تواند شد اوسے کمالات عزیزی
 بین لکھا ہے کہ ایک شخص متوطن آذربایجان حضرت کی خدمت میں آیا اور فرزند بھی
 موسے ہمراہ تھا حضرت نے فرمایا کہ اگر اپنے فرزند کو چندے میرے پاس
 چھوڑ دو تو اچھا ہو ورنہ قبول کیا لڑکے کو چھوڑ کر چلا گیا یہ لڑکا کاظم خلیل

منشی
 محمد علی

ابوبکر
 محمد علی

کر کے ہوشیار ہوا ایک ن عرض کیا کہ میں نے کچھ بات سنیں دیکھی حضرت فرمایا کہ اچھا
 تم آٹھ روز تک سوچو تا وقتاً بشرف اس ترتیب سے پڑھو نوین دن جہاں چاہو چلے جاؤ
 اوسنے آٹھ روز پڑھ کر نوین دن جنگل کا راستہ لیا طرح طرح کے جنگل اور دریا پیش
 آئے ایک دفعہ جنگل میں گیا وہاں ایک بھیڑیا اوسکی طرف آیا اور اوسکے پاس کوئی
 ہتھیار نہ تھا آخر شش بھیڑیے نے آٹھ وار اوسپر کیے اوسکو جب چھری اپنے
 باپ کی کہ کمر میں موجود تھی یاد آئی نکالا لگو بھیڑیے کو ماری اور چھری زخم میں رہ گئی
 بھیڑیا بھاگ گیا پھر وہ شخص ایک جنگل میں پونہ چار کہ زمین اوسکی نئی طرح کی تھی بعد
 ایک شہر دیکھا کہ عمارت اوسکی عمدہ طرز کی بہت خفہ تھی شہر میں جا کر دیکھا کہ باشند
 وہاں کے بہت شکیل اور بزرگ وضع ہیں او میں سے ایک بہت بڑے بزرگ
 اوسکو ملے اور حال پوچھا اوسنے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ میرے گھر وہاں رہو
 آخر شاپنے گھر لیگئے بہت خاطر تواضع کی اور طعام عمدہ کھلایا صاحب خانہ کی عنیت
 میں اوسنے دیکھا کہ وہ چھری اوسکی جو بھیڑیے کے زخم میں رہ گئی تھی ایک
 طاق میں رکھی ہی رہی پس اوسنے چاہا کہ اوتھا لے مگر ہاتھ میں نہ آئی پھر
 صاحب خانہ قہر میں لائے اور کہنا ناز و برور کھا اوسکی نظر اوسی چھری پر تھی
 صاحب خانہ نے پوچھا کہ کیا ہو اوسنے کہا کہ میں بعد گفتگو اوس صاحب خانہ
 نے کہا کہ ہم نہ انسان ہیں نہ جن نہ فرشتہ ہماری خلقت اللہ جل شانہ نے
 علیحدہ کی ہے اوس نے شہر ہمارے رہنے کے واسطے بنا دیا اور ہم سے کام

اس طرح کے لیے جاتے ہیں اور وہ بھڑیا میں ہی تھا جسکو تو نے چھری ماری تھی
اور نیز خرم اوسی چھری کا ہی اور میں تجکو فوراً مار ڈالتا لیکن یہ سبب شاہ عبدالعزیز
کا ہوا تو کیا چاہتا ہے اوسے کما کہ پھر حضرت کی خدمت میں پہنچ جلاؤں تو خوب
ہی اوجھون نے کما کہ آنکھ بند کرو پھر آواز دی کہ کھول دو آنکھ کھولی تو دیکھا کہ
مسجد جامع شاہ جہان آباد کے پاس کھڑا ہے نور جاگر جناب مولانا صاحب کے قدموں پر
گرا اور مدت تک رہا اور کمالات باطنی حاصل کیے ایضاً ایک شخص بلناس عہدہ
و صورت امیرانہ شکہ زرخیز کمر پر باندھے ہوئے عمدہ گھوڑے پر سوار نصیب
مار پڑھ ضلع اٹھ میں متحدہ دست عارف میان اچھے صاحب قلب سن اشد سرہ
العزیز کے حاضر ہوا اور نہایت بیقرار و مضطرب تھا حضرت کے قدموں پر گر کر
تر پٹنے لگا آپ نے بہ شفقت تمام متوجہ ہو کر اوس سے حال پوچھا اوس نے
عرض کیا کہ ایک سا ہو کار متصل میرے مکان کے رہتا ہے اوسکی دختر نہایت
حسنینہ اور جمیلہ ہے خود سالی سے فیما بین میرے اور اس کے محبت پیدا ہوئی کہ
مرتبہ عشق کا ہو گیا پھر اوسکی شادی ہوئی اور اب سنرال اوسکی اوسکو بیجا مین گے
اس واسطے مضطرب ہو کر اور اپنی زندگی سے بے باقہ و دھوکہ خدمت میں حاضر ہوا ہوں
حضرت نے اوسکی تسلی کی اور فرمایا کہ تم دہلی میں بحضور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
کے جاؤ اور کچھ مدت کہو بلکہ آدمی واسطے پیشوائی کے نکلو دہلی سے ہٹو ملین گے
آخر میں وہ شخص دہلی کو گیا مقام شاہدرہ میں کئی آدمی بطور پیشوائی کے ملے اور حضور میں

مولانا صاحب کے ایک بزرگ حضرت بہت شفقت سے اس کے حال پر مشورہ ہوئے
 اور ایک شخص کو فرمایا کہ فلاں نے سنا ہوا کہ کونسا کو وہ سا ہو کار حاضر ہوا آپ نے اس سے
 پوچھا کہ تمہارا داماد اور سہمہ چی کہاں ہے اس نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں اپنے فرمایا کہ
 اوٹو لے آؤ وہ جا کر اوٹو لے آیا حضرت ان تینوں کو ہمراہ لیکر کوٹھری میں تشریف لیکر
 تھوڑی دیر میں باہر نکلے وہ تینوں ہنستے چلے گئے اور تھوڑی دیر میں اس لڑکی کو
 بالائی میں سوار کر کے لے آئے اور عرض کیا کہ حضرت یہ لڑکی لونڈی ہے جو چاہو سو کر دے اپنے
 اس کو مسلمان کیا اور ناز پر ہوائی بعد اس کے کالج اون دو لونیکا کر دیا **سبحان اللہ**
 درویش ایسی ہی ذات بابرکات کو کہتے ہیں کیونکہ حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ
 فرماتے ہیں (درویش نسبت کہ ہر ان بندہ بران کس کہ بحاجت اید محروم باز نگرود)
 کذا فی اخبار الاخبار سیطرح اور اقوال حضرت خواجہ شمس کے جو خواجہ ابوجکان جناب
 خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہا نے سنا ہر ذات جامع الکمالات مہطرزات
 وصفات خالق الارض السموات حضرت شاہ صاحب قدس سرہ پر صلاقی آیتے ہیں
ذَٰلِكَ فَضَّلَ اللَّهُ يُونُسَ مِنْ نَّسْلِكَ بِقَوْلِ جَنَابِ اَوْتَامُو
مولوی شمس الدین فیض علیہ الرحمہ کہتے ہیں مرتبہ الی درویش
 شان معبود ہی شان درویش فیض الفقیر اذ اتمم ہو پس نہ کرو شرح و بیان
 درویش فیض الی من ملحق خدا بخش صاحب مرحوم متوطن میرٹھ سے
 فرمایا کہ میان خدا بخش آج نہایت کم ہونے وقت ایک مرتبہ آنے لکھی اور ایک مرتبہ

باری جو مشورہ ہو
 عطا کیجے کہ اخبار الاخبار
 میں حضرت خواجہ شمس
 چرخ دہلی قدس سرہ
 کمال میں غریب
 سے درویش کی نسبت
 ہر ان بندہ بران
 خواجہ دران و دیوبند

آسمان کی
 روانی

سیرۃ ایک کتاب
حاضر ہونا

آمن الرسول اور ایک سورۃ اور پڑھ لینا مولو لیا صاحب جو پڑھ کر سولے تو خواہم
خوب سیر آسمانوں کی نصیب ہوئی صبح کو جو حضور میں حاضر ہوئے ارادہ بیان کرنے کا
کیا آپ نے فرمایا کہ کتنا کچھ ضرور نہیں میں نے اس واسطے بتلایا کہ شنیدہ کی بود
مانند دیدہ ایضاً حضرت پروردگار نے کئی مولویوں کو فرمایا کہ تم کابل و روان
کے باہر جاؤ ایک شخص عرب آتے ہیں اونکو سولے آؤ یہ لوگ بتعمیل حکم
شہر سے باہر جا کر کھڑے ہوئے دیکھا تو ایک شخص مصر سے خچر پر سوار چلے
آئے ہیں اون لوگوں نے کہا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے آپ کے استقبال کے
واسطے ہمکو بھیجا ہے اور باتیں کرتے ہوئے چلے اونھوں نے اپنا حال بیان کیا
میں مصر کا باشندہ ہوں اور میری ہمشیرہ فاضل ہیں اور حافظ کلام مجید دلو
کتب حدیث شریف صحاح مستتب حفظ ہیں میں نے اویس علم تحصیل کیا ایک کتاب
پڑھتا تھا او میں ایک مقام مفہوم نہوا ہمشیرہ نے ہر چند تقریر کی لیکن میری فہم
میں نہیں آیا اس پر ہمشیرہ نے کہا کہ اب تم ہندوستان کو جاؤ اور شہر دہلی میں
شاہ عبدالعزیز ہیں اون سے یقین ہو کہ بظاہر سے فہم میں آئے اس واسطے میں
ان طرف کا عازم ہوا عرض یہ سب فاضل اونکو لیکر مدرسے میں آئے حضرت مولانا صاحب
نے فرمایا کہ کتاب کمان ہے جو رجبی میں مٹی منگو لیں اور اویس نے فرمایا کہ میں اپنا کمال احب
حضرت نے تقریر فرمائی تو وہ غریب بہت غمگین ہوئے عرض کیا کہ میں سچ کہتا ہوں
پھر وہ ایک عرب صنف اور علم تحصیل کرتے رہے بعد اسی تک کوروا رہے

ایضاً ایک بار حضرت رفیع المنزل قدس سرہ حدیث شریف کا وعظ فرما رہے تھے
 اس میں ایک شخص آئے آپے انگشت سے اشارہ کیا اپنی پشت کی طرف یعنی ادھر آؤ
 جب وعظ تمام ہو چکا تو اس شخص نے عرض کیا رات کو خواب میں دیکھا کہ جناب
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور آپ سامنے جناب سرور کائنات
 کے بیٹھے ہوئے وعظ حدیث شریف کا فرما رہے ہیں اور میں حاضر ہوا تو آپ نے
 اس طرح انگشت سے اشارہ پس پشت نہیٹھنے کا فرمایا تھا اب جو میں حاضر ہوا تو
 بھی ویسا ہی ہوا اسکا کیا سبب ہی حضرت نے فرمایا کہ تم حقہ بہت پیٹتے ہو
 تمہارے موندے سے بو آتی ہے اور حضور میں ناپسند ہی اس واسطے فقیر نے کہا تھا
 ایضاً جب جناب کرامت مآب حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے اول سال جو
 کلام مجید حفظ کر کے سنایا تھا نماز تراویح کی ہو چکی تھی اس عرصہ میں ایک
 سوار نہایت خوب زرہ بکتر وغیرہ لگائے ہوئے برچھایا تھا میں لیے ہوئے
 تشریف فرما ہو کر کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں رونق افزا ہیں
 جو آدمی وہاں تھے سب نے دوڑ کر انکو گھیر لیا اور پوچھا کہ حضرت یہ کیا کلام ہو اور
 آپ کا کیا نام ہے انھوں نے فرمایا کہ میرا نام ابو ہریرہ ہی جناب سید عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم عبد العزیز کا کلام مجید سننے چلیں گے پھر مجھ کو
 ایک کام کے واسطے روانہ فرمایا اس سبب سے میں دیرین آیا اتنی بات کہہ کر
 غائب ہو گئے مصلح شاہان چہ عجب گربنواز نگہ دارا ایضاً

روایت از حضرت
 علیہ السلام
 وعظ کنا

روایت از حضرت
 انحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کا واسطے
 زمان شریف

مولوی مفتی الہی بخش صاحب فاضل متبحر شاگرد رشید حضرت شاہ صاحب کے متون کا نڈھ مقیم سہارنپور نے لکھا کہ جناب مولانا روم علیہ الرحمہ نے جو دفتر شروع کر کے چھوڑ دیا اور فرمایا ہے کہ میرے بعد ایک شخص ہوگا وہ اسکو تمام کرے گا میرا ارادہ اس کے تمام کرنے کا ہی اس واسطے عرض رہا ہوں فضل الہی سے آپ کی بڑی محلوںات ہی کہیں یہ قصہ سماعت شریف میں یا نظر مبارک میں آیا ہو تو ارشاد فرمائیے حضرت نے اس کے جواب میں دو آیہ کلام مجید کے لکھ کر ارشاد کیا کہ بوقت شب پڑھ کر خود مولانا روم علیہ الرحمہ سے دریافت کرنا چنانچہ اونکو جناب مولانا روم کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا کہ ہاں ہنسی وہ شخص ہو جو اسکو تمام کرے حصر اور مغرب کے درمیان دعوات اور قلم لیکر حجرے میں بیٹھا کرو قصہ باقیماذہ خود بخود قلم سے لکھا جائیگا چنانچہ مفتی صاحب نے ساتواں دفتر تصنیف فرمایا ایضاً کرنیل اسکر صاحب کو اولاد نہین ہوتی تھی حضرت مولانا صاحب سے عرض کی کہ آپ دعا فرمائیے تا مجھے اولاد ہو اپنے دعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بیٹا عطا فرمائے تو نام اسکا یوسف رکھنا چنانچہ لڑکا پیدا ہوا کرنیل صاحب نے جو زفت اسکو رکھا جو زفت اور یوسف ایک ہی لفظ ہے فقط زبان کا فرق ہی ایضاً ایک روز دوسرا وعظ ہو رہا تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا بعد تمام درس کے ساتھ اشرفی پیش کیں حضرت نے ہنس کر فرمایا کہ ایک چہ بچہ میں سے ساتھ اشرفی بعد وہ شخص جلا گوگون نے اسکو گھیرا اور حال پوچھا

مولانا محمد علی رحیم خاں رحیم آبادی

رسید کو انکی دعا میں آمین

ایک پیر کا نام

اوسنے بیان کیا کہ میں پورب کار ہننے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اسوال دیوئی بہت عطا فرمایا ہے مگر بیماری فساد خون سے ترک وطن کر کے تو کلت علی اللہ العزیز الحکیم مع چند ملازم بسواری اسپ اس تلاش میں نکلا کہ شاید کوئی ایسا شخص ملجائے کہ مشکل آسان ہو اس تلاش میں پھرتا تھا کہ ایک مقام پر پہونچا ایک عورت نے کہا کہ اس پہاڑ میں ایک بزرگ تشریف رکھتے ہیں اگر تم وہاں پہونچو تو یقین ہو کہ اس جگھے ہو جاؤ لیکن راستہ ایسا دشوار گزار ہے کہ گھوڑا نہیں جاسکتا میں نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم سب یہاں رہو اور میں جاتا ہوں اگر تین جہینے میں والیس آجاؤں تو خیر ورنہ یہ گھوڑی اور سبب اور بیروپی تم سب تقسیم کر کے چلے جانا پھر میں پہاڑ پر گیا تو دیکھتا ہوں کہ ایک چھتپر کا گھر تھوڑا سا ہی اور اوسمیں ایک درویش تشریف رکھتے ہیں سلام کہا او محفون نے پوچھا کہ تو کون ہی میں نے سب اپنا حال عرض کیا تو فرمایا کہ یہ بوڑیا دو اکی ہے اسکو تم لجاؤ اور فلان مقام پر ایک چشمہ ہے وہاں بیٹھکر اسکو کھاؤ اللہ کا فضل ہی تو اچھے ہو جاؤ گے میں نے اوس طرح کیا اسہال اور قی آئی اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا ہو گیا پھر اُن بزرگ کی خدمت میں آیا تو پوچھا کہ تمہارے گھر کا راستہ کس طرف سے ہے تو میں نے عرض کیا فرمایا کہ دہلی بھی راستے میں ملتی ہے میں نے کہا کہ نہیں لیکن حکم ہو گا تو میں دہلی کے راستے سے جاؤں گا وہ بھی راستہ ہے آپ نے فرمایا کہ شاہ عبدالعزیز کا نام سنا ہے میں نے کہا کہ

سنایا وہ تو افتاب ہندوستان میں فرمایا کہ وہ ہمارے پیہر بھائی ہیں پھر
 چھپر کے اندر جا کر ٹھی میں یہ سات اشرفی لائے اور کہا کہ مولانا صاحب کو یہاں
 طرن سے دیجیجور وایت ہی سکندر شاہ صاحب دہلوی سے وہ روایت کرتے
 ہیں اپنے والد شاہ غلام حسین شہید سے کہ انھوں نے حضرت کا وعظ برسوں
 سنا تھا کہا انھوں نے کہ حضرت کے وعظ میں ایک گھسیار اچھی آیا کرتا تھا البتہ
 آپ نے فرمایا کہ جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم صدق دل سے جس کام کے واسطے کہیگا
 اُس کا وہ کام برائے گا وہ گھسیار اگھانس کا گٹھا جنگل سے لا کر چار پانچ پیسے کو
 بیچ کے اپنی گذر کرتا تھا اور اس زمانے کو جننا کے پل پر سے آتے ایک پیسہ او
 جاتے ایک پیسہ محصول لیا کرتے تھے اُسے کہا کہ کیا ضرور ہی پیسہ دینا حضرت
 تو فرمایا کہ بسم اللہ جس کام کے واسطے کہیں وہ کام براتا ہی بسم اللہ کہہ کے
 جایا آیا کریں گے پس وہ گھسیار بسم اللہ الرحمن الرحیم کہلے جننا میں قدم رکھتا
 کتنا ہی باہنی ہو یا باب ہو جانا اس طرح سالہا سال اُس کا معمول ہا سکندر شاہ
 مزبور کہتے ہیں کہ میرے والد محکو خرو سالی میں حضرت کے وعظ میں لیجاتے تھے
 بارہا حضرت نے فرمایا کہ یہ لڑکا بہت خوش قسمت ہوگا اگر فقیر بھی ہوگا تو مرقا علی
 اور معزز رہیگا ہ حضرت ہی کی زبان کی تاثیر ہو کہ خدا بینا عالی نے اب تک محکو
 بہت فراغت اور عزت سے رکھا ہی چالیس سال سے زیادہ ہوئے کہ میں
 ستیامی کرتا ہوں جان جاتا ہوں وہاں سب لوگ مجھ سے بعزت پیش آتے ہیں

سکندر شاہ

بک

اور فراغت سے گذرتی ہی خدا تعالیٰ نے بہت فراغت سے رکھا ہی روایت ہی
 ابو الحسن شاہ احمدی مظہری بتوری سے وہ روایت کرتے ہیں کسی مرد ثقہ سے
 کہ نام اُن کا یاد نہیں وہ روایت کرتے ہیں سید حمید الدین صاحب سے کہا اُوں بخون نے
 کہ جب میں مکہ معظمہ کو گیا تو میرے ساتھ واللون میں ایک سقہ بھی تھا وہیلی والا چند
 مدت مکہ میں رہنے کا اتفاق ہوا اُس سقہ کو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ
 روز فجر کے وقت پر دن چڑھے باب السلام کے قریب اور عصر کے وقت جماعت میں
 امام کے پیچھے تکبر کے بعد کوشن نظر آتے تھے ایک روز اُس نے مجھ سے یہ حال کہا تو
 میں بھی اُس کے ہمراہ عصر کے وقت گیا اور حضرت مولانا صاحب کو بچشم خود اُسی جگہ
 امام کے پیچھے سیدھی طرف سلام پھیرتے وقت نماز میں دیکھا بائیں طرف سلام
 پھیرنے کے بعد دیکھوں تو نظر نہیں آئے غائب ہو گئے پھر کبھی دکھلائی نہیں
 اور محکوم کچھ بات کرنے کی فرصت نہیں ملی وہ سقہ کبھی ہم کلام بھی ہوتا تھا ایک روز
 اُس سقہ کو فرمایا کہ تو نے میرا حال بیان کیا اس واسطے میں وہ جا چھوڑ کر دوسری
 جگہ وظیفہ اور جماعت ادا کرتا ہوں شروع میں اُس سقہ کو دونوں جانٹا لاتی تھے
 سبحان اللہ یہ ابدال کا مرتبہ ہو کہ ابدال سے ایسی بائیں ہوتی ہیں کہ
 جہاں چاہتے ہیں اپنے کو منو کرتے ہیں چنانچہ نفحات میں جامع علی الرحمہ
 لکھتے ہیں انواع غایق عادات بسیار است چون ایجاد معدوم و اعدام موجود
 و اظہار امر مستور و ستر امر ظاہر و استجاب دعا و قطع حسادت بعدہ مدد و انک

مولانا صاحب مکہ معظمہ
 میں نظر آتا
 ہے
 ایشیہ زادہ حضرت
 سید صاحب
 قدس سرہ سے

و اطلاع بر امور جانبہ از حس و اخبار از ان و حاضر شدن در زمان واحد در اکنہ مختلفہ
و غیر ذلک بکراہین شیطان کو دخل ہر دھوکا بھی ہوتا ہی خباثت میر حسین علی
عرفت شاہ جی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت کے
حضور میں حاضر تھا ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت بعض بزرگ حرم
میں نظر آتے ہیں اور دوسری جا پر بھی دکھائی دیتے ہیں پھر وہاں کے وہاں موجود
رہتے ہیں یہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا کہ ہمیں شیطان کو بہت دخل ہے یہ بات
کچھ اعتبار کے مطابق نہیں دھوکے میں نہ آنا یہ حضرت کا فرمانا واقعی ہے کیونکہ
شیطان ہر ذرا ہر صورتوں سے انسان کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور اسکا تمیز کرنا
بہت مشکل ہے اس مقام پر ایک مقدمہ عجیب جو جناب شیخ الاسلام استاد
الذہبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی حاجی مولوی محمد زمان صاحب
دائیت بکارتہ نے بستان الجن میں لکھا ہے ستودہ مرقوم ہوتا ہی شیطان کیدی دیگر
دلوں کو اعظم کیوں دیتا وہاں ایستہ کہ چون شخصے یکے از صلیحہ از مکانی بعید
سختیائہ خاکند شیطان مثل این آواز بگوشش میرساند مگر جوابے از انجا حاصل
آواز مثل آواز این شیخ بگوشش این معتقد میرساند و ہر قدر کہ بخوابد کم و بیش مسکند
شیخ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں معاملہ کثیر الوقوع است و نیز اکثر بصورت
سختیائہ ہر چندہ باشد باقرہ مشکل شدہ بہر تعین ظاہر شدہ بہرہ بخوابد
میں ہر چند کہ سخت گمراہی میں ہے کہ میں شیخ مستغاث است حال انکہ او

شیطان کا بیان

آپ شاہ گورین
میر شاہ سلاطین
صاحب کشفی اور
مولوی کریم علی
صاحب بلوی
ہر دونوں بزرگوار
مفتضین بن خضر
مولانا شاہ غفران
صاحب رحمۃ اللہ
علیہ

شیطان است و باین قسم کفار را بیشتر فریب دهد که هرگاه صنادید خود را بکشند
 گاهی بصورت آن صنادید ظاهر شود و گاهی بجواب گفتن نماید و گاهی حاجات
 ایشان را برآرد و کفار این تصرفات را از معتدایان خود تصور دیده کنونی برستش شان
 استوار بندند و هرگز باین خدای بی نبرد شیخ ابوالعباس میگوید که با جماعتی از
 شیوخ که معتقدین بایشان استغاثه می نمودند در خورده پرسیدم هر یک میگفت که مرا
 بالکل باین استغاثه اطلاع دست نداده حال آنکه مریدان و مستغنیان ایشان دعوی
 میکردند که شیخ را دیدیم و چنین و چنان شنیدیم و نیز میگوید که معتقدان من هم
 بمن استغاثه کردند و هر یک قصه خود بیان کرد و گفتم که من بسبب از شما جواب نگفتم
 و بر استغاثه احدی مطلع نشدم گفتند پس فرشته خواب بود گفتیم فرشته نیست
 بلکه شیطانی است که گمراه میکند و گاهی به شکل شیخ متشکل شده بعرفات می آید
 تا معتقدان گمان بزنند که شیخ حج ادا کرد و گاهی به آنرا برشته بعرفات رسانند
 و از منیقات بلا احرام گذرانیده به تبلیه و سعی بن الصفا و الحروه و رسیه چهار
 محض فوقوت عرفات کنانیده باز آرد و با مثال این تبلییات توفیق از شرف حج
 محروم سازد و به کما عباد این را از کرامات شمارند انتی و گاهی بصورت اهل علم ظاهر
 شده بکلمات بزرگوار و فن مردم را از جایی بر وجه آنچه ابو عبد الرحمن از یحیی بن عمار
 آورده که میگفت همراه حفص طایفه ای بمقام حنی رفته و آنجا پیر را دیدیم که پیش
 و سرش سفید شده و مردم را فتوی میداد حفص من گفت که ای ابی ایوب و یحیی این

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت ہے کہ
 مالک بن نوید نے کہا کہ میں نے
 حضرت سیدنا فاسم علی حسینی مال پوری سے کہ یہ حضرت بھی خلیفہ طریقت ہیں جناب

پیرا کہ فتویٰ میدہا این عفریت است و نزد یکیش رفت و چون نظرش بر حصص افتاد
 نعلین خود را برداشت و گیر بخت و مردم از پس او دویدند و حصص نہ اکر وہ کہ امی سلمان
 این عفریت است (۱) اور بھی اسکے سوا بہت حالات شیطان لعین کے بستان الجن میں
 مذکور ہیں سالکان طریقت کے واسطے اسکا مطالعہ ضرور ہی روایت ہوا
 ابو الحسن شاہ صاحب احمدی مظہری بتوری سلمہ اللہ تعالیٰ سے وہ روایت کرتے ہیں
 حضرت سید فاسم علی حسینی مال پوری سے کہ یہ حضرت بھی خلیفہ طریقت ہیں جناب
 مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کے اور راوی کو طریقہ بتوریہ میں اونسے بعیت
 بھی ہر کہا اور مخون نے کہ آیام شباب میں مجھ کو اور واصل علی میرے چچیرے بھائی
 کو شوق ہوا کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت شریف سے مشرف ہونا اور
 یہ بات گوش زد بھی کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب جسکو چاہتے ہیں حضرت کی
 رویت سے مشرف کرنے میں اس شوق میں ہم دونوں بے اطلاع اپنے والدین
 کے دہلی کو چلے فریب دہلی کے ایک شخص ہمارے بستی والا ملکر پوچھا کہ کہاں
 جاتے ہو ہم نے اس سے اپنا حال بیان کیا اسنے کہا کہ ہاں حضرت کی خدمت
 میں جاؤ تمھارا مدعا حاصل ہوگا ہم دونوں دہلی میں جا کر ایک جاؤ ترے دوسرے
 دن صبح کو حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے حضرت نے مخاطب ہو کر احوال پوچھا
 تو ہم نے اپنا مدعا عرض کیا ارشاد ہوا کہ کل آئیے انشاء اللہ تعالیٰ اسکا جواب دے گا
 دوسرے روز حسب عہد حاضر ہوئے تو فرمایا کہ تم اپنے مان باپ کو رضی کر کے آؤ

بلکہ اس کے اہانت کے واسطے برعکس معرے کے ہوتا ہی جیسا حال سیکمہ کتاب کا کہ کسی کی روشنی چشم کے واسطے دعا کی تو وہ نابینا ہوتا تھا اور یہ حدیثین تعدد طرق و اختلاف الفاظ کے ساتھ دلائل کرتی ہیں اس پر کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو انھیں کو دیکھا دروغ اور شیطان کو امین و خل نہیں اور علما اس کو خصا ایضاً سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شمار کیا ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے امین بعضوں نے تو یہ کہا کہ محل ان احادیث کا یہ ہے کہ کوئی دیکھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ صورت اور حلیہ مخصوص کے جو آپ رکھتے تھے پھر بعضوں نے انہیں سے تو شے کیا ہے اور کہا کہ اس شکل و صورت میں دیکھے کہ مدت عمر شریف اس پر تھے خواہ جوانی میں خواہ کہولت میں یا آخر عمر میں اور بعضوں نے دائرہ تنگ کیا اور کہا کہ ضرور ہی اس صورت پر دیکھے کہ آخر عمر میں اس صورت پر اس عالم سے سدھارے یہاں تک کہ عدد سفید بالوں کا کہ سر مبارک اور محاسن شریف میں تھے اور نوبت بیش بال کی نہ پہنچی تھی اعتبار کیا ہے اور محمد بن سیرینؒ کے پاس جب کوئی اگر قصہ خواب میں حضرت کے دیکھنے کا بیان کرتا تو وہ کہتے کہ بیان کر کس صورت میں دیکھا ہے تو نے اگر ساتھ حلیہ مخصوص کے نہ بیان کرتا تو وہ کہتے کہ جاتو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا اور امام نووی نے کہا صحیح یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حقیقتہً دیکھا خواہ اونکی صفت معروفہ پر دیکھا یا سوا اسکے اختلاف صفات کا موجب اختلاف ذات کا نہیں ہوتا اور اختلاف و تفاوت

صورتوں کا باعتبار کمال و نقصان ایمان دیکھنے والے کے ہی جسے حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو اچھی صورتیں دیکھا بسبب کمال اپنے دین کے دیکھا اور جسے برخلاف اس کے
 دیکھا بسبب نقصان دین کے دیکھا اور سیطرح ایک نے دیکھا بوڑھا اور ایک نے
 جوان اور ایک نے راضی اور ایک نے خفا اور ایک نے روتے ہوئے اور ایک نے
 خوش اور ایک نے ناخوش یہ تمام مبنی ہیں اور اختلاف حال دیکھنے والے کے
 پس دیکھنا آنحضرتؐ کا گویا کسوٹی ہے معرفت احوال دیکھنے والے کے اور اسمین
 ضابطہ مفید ہے سالکوں کے لیے کہ اوس سے احوال اپنے باطن کا معلوم کر کے
 اوسکا علاج کریں اور اسی قیاس پر بعضے ارباب تکلمین نے کہا ہے کہ جو کلام آنحضرتؐ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں سنے تو اوسکو سنتِ قدیمہ پر عرض کرے اگر
 موافق ہو تو حق ہی اور اگر مخالف ہو تو بسبب خلل اوس کے سامعہ کے ہی پس روایا
 ذاتِ کریمہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اوس چیز کا کہ دیکھی یا سنی جاتی ہے حق ہی
 اور حقیقت میں تفاوت اور اختلاف کہ ہے تجھ سے ہی حضرت شیخ علی متقی نقل
 کرتے تھے کہ ایک فقیر نے فقراے مغرب سے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب
 میں دیکھا کہ اوسکو شراب پینے کے لیے فرماتے ہیں اوسنے واسطے رفع اس
 اشکال کے علماء سے استفعا کیا کہ حقیقت حال کی کیا ہے ہر ایک عالم نے محل اور
 تاویل اوسکی بیان کی ایک عالم تھے مدینہ شریف میں نہایت متبع سنت کہ اونکو
 شیخ محمد بن عراء کہتے تھے جب وہ استفعا اونکی نظر سے گذرا تو اودھخنوں نے

فرمایا کہ یوں نہیں ہو جس طرح اوسنے سنا اوس شخص کے سامعہ میں خلل ہی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو فرمایا کہ لا تشرب الخمر اوسنے لا تشرب کو اشرب سنا انتہی روایت
 ہی مولوی عزیز احمد صاحب دہلوی سے وہ روایت کرتے ہیں محمد حفیظ دہلوی سے یہ بزرگ
 حضرت کے صحبت یافتہ ہیں کہا اوحفون کہ میری والدہ بیمار تھیں جب اونکا اخیر وقت آیا تو حضرت
 تشریف فرما کی کاشتیاق ہوا مجھ سے استہدعالی جب اصرار بہت ہوا تو بعد نماز عصر میں حضرت کو
 ہمراہ لیکر مکانکو آ رہا تھا اشارہ میں ارشاد ہوا کہ میان محمد حفیظ تم مکان کو جلد جاؤ اور
 اپنی والدہ کی تجیز و تکفین کی تیاری کرو ابھی اونکا انتقال ہوا یہ فرما کر وہیں سے آپ
 اپنے دولت خانہ کو واپس ہوئے جب میں مکان کے نزدیک آیا تو رونے کی آواز آئی
 اندر جاتے ہی معلوم ہوا کہ انتقال ہو گیا سنو اتوں سے پوچھا تو کہا کہ ابھی حضور اعظم
 ہوا کہ روح پرواز ہوئی وہی وقت تھا جو حضرت نے فرمایا تھا روایت ہی مرزا قزاق علی
 بیگ صاحب کاکے سے وہ روایت کرتے ہیں حکیم محمد حسن خان کے کہا اوحفون نے کہ آخون صا
 نامی ایک بڑے فاضل دہلی میں تھے اونکو ایسا خیال آیا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
 کو تفسیر حدیث میں بڑا ملکہ ہو مگر معقول میں کچھ کشتگانہیں اسطرح اپنے شاگردوں
 اور معتقدوں سے بھی کہا کرتے ایک دن حضرت کے وعظ میں حاضر ہوئے حسب
 عادت ہزار ہا شخص جمع تھے اور بہت لوگ تفسیر میں کھولے ہوئے سنا کرتے تھے
 اوس روز حضرت نے الزائیۃ والزائین کا بیان کیا مگر ب بیان بطور معقول اس
 دھوم دھام سے کہ سامعین کی عقل از گئی آخر کو حشر سے فرمایا کہ خدا یتعالیٰ کے

کتاب فی خبر

حکمت آیات
شرائی

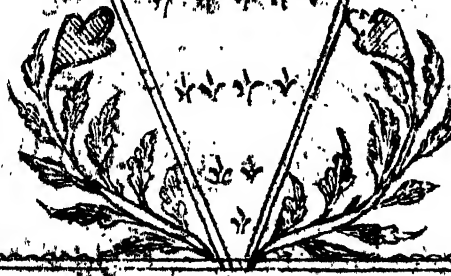
کلام کا کوئی حرف حکمت اور فایدے سے خالی نہیں لاکن اس فقیر کے دل میں اہمیت
 ایک بات آئی ہو اگر کسی تفسیر میں مذکور یا کسی صاحب کو معلوم ہو تو بیان کریں یعنی
 الزانیۃ والرائی بین تانیث مقدم اور السارد والسارقہ میں مؤخر
 آنے کا کیا سبب ہو گا جن جن صاحبوں کے پاس تفسیریں تھیں انہوں نے کہا کہ کوئی
 وجہ معلوم نہیں تب حضرت نے اخوان صاحب کے کہا کہ آپ کچھ بیان کیجیے اور انکو اس وقت
 اپنے خیال سے نہایت مذمت ہوئی اور کہا کہ میں تو یہ عرض کرتا ہوں کہ اس طرح کا
 محکو خیال آیا تھا آپ قصور معاف فرمانا حضرت نے فرمایا یہ کچھ قصور نہیں ہی ایسا
 ہو کرتا ہی حاصل کلام اخوان صاحب باعث ہوئے کہ حضرت ہی کچھ فرمائیں جب
 آپ نے فرمایا کہ زنا کا استعداد اور خواہش نسبت مرد کے عورت کو زیادہ ہوتا

ہی اور چوری کی جرات و قوت باعتبار عورت کے

مرد کو بہت ہی اس لیے وہاں تانیث

کے تقدیم ہی اور بیان تذکیر کی

واللہ اعلم



مقالہ سوم در تعبیر رؤیا

رؤیا کہتے ہیں خواب اور حقیقت خواب کی اہل سنت و جماعت کے نزدیک پیدا کرنا حق تعالیٰ کا ہی دل میں سونے والا ایک علوم اور ادراکات کو فرشتے یا شیطان کے ہاتھ پر حق تعالیٰ اور اللہ سبحانہ قادر ہی اور سپر نہ بیداری اور اسکی باعث اور نہ نیت اور نہ سے مانع ہی اور پیدا کرنا اور ادراکات کا سونے والے کے دل میں علامت ہی دوسرے امور پر جو پیش آتے ہیں بعد اوسکے کہ تعبیر اوسکی ہی جیسا کہ اہر دلیل ہی وجود باران اور محققین اہل سنت کے پاس ہی کہ شرف انسان کے دل کا دو وجہ سے ہی ایک از روئے علم کے دوسرا از روئے قدرت کے شرح قدر کی اس موقع سے اجنبی اور دور مگر علم کی وجہ کا بیان ضرور ہی معلوم کرنا چاہیے کہ شرف از روئے علم کے دو طریق پر ہی ایک علم ظاہری کہ بواسطہ حواس خمسہ اور تعلم کے حاصل ہوتا ہے یعنی دل کو قوت معرفت تمام علوم اور صناعت کی میسر ہو یا وجود اس بات کے کہ دل ایک جزو ہی اور قسمت نہیں قبول کرتا ہی مگر علوم اور مہینہ ہاتھ ہیں اور اوسکی شرف سے علوم شرعیہ اور غیر شرعیہ مانند ہندسہ و ہیئت و حساب و طبابت و غیرہ کے جانتا ہی بلکہ تمام عالم اسمین ہی جیسا کہ نورہ صحرا میں اور قطرہ دریا میں کیونکہ زمین پر ہو کر آسمانوں کی مساحت کرتا ہی اور مقدار ہر ستار کی پہچانتا ہی اور مچھلی کو قعر دریا اور مرغ کو ہول سے زمین پر لاتا ہی اور حیوانات زبردست مانند شیر و فیل و شیر و فیل

بیاختصاف
مقالہ سوم

الاجتماع
محققین

اپنا استخراج تاہی یہ تمام علوم اور سکھ ظاہر کی راہ سے حاصل ہوتے ہیں یعنی
 بذریعہ حواس اور تعلیم اور مراد علم یا القلم سے ہی علم ہی دوسرا علم باطن
 کہ روزن درونی کی راہ سے حاصل ہوتا ہے یعنی دل کو روزن درونی ملکوت
 آسمان کی طرف مفتوح ہوتا ہے کہ اسکو عالم روحانی کہتے ہیں جیسا کہ پانچ دروازے
 حواس کے بیرون ال عالم محسوسات کی طرف مفتوح ہیں جسکو عالم جسمانی کہتے ہیں اور
 علم ظاہر نسبت علم باطن کے بہت کم ہے علم باطن اسی روزن درونی سے بیواسطہ
 تعلیم آدمیوں کے خدا تعالیٰ کی طرف سے سرفراز ہوتا ہے علم انبیاء اور صوفیہ کا
 اسی طریق سے ہے اور مراد علم الانسان ماکمل یعنی حکم سے ہی علم باطن ہے
 اور دلیل روزن درونی پر ایک نوموت اصغر ہے جسکو خواب کہتے ہیں بس مثل
 ولکی مانند آئینے کے ہے اور مثل لوح محفوظ کی مانند دوسرے آئینے کے کہ صورتیں
 تمام موجودات کی اوہیں جلوہ گر ہیں جس طرح کہ صورتیں ایک آئینے سے دوسرے
 مقابل کے آئینے میں گرتی ہیں اسی طرح صورتیں لوح محفوظ سے اوس دل میں
 جو محسوسات فارغ اور صاف ہووے اور لوح محفوظ سے مناسبت پیدا کرے
 ظاہر ہونی میں مگر جب تک کہ محسوسات میں مشغول رہتا ہے تو عالم ملکوت سے محجوب ہے
 اور جب خواب میں راستہ حواس کا بند ہوتا ہے تو روزن درونی کھلتا ہے اور معانی
 متمثل ہوتے ہیں اور بھی خواب میں لوح محفوظ و عالم ملکوت نظر آتا ہے تا جہ کہ آئندہ
 ہوگی اسکو جانتا ہے جس طرح کہ ہونی ہے ظاہر دیکھتا ہے یا لباس میں مثال کے کہ تعبیر کی

ضرورت ہوتی ہے خواب میں اگرچہ حواس نہ ہوتے ہیں مگر خیال بجائے خود قائم رہتا ہے اس واسطے اکثر لباس مثال خیالی میں دیکھتا ہے اور پوشش سے خالی نظر نہیں آتا اور خواب کبھی صادق ہوتا ہے کبھی کاذب حقیقت اسکی یوں ہے کہ جب آدمی سوتا ہے تو مملو ہوتا ہے نیند سے مگر روح اسکی جاتی ہے طرف عرش کے پس جبکہ بیدار نہیں ہوتا ہے تخت عرش کے تو خواب اسکا صادق ہوتا ہے اور جو بیدار ہوتا ہے تو کاذب جاننا چاہیے کہ خواب تین قسم پر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے **أَلْأَوَّلُ بَالِغٌ حَدِيثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرَى مِنَ اللَّهِ** ایک خیال نفس جیسا کہ ایک شخص کو فی کام یا حرفہ کرتا ہے اور وہ از بس اس کے خیال میں جم رہا ہے تو وہی خواب میں دیکھتا ہے یا عاشق معشوق کے خیال میں رہتا ہے تو اسکو خواب میں دیکھتا ہے مثل مشہور ہے جو دل میں ہے وہ سنے میں دے اور دوسرا ڈرانا شیطان کا تا غلگین اور مکر کر کے اسکو بسبب دشمنی کے جو بنی آدم سے رکھتا ہے تا وہ بدگمان اور گستاخ ہو سلوک طریق حق میں اور وہ ڈرانا شیطان کا فعل ہے کہ ساتھ اس کے آدمی سے کھینٹا ہے جیسا کہ کسی نے دیکھا کہ اپنا سرٹ گیا ہے اور اسی قبل سے ہی احلام ہونا کہ موجب غسل کا ہوتا ہے اور کبھی سبب فوت نماز اور تاخیر اسکا وغیرہ فلک اسطرح کے خوابوں کو اضغاث احلام کہتے ہیں یہ دونوں قسمیں لایق اعتبار تبصیر نہیں اور تیسری قسم بشارت دینی اور اعلام

اور اسکی روح اسکی جاتی ہے طرف عرش کے پس جبکہ بیدار نہیں ہوتا ہے تخت عرش کے تو خواب اسکا صادق ہوتا ہے اور جو بیدار ہوتا ہے تو کاذب جاننا چاہیے کہ خواب تین قسم پر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے **أَلْأَوَّلُ بَالِغٌ حَدِيثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرَى مِنَ اللَّهِ** ایک خیال نفس جیسا کہ ایک شخص کو فی کام یا حرفہ کرتا ہے اور وہ از بس اس کے خیال میں جم رہا ہے تو وہی خواب میں دیکھتا ہے یا عاشق معشوق کے خیال میں رہتا ہے تو اسکو خواب میں دیکھتا ہے مثل مشہور ہے جو دل میں ہے وہ سنے میں دے اور دوسرا ڈرانا شیطان کا تا غلگین اور مکر کر کے اسکو بسبب دشمنی کے جو بنی آدم سے رکھتا ہے تا وہ بدگمان اور گستاخ ہو سلوک طریق حق میں اور وہ ڈرانا شیطان کا فعل ہے کہ ساتھ اس کے آدمی سے کھینٹا ہے جیسا کہ کسی نے دیکھا کہ اپنا سرٹ گیا ہے اور اسی قبل سے ہی احلام ہونا کہ موجب غسل کا ہوتا ہے اور کبھی سبب فوت نماز اور تاخیر اسکا وغیرہ فلک اسطرح کے خوابوں کو اضغاث احلام کہتے ہیں یہ دونوں قسمیں لایق اعتبار تبصیر نہیں اور تیسری قسم بشارت دینی اور اعلام

اور اسکی روح اسکی جاتی ہے طرف عرش کے پس جبکہ بیدار نہیں ہوتا ہے تخت عرش کے تو خواب اسکا صادق ہوتا ہے اور جو بیدار ہوتا ہے تو کاذب جاننا چاہیے کہ خواب تین قسم پر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے **أَلْأَوَّلُ بَالِغٌ حَدِيثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرَى مِنَ اللَّهِ** ایک خیال نفس جیسا کہ ایک شخص کو فی کام یا حرفہ کرتا ہے اور وہ از بس اس کے خیال میں جم رہا ہے تو وہی خواب میں دیکھتا ہے یا عاشق معشوق کے خیال میں رہتا ہے تو اسکو خواب میں دیکھتا ہے مثل مشہور ہے جو دل میں ہے وہ سنے میں دے اور دوسرا ڈرانا شیطان کا تا غلگین اور مکر کر کے اسکو بسبب دشمنی کے جو بنی آدم سے رکھتا ہے تا وہ بدگمان اور گستاخ ہو سلوک طریق حق میں اور وہ ڈرانا شیطان کا فعل ہے کہ ساتھ اس کے آدمی سے کھینٹا ہے جیسا کہ کسی نے دیکھا کہ اپنا سرٹ گیا ہے اور اسی قبل سے ہی احلام ہونا کہ موجب غسل کا ہوتا ہے اور کبھی سبب فوت نماز اور تاخیر اسکا وغیرہ فلک اسطرح کے خوابوں کو اضغاث احلام کہتے ہیں یہ دونوں قسمیں لایق اعتبار تبصیر نہیں اور تیسری قسم بشارت دینی اور اعلام

کرنا ہر حق کی جانب سے بندے کو کہ بسبب اس کے خوش اور طلب حق میں چست ہو
 اور جس ظن اور امید واری میں ہے ایسا خواب قابل تعبیر ہی اور ایسے ہی خوابوں کو بمشرا
 کہتے ہیں اور یہی خواب جزو ہی اجزائے نبوت سے اور یہ بھی ہے کہ بُرا خواب
 کسی سے بیان نہ کرے کیونکہ جب وہ قابل اعتبار اور تعبیر کے نہیں تو اس کا
 کہنا عبث اور بلا یعنی ہر الگ کلمے کا اور سننے والا تعبیر دیگا تو سو اس اور
 تو ہم میں پڑیگا اور تعبیر کو بتقدیر الہی وقوع میں خاصیت ہی اگر کسی نے بحسب صورت
 ظاہر بری تعبیر دی تو ویسی ہی واقع ہوتی ہے بُرا خواب دیکھے تو پناہ چاہے ساتھ اللہ
 کے بُرائی سے اس کے اور بُرائی سے شیطان کے اور تین بار بقصد دفع شیطان
 بائیں طرف ٹھٹھکارے اور جس کروٹ پر خواب دیکھا تھا وہ کروٹ بدلے کہ اس کو
 تعبیر حال میں بہت تاثیر ہی اور اچھا خواب دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور جس کو
 دوست رکھتا ہو علما و صلحا اور اقربا سے اُن کے روبرو و تخلیہ میں بیان کرے
 اور تعبیر کہنے والا پہلے خیر کُنَّا و شَرَّ کُنَّا اِنَّا لَمُکْرَا چھی تعبیر دیوے اگر تعبیر
 دینے والا اوس فن کا علم نہیں جانتا اور اچھی تعبیر نہیں دی تو دوسرے
 سے بھی پوچھنا درست ہی اور یہ بھی معلوم رہے کہ تعبیر خواب کی مختلف
 ہوتی ہے ساتھ اختلاف دیکھنے والے کے مثلاً اگر تاجر دیکھے خواب میں کہ
 اس بابکشی پر رکھ کر بیٹھا ہے اور ہوا موافق چلتی ہے تو علامت سلامتی کی ہی
 اور نفع تجارت کا ہی اور اگر یہی خواب کوئی سالک سالکانِ طریقت سے دیکھے

بُرا خواب بیان
 کنند

اچھا خواب
 بیان کرنا

مختلف خوابوں کی
 با اختلاف خوابوں کی
 تفسیر

تو علامت اتباع شریع شریف کی اور ہونے کی مقام حقیقت میں ہی اور اس طرح
تعبیر دینے والے کے اختلاف سے بھی مختلف ہوتی ہے چنانچہ حضرت عایشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
شریف میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میرا شوہر غائب ہو گیا ہے اور مجھ کو حاملہ چھوڑا ہے خواہ
میں دیکھتی ہوں کہ سنوں مکان کا ٹوٹا ہے اور میں لڑکا احوال چشم جنی ہوں حضرت نے
فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تیرا شوہر صحیح و تندرست پلٹ کر آئیگا اور تو لڑکا نیک
جنے گی دوبارہ وہ عورت پھر آئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکان میں نہ پائی
اور میں نے اوس سے اس کے خواب کا قصہ پوچھا اوس نے بیان کیا میں نے
تعبیر کہ اگر تیرا یہ خواب راست ہے تو تیرا شوہر مرجائے گا اور تو لڑکا بدکار بنے گی
پس غور تبھی اور رونے لگے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو کر
فرمایا کہ اسی عایشہ چپ رہ اور ایسا نہ کہ جب تعبیر کرے مسلمان کے خواب کی تو اچھی
تعبیر کرے کیونکہ خواب تعبیر کے موافق واقع ہوتا ہے یہ خلاصہ ہی بعض مقامات
مظاہر حق اور جواہر الحقائق اور مدارج النبوة کا یہ بھی معلوم
رہے کہ کبھی تعبیر میں توارو بھی ہوتا ہے بعض اپنے بزرگوں سے معلوم ہوا
کہ خواب چار طور پر ہوتا ہے کبھی بارادہ رائی اور کبھی بارادہ مرئی اور گاہے بارادہ
ہردو اور گاہے بغیر ارادے اون دونوں کے ہوتا ہے اور خدا سبحانی ہر صورت پر
قادر مطلق ہے جیسا چاہتا ہے ویسا دکھلاتا ہے شرح خواب کی اگرچہ بہت بسیط

مختلف ہونا
تعبیر کا اختلاف
مقبول ہے

یعنی وہ حالت
بارگاہ حضرت علی
دست سرائے معلوم
کر کے اس کے واسطے
آئی تھی

عایشہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا نے اوس سے پہلے ہی
خواب کا قصہ پوچھا
تو اوس نے فقط خواب

سوا تعبیر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم
بیان کیا تو حضرت
علی رضی اللہ عنہ
والہ اعلم

وطویل ہر مگر یہ مختصر بھی کچھ لطف سے خالی نہیں اس فصل کی تعبیرات کی وجہ سے
 حسب ایماے نواب معلی القاب فضایل نپاہ دریاے صدق و صفا کے بے بہا
 نواب میر محبوب علی خان بہادر المعروف بہ دولہ پادشاہ افریبا والی
 دکن سلمہ اللہ ذوالمنن کے جو فن تعبیر میں فرید الدہر اور وحید العصر ہیں درج کی گئی
 سنانا ظہرین کو اس فن میں خدا جاسے تو کچھ مناسبت پیدا ہوا اور حضرت پیر و شہر قدس سرہ
 کا پایگاہ رفیع اور صفا باطن اور وہب الہی ہو یہاں اور مناسبت متعجب خوب بیان
 کرتا ہی کیونکہ وہ رائی کے حال سے خوب واقف ہو سکتا ہی بخلاف دوسرے شخص کے
 اور بعد زمانہ دراز کے برین ہم یہ بیان بیگانہ نہیں روایت ہی مولوی حایت اللہ
 دہلوی سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے استاد مولانا یعقوب علیہ الرحمہ سے کہا
 اُونھوں نے کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ قرآن اُسکا مٹی ہو گیا ہی حضرت سے
 تعبیر پوچھی تو فرمایا افسوس ہی کہ چراغ ہند گل ہونے والا ہی اُسکے تین روز کے
 بعد حضرت کی وفات ہوئی وجہ مناسبت قرآن شریف کو چراغ سے نہایت
 مناسبت ہی کیونکہ قرآن شریف اپنے انوار ہدایت کے سبب ظلماتِ ضلالت سے
 بچاتا ہی اور چراغ تاریکی میں راستہ دکھلاتا ہی چراغ سراپا نور ہی اور قرآن مجید ہی
 نور نام بھی اسکا نور ہی اور عالم کی مناسبت تو چراغ سے روشن ہی اور جناب
 مولانا صاحب قدس سرہ کی ذات کرم چراغ ہند تو کیا بلکہ چراغ عالم تھی اور مٹی
 ہونا دلالت کرتا ہی فنا ہونے پر روایت ہی حافظ حاجی قاری محمد کریم نجش

قرآن شریف کا
 مٹی ہونا

چراغ کا
 ہونا

دہلوی سے وہ روایت کرتے ہیں مولوی عبد اللہ رام لوہری سے کہا اودھنوں نے
 کہ ایک شخص نے خواب دیکھا کہ اوسکی عورت کی شرنگاہ پر ہاتی لڑ ہے ہیں حضرت سے
 تعبیر پوچھی تو فرمایا کہ وہ عورت فیمنی سے پاکی لیتی ہے بعد دریافت کے ویسا ہی ظاہر ہوا
 مناسبت فن تعبیر میں ہر علم کی معلومات اور انتہائی ذہن کو بہت دخل ہی
 جانتا چاہیے کہ ہاتی اور لوہے کو اہل تجہیم کے پاس مناسبت اور دونوں کا علاوہ
 زحل سے ہی اور ہاتھوں کی ٹکریں جو چیز آتی ہے وہ فنا ہو جاتی ہے ہاتھوں کا لڑنا محل
 شرنگاہ پر مقتضی ہے کوئی چیز کے فنا کرنے کا اوس محل سے ایسی شے سے جو ہاتھوں
 سے مناسبت رکھتی ہو وہ وجہ فیمنی میں ظاہر ہی ایضا ایک شخص نے خواب
 دیکھا کہ تلون میں سے نیل ٹپکنا ہی پھر وہی تل تل پی جاتے ہیں حضرت سے
 تعبیر چاہی آپ نے فرمایا کہ تیرے نکاح میں تیری ماں ہی بعد تفحص حقیقت کے
 ظاہر ہوا کہ وہ اوسکی حقیقی ماں تھی اس تعبیر میں تو اوردہ ہوا ہے کیونکہ ایسی ہی تعبیر
 اس طرح کے خواب کی حضرت خیر النابین امام المعجزین ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے منقول ہے خیالچہ فوائد القواعد میں لکھا ہے مناسبت نیل جیسا نیل کا نتیجہ
 ہے ویسا ہی بیٹا بھی نتیجہ ہی ماں کا اور سنی خلاصہ ہے تمام جسم کا تلون کے نیل پر جانے
 پر لڑکے کی تہی کا رجوع کرنا شکم مادر میں دلالت کرتا ہے روایت ہے
 قادر محی الدین صاحب مدرسی سے وہ روایت کرتے ہیں مولوی محمد عثمان سے
 کہا اودھنوں نے کہ ایک شخص خواب دیکھ کر روتا روتا تھا کسی سے بیان نہیں کرتا کوئی جواب

تلون تلون
 جو تہی چاہی

تلون تلون
 چاہی

تو کہتا کہ اگر تم سنو گے تو مجھے مار ڈالو گے حاصل کلام حضرت نے اوس سے بہ تسلی
 تمام پوچھا اوس نے کہا کہ میں خواب میں قرآن شریف پر پیشاب کرتا ہوں آپ نے فرمایا
 یہ تو بہت اچھا خواب ہے تمہیں لڑکا پیدا ہو گا اور وہ حافظ کلام اللہ ہو گا خدا تعالیٰ
 کے فضل سے ویسا ہی ہوا مناسبت بیاباب کا پیشاب ہی کیونکہ نسل کی
 اصل قہی ہے اور پیشاب میں پانی کے اوصاف ہیں جب پانی حرقون ہو کر تر ہو تو حرقون
 اپنے میں لے لینا ہی ہے بطرح اصل نسل کا حرقون کو اپنے میں لے لینا گویا قرآن کو
 لینا ہی روایت ہے مولوی موبد الدین خان صاحب مرحوم ابن مولو رشید الدین خان
 علیہ الرحمہ سے کہنا اوںھوں نے کہ ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں اگر عرض کیا کہ حضرت
 بیٹے خواب دیکھا ہے ارشاد ہوا کہ کہو کیا ہے اوس نے بیان کیا کہ میں جنت میں گیا ہوں
 وہاں ایک چاک خاص میرے لیے ہے دوسرے کا اوسین داخل نہیں اوس چاک میں
 آنیہ کے پانچ درخت ہیں اوسے آنیہ کہتے ہیں میں کھاتا ہوں ارشاد ہوا کہ یہ خواب
 تمہارا دیکھا ہوا نہیں ہے کسی شیعو کا ہے اور شیعہ بھی اس شہر میں ایسا کوئی نہیں
 ظان شخص اور اسکے نام فرمایا اور کہا کہ شیعوں کے مذہب کی ایک کتاب ہے
 درود و طیف کی اوس میں ایسا لکھا ہے کہ جو شخص بعد فرض و سنت مغرب کے پانچ دو گانے
 ہمیشہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اوس سے بدلے میں جنت میں ایک خاص عطا کرے گا
 وہاں پانچ درخت ہونگے اوس کا میوہ اوس کو ملیگا وہ شخص اوس کا عامل ہو گا یعنی ان کے
 یہی بات تھی جس نے خواب دیکھا تھا اور وہ شیعوں کا مذہب ہے ہمیشہ بعد مغرب

کچھ

پڑھا کرتا تھا حجاب سے حاضر ہو کر حضرت کے کسی خادم کی زبانانی تعبیر ہو چھوٹی تھی
 مناسبت یہ نقطہ جناب مولانا صاحب قدس سرہ کی معلومات ہو ایضاً
 کہا تو بخون نے کہ ایک بڑے فاضل نے خواب دیکھا اوسکا نام بھی کہا تھا مگر
 کو یاد نہ آیا کہ کالا ناگ اوسکے دونوں شانوں میں منس باہر صبح کو حضرت سے
 تعبیر ہو چھوٹی فرمایا تھا اسے پر اہن پر اوسی مقام میں شراب کی بو بگڑی ہو چکے وہو
 اوسے سننے ہی نہ تھی مست ہو کر حسب ارشاد پر اہن دھو ڈالا اوسکو
 یہی کہ الہی شراب کیسے گری ہوگی بعد غور بسیار اور تفکر بیشمار معلوم ہوا کہ شکی
 فلاں انگریزی منشی کے ملاقات کا اتفاق ہوا تھا اور تو کمین گیا نہ آیا یہ نہیں معلوم
 کہ زبان شراب کدھر سے آئی اور کیسے گری ہوگی منشی کے خدمتگار سے ایک طبقہ
 کے دریافت کرنے میں کہا کہ ہاں شکیو فلاں نے وقت منشی صاحب کے ملاقات کو فلاں
 فاضل آیا تھا چونکہ وہ فاضل مشہور اور جلیل القدر تھا اس لیے منشی جی نے بر ملا
 شراب پی ویر تک اوسکے جانے کا انتظار کر کے مجھ سے اشارہ کیا تو میں
 باقی کے گلاس میں اوس فاضل کی پشت پر سے اوسکو شراب دی تھی اوسوقت
 البتہ کوئی بو بگڑی ہوگی مناسبت اکثر تعبیروں نے کالا بپ شراب کو
 قرار دیا ہے کیونکہ شراب اور بپ کا زہر دونوں تشہ ہوتا ہے جیسے بپ کے
 زہر سے خوف جانکا ہو بپ ہی شراب سے ضرر ایمان کا روایت ہے
 شاہ میر علی شاہ صوفی سے وہ روایت کوئی نہیں حکیم ملا علی خان دہلوی سے

کالا ناگ
 شراب

شراب
 بپ

کہا اوتھون نے کہ جب میرا قصدا اپنے داماد کو ہمراہ لیکر حیدر آباد انیکا ہوا تو میرے
 سدھی نے داماد کو اجازت ندی اور کہا کہ خواب میں ایک باغ دیکھا ہے اوس باغ میں
 بٹھر کی ٹانگی ہے میں اوس میں تین زریے کھود کر اوترا ہوں اور میں ہی چلو اوس میں
 سے پانی پیا ہوں میں نے اوس کے خواب کی حضرت سے تعبیر پوچھی تو فرمایا تیرا ارادہ
 حیدر آباد کو جانا ہے اس لئے داماد کو ساتھ لیکر جاؤں میں نے کہے بعد تیرا سدھی
 مر جائیگا ویسا ہی ہوا میں داماد کو لیکر خدیو محل کے وقت میں یہاں آیا مناسبت
 پانی اکثر زندگی کا سبب ہوتا ہے اس واسطے پانی سے حیات مراد لیے ہیں اور زریے
 کھود کر اوترنا زوال عصر پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ چڑھنا ترقی پر اور میں چلو تین
 مقدار حیات باقیہ سے اشارہ ہے اس طرح تین زریے بھی اور تقریباً تین ماہ کا حال
 رائی اور علم معتبر سے متعلق ہے کمالات عزیز می لکھا ہے کہ ایک شخص
 نہایت پڑھ لکھ آوار غم کے اوس کے بشرہ سے ظاہر تھے حاضر ہو کر عرض کرنے لگا
 کہ یا حضرت آج کل شب میں نے اپنے کو اپنی والدہ سے ہم بستر ہوتے دیکھا۔
 پس اوس وقت سے گویا زندہ درگور ہوں غور کرتا ہوں مگر خیال میں نہیں آتا
 کہ آیا مجھے ایسا کوئی گناہ عظیم واقع ہوا جو ایسا واقعہ کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھلائے
 مجھے نظر آیا جیسا کہ لانا نے فرمایا کہ دریافت کرو شاید بھاری بی بی نے کلام اللہ گرو
 کر کے مہاجن کو سود دیا ہے بعد دریافت ان کا کلام اللہ کر کے آئندہ ایسے امور
 سے احتراز کرنا آخر الامر دریافت کیا تو ویسا ہی واقع ہوا تھا مناسبت

والدہ کا ہم بستر
 ہونا خواب میں

قرآن شریف کو مان کے ساتھ بہت مناسبت ہی کیونکہ مان اپنے بیٹے کے نفع و ضرر کی بہت خبر رکھتی ہے اس طرح قرآن مجید بھی نفع و ضرر سے خبر دیتا ہے اور نام بھی اوسکا اتم الکتاب ہے اور ایسی حرکت کا محل جو جو رو تھی اوس سے یہ حرکت واقع ہوئی تھی اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ سُود لینا اور دینا گویا مان سے جماع کرنا ہے **الِیضاً** ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا حضرت مجھے خواب میں نظر آتا ہے کہ مشرق سے ماہتاب مثال ہلال نمودار ہو کر وسط آسمان کی طرف آتا ہے اور جیسا جیسا بلند ہوتا ہے کمال پاتا ہے اور وسط آسمان پر پہنچ کر بدر کمال ہو جاتا ہے اور چہرہ و زبان سے ٹوٹ کر دو ہلال ہو کر اسی اپنی اول مشرقی طرف یسعت تمام جا کر غروب ہو جاتا ہے آپ اس راز کو مجھ پر ظاہر فرمائیں کہ میں تو تہمت باطلہ سے رہائی پاؤں یا کسی لطیفہ غیبی کا اسیدوار ہو جاؤں آپ نے فرمایا کہ تیری وابستہ کو حمل سہ ماہہ تھا آج آخر شب کو وہ ساوٹ ہو گیا اوس شخص کو نہایت تامل ہوا کہ میری زوجہ کو ہرگز حمل نہ تھا بلکہ تو گون کو تو اس کے عقربہ اتفاق ہی یہ جناب مولانا صاحب فرماتا ہے اور حکماء وقت کا قول کیونکر لغو جانوں کہ ہر ایک زمین افلاطون آفاق ہی جنکا میری زوجہ کے عقربہ اتفاق ہی اور حضرت کے ارشاد کو کس طرح جھوٹ کہوں کہ خوف سُوء عقیدت اور باعث خلیج بیت کا ہو گا لاچار متفکر ہو کر اُٹھا اور مکان کو جا کر دریافت کیا تو حضرت ہی کا ارشاد سچا تھا مناسبت ہلال کا بدر نہونا مناسبت ہی اولاد سے اور بدر کمال جسکو قمر کہتے ہیں مراد ہی مان سے جیسا کہ سورہ یوسف میں فرمایا ہے

ہلال کا بدر کمال سے
جبر ہلال ہو جاتا

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ رَايَتْهُمَا لِي سَيِّدِيْنَ هَلَالِ كَا بَدْرٍ هُوَ كَرِيْمٌ لَوْ سَا
 اَوْسَكُ نَفْسَانِ اَوْ رَاسْقَا طِ كِي دِلِيلِ هِي اَوْ رَتَبِنِ مَاهِ نَظْفِ مَمْنُونِ هُوَ تَا هِي بِحَيْثِ ذِكْرُ
 وَ اَنْوَشْتِ يَ اِشَارَهْ هِي دِرْ كَامِلِ سَيِّدِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ رَوَايَتِ هِي مَوْلٰوِي مُحَمَّدِ غَنَائِي عَلِي
 سَيِّدِ وَ رَوَايَتِ كَرْتِي هِي اِسْپَنِي وَالِدِ مَوْلٰوِي مُحَمَّدِ كَرَامَتِ عَلِي مَرْحُومِ دِهْلَوِي مَوْسُو حِي سَيِّدِ
 كَمَا اَوْخُونِ نِي كِي اِيكِ شَخْصِ فِي حَاضِرِ هُوَ كَرِ كَمَا كِي حَضْرَتِ مِيْنِ خَوَابِ مِيْنِ اِيكِ بُرَا دَرِخْتِ
 زَمِيْنِ سَيِّدِ مَعِ بِيْجِ اَوْ كَهْرُ نِي دِيكْهَا هِي اِيْنِي فَرْمَا يَا كِي كُوْنِي بُرَا عَالَمِ يَا مَشَايِخِ اِسْ جَبَانِ
 سَيِّدِ نَقْلِ كَرِيْكَ اَوْسَكِ اِيكِ مَاهِ كِي بَعْدِ مَوْلَانَا رَفِيعِ الدِّيْنِ صَا حِبِ قُدْسِ سِرِّهِ حَضْرَتِ
 كِي بُرَا دَرِخْتِ تَحِي اَوْسَكِ اَنْتِقَالِ هُوَا مَنَاسِبِتِ دَرِخْتِ كُوْنِ عَالَمِ كِي سَا تَحِي هَبِتِ
 مَشَايِ هَبِتِ هِي كِي اَوْسَكِ سَا يِي اَوْ رِثْمِ اَوْ رِجُوبِ دَغِيْرَهْ سَيِّدِ هَبِتِ نَفْعِ هُوَا هِي اِيْطِرِ
 عَالَمِ كِي زَاتِ بِيْجِي سَرَا بِاِ مَنَفْعَتِ هِي اَوْ رِ بِيْجِ سَيِّدِ اَوْ كَهْرُ نَا صَرِيْحِ اَوْسَكِ فَنَا هُوَنِي بُر
 وَ سَلِ هِي اَوْ رِ اَوَّلِ كِي مُعْتَبِرِ دَرِخْتِ كُوْنِي سَيِّدِ تَعْبِيْرِ كِي هِي چُوْنِكِي اَبِ زَمَانِ نُبُوْتِ
 كَا نَمِيْنِ رَهَا اَسْوَا سَيِّطِ عَالَمِ عَامِلِ سَيِّدِ كِي وَ هِ نَا يَبِ اَوْ قَا يِمِ مَقَامِ نَبِيْ كَا بَفْوَ اَسِي
 اَعْلَمَا اَوْ رِ رَفِيعِ الدِّيْنِ صَا حِبِ قُدْسِ سِرِّهِ هِي مَرَا وِ لِيْتِي هِي اَوْ رِ مَوْلَانَا رَفِيعِ الدِّيْنِ صَا حِبِ قُدْسِ سِرِّهِ
 بُرِيْ عَالَمِ عَامِلِ اَوْ رِ عَارِفِ كَامِلِ تَحِي رَوَايَتِ هِي خِيَابِ مَوْلٰوِي حُجِي رِضَا حِبِ
 سَلَمِ اللّٰهُ تَعَالٰي سَيِّدِ كَمَا اَوْخُونِ نِي كِي اِيكِ مِيْرِ بَهَائِي تَحِي حَسَنِ عَلِي نَامِيْ جَبِ وَ هِ
 دِهْلَوِي كُوْنِي اَوْ حَضْرَتِ كِي خِدْمَتِ سَيِّدِ مَشْرُفِ هُوَ كَرِ عَرْضِ كِيَا كِي اَبَا حَضْرَتِ خَوَابِ مِيْنِ
 كِي شَخْصِ نِي مَجْهِيْ اِيكِ اَنگُوْ حِي دِيْ هِي اِيْنِي تَعْبِيْرِ فَرْمَا يِي كِي تَبِيْرِيْ جَلْدِيْ شَادِيْ مَوْگِيْ

خدا کا بزرگ
اوست

گنج دہلی

اویسی عرسے مین وہ وطن کو آیا اور اوسکی شادی ہوسی مناسبت انگوٹھی کا
 لینا زوجہ کے ملنے کی تعبیر ہو لطف مناسبت اسکا بے نظیر ہو تصریح کی ضرورت
 نہیں روایت ہو جناب مولوی سید ہاشم صاحب ہلوسی سے وہ روایت کرتے ہین
 حکیم آغا جان سے جو مرید اور شاگرد حضرت کا تھا کما اوسنے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ
 یا حضرت میں نے خواب میں اپنی کمر سے خون بہتے دیکھا ہے تعبیر فرمائیے کہ تو حرام کرتا ہے
 مناسبت خون بناۓ حرام اور اسکا نکلنا تقرب الی اللہ کی چیزوں کو جیسے نماز
 اور سجدہ وغیرہ حرام کرتا ہے اور حرکت فعل حرام کی بھی کمر سے تعلق رکھتی ہے الضیاء
 کما اؤنھوں نے کہ میں نے حضرت کے مدرسے مین کسی شخص سے سنا ہے کہ ایک شخص نے کہا
 یا حضرت مجھ کو خواب میں اپنے دو روپیہ دیے ہین حضرت نے اوس شخص کے دو روپیہ
 جیسے نکال کر عنایت کیے ہی اوسکی تعبیر تھی مناسبت اس تعبیر میں غایت
 رائی کے حال کی اور اتباع سنت حضرت رسول بمثال علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر حدیث
 شریف مین آیا ہے کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت کی پیشانی مبارک پر سجدہ
 کیا ہے تعبیر ہو چھی تو حضرت نے فرمایا کہ راست کر اپنا خواب پس اوس شخص نے
 پیشانی مقدس پر سجدہ کیا روایت ہو مولوی محمد مؤید الدین خان رحمانی
 دہلوی سے کہا اؤنھوں نے کہ ایک شخص نے عرض کی مین نے خواب میں
 دیکھا ہے کہ آفتاب میرے مکان کے روشن دان مین آیا ہے اور اوسکی تمام
 کرن جھڑ گئی ہے حضرت نے تعبیر فرمائی کہ جلد جاؤ دیکھو تمہارے مکان کے

کمر سے خون بہا

حضرت کا دو روپیہ

آفتاب کا روشن دان مین آیا
 اور اوسکی کرن جھڑ گئی

طلبچے میں قرآن شریف رکھا ہے اور دیکھ اوسکا تمام حاشیہ کھا گئی ہے اوسکو
 جھٹکواؤ اس نے مکان میں اگر دیکھا تو ویسا ہی تھا کہ سردی سے دیکھ
 تمام ہزدان کھا کھر حاشیہ کھا گئی ہے مناسبت آفتاب کی قرآن
 شریف سے مشابہ ہونے کی توجہ اظہر من الشمس ہے اور معتبروں نے
 بادشاہ سے بھی مراد لی ہے کرن اور پردوں اوسکا حاشیہ ہین ہا
 روایت ہے حاجی محمد حسین صاحب سہارن پوری سے وہ روایت
 کرتے ہیں کسی مرد ثقہ سے کہا اوس نے کہ سید ابراہیم حسین نامی
 شیعہ مذہب زمیندار قصبہ بڈولی ضلع مظفر نگر نے خواب دیکھا کہ اوسکے
 پاخانے کی جاے سے بچہ پیدا ہوا ہے حضرت سے تعبیر پوچھی تو فرمایا
 کہ نقد بر الہی میں کچھ تدبیر نہیں تم مقید ہو جاؤ گے مناسبت
 اس تعبیر میں متابعت ہے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
 کہ حضرت امام نے اس طرح کے خواب کی ایسی ہی تعبیر فرمادی ہے (اور وہ
 عقلی یہ ہے کہ بچہ غیر محل سے پیدا ہوا غیر محل سے کسی چیز کا ظہور کسی حادثے
 پر دلالت کرتا ہے اور شکم کو عجبس سے مناسبت و مشابہت تام ہے
 مصرع شکم زندان بادست ای خردمند اور بچے کا پیدا ہونا
 توفیق سے رہا ہونا ہے مگر حضرت مولانا صاحب قدس سرہ نے جو قید
 ہو سنے کی تعبیر فرمائی خواہ میں کمال نزاکت ہو کیونکہ جب تک قید نہ ہوگا

بچہ پیدائش کی جاے

تو رہا کیسا ہوگا روایت ہم مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
 سے توفیق روایت کرتے ہیں کسی مرد ثقہ سے کہا اس نے کہ ایک شخص
 نے سہارن پور سے حضرت کو عرض کیا کہ میں خواب دیکھا ہوں میرے
 پاس ابلق ہتھنی ہے اس کا گوشت باز کھا رہا ہے مجھ کو بہت فکر ہے اس کی تعبیر
 آپ فرمائیے اور جو کچھ تدبیر ارشاد ہوگی ویسا عمل کرونگا حضرت نے
 جواب میں لکھا کہ تمہارے مکان میں تمہارا سالابٹ دخیل ہے اور تمہاری
 عورت نے جو بدکاری سے توبہ کی ہے سو وہ توبہ نضوج نہیں ہے اس کو
 توبہ پر قائم کرنا اور سالے کو آمد و رفت سے باز رکھنا مناسب ہے
 اہل تعبیر ہتھنی سے مراد عورت اور باز سے مراد جو رو کے اہل قرابت
 لیتے ہیں اگر کوئی قرابت والا نہ ہو تو جو روستہ راہ دیتے ہیں اور
 ابلق رنگ یعنی سفید و سیاہ دلالت کرتا ہے توبہ اور معصیت کے
 جمع ہونے پر جیسا نر اسفید رنگ صلاح و تقویٰ پر دل ہے
 اور گوشت کھانا مراد ہے اس کی بُرائی سے جیسے غیبت اور ویٹونی
 غیبت کے حق میں حق تعالیٰ جل شانہ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے
 وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ
 لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا اور اس کے ضمنا زنا بھی نکلتا ہے یہ معصیت کی
 نہایت ذکاوت ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے الْغَيْبَةُ

ہتھنی کا گوشت
 باز کھانا

اس کا گوشت
 بعض تعالیٰ الغیبہ
 سے بدعت کھانا ہے
 کوئی نہیں
 کہہ سکتا ہے
 گوشت کھانی
 اس پر

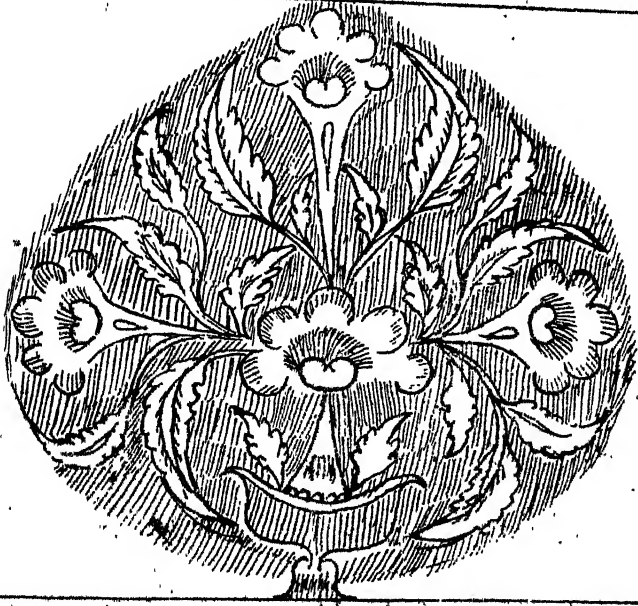
أَشَدُّ مِنَ الزَّيْنَا وَأَوْقَرَاتٍ سَعَى عَوْرَتِ كَسَاكَا

قرار داد یہ حضرت کے علم پر موقوف ہو

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

وَالْبَكَّةُ الْمَرْجِعُ

وَالْمَسَابِ



مقالہ چہارم دراجوبہ اسولہ

کمالات عزیز میمن مرقوم ہے کہ ایک شخص نے ایک تصویر پیش کی اور کہا یہ تصویر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی اسکو کیجیجے آپ نے فرمایا کہ حضرت نے غسل فرمایا ہی اس تصویر کو غشی میں بیچے ایضاً عشرہ محرم کو حضرت مولانا صاحب قدس سرہ درس فرمایا کرتے ہزار ہا آدمی جمع ہوتے اور اہل تشیع کے وہاں بھی اسوقت کتاب اور شہرہ بند ہو جاتا تھا ایک شخص نے سوال کیا کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام اور عزیز پید کا مقابلہ تھا تو حق تبارک و تعالیٰ کسکی طرف تھا حضرت نے جواب دیا کہ میزان عدل میں تول رہا تھا یہاں تک کہ صبر حضرت امام علیہ السلام کا اوس مردود کے ظلم پر غالب آیا بعد درالمجیب روایت ہم حاجی مولوی حمایت اللہ صاحب دہلوی سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے استاد حضرت مولانا یعقوب علیہ الرحمہ سے کہا اوٹھوں نے کہ ایک انگریز واسطے مقابلہ حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ کے دہلی میں آیا اور اوس انگریز کو علوم عربی و فارسی میں نہایت برہ تھا کہ سات سال تک معظمہ میں امامت کی تھی حضرت جامع مسجد مین وعظ فرما رہے تھے اوس نے عرض کی کہ قرآن کو بند کیجیے اور میرے سوال کا جواب دیجیے آپ نے فرمایا کہ کو کیا سوال ہے اوس نے قوت علمی سے ایک بیت بنا کر کہی ہے کہے بگفت کہ عیسیٰ مصطفیٰ اعلیٰ

تصویر کو

بہرہ

بہرہ

کہ این بریز زمین دفن وان با وج سماست ۱۰ اور کہا کہ اس شعر سے تفوق و تعالیٰ
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظاہر ہی کیونکہ وہ با وج افلاک ہیں اور مصطفیٰ تحت خاک
 حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے جواب میں فرمایا ہے بگفتش کہ ناین حجتت قوی
 باشد ۱۱ حباب بر سر آب و گھڑتہ دریاست ۱۲ کہ عیسیٰ علیہ السلام عالم میں نہنہ
 حباب ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جو لب لباب عالم ہیں
 مانند گوہر نایاب ہیں وہ انگریز سننے ہی فوراً مسلمان ہوا ایضاً مولانا یعقوب صاحب
 نے فرمایا کہ ایک طالب علم نے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ سے سوال کیا کہ حضرت
 خواجہ حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جو شعر ہے: ہی سجادہ رنگین گرت پر مغان گوید
 کہ سالک بے خبر بود ز راہ و رسم شہر لہا ۱۳ اسکا مطلب معلوم نہیں ہوتا غرض اسے
 فدوی کو سمجھا ئیے حضرت نے کہا کہ اسوقت اسکا مطلب تمھاری سمجھ میں نہ آئے گا چارہ کن
 بعد کہو نگا بعد از ان ایک بوڈھی بیسوا نے آکر کہی کہ یا حضرت میرے مکان میں
 کوئی بسنے نہیں آتا ہر آپ کچھ دعا کیجیے تاکوئی آوے آپ نے فرمایا اچھا دعا کریں
 شب کو کوئی اس کے گھر نہ آیا فجر کو وہ بیسوا بھڑائی اور عرض کی کہ حضرت آپ تو
 اسوقت کے شیخ المشایخ ہیں کیسی دعا کی کہ کچھ بھی اثر نہوا شاید دل سے دعا
 نہیں کی او سکون فرمایا کہ اچھا جا آج دل سے دعا کریں گے وہ روانہ ہوئی ایک شخص سے
 کہا کہ اسکے محلے میں جا کر دریافت کرو کہ اسکے مکان میں کوئی کیوں نہیں آتا ہر دریا
 سے معلوم ہوا کہ وہ نہایت گران فروش ہیں یعنی اس کے یہاں ایک نوچی تھی

حفظ شیراز علیہ السلام
 شعر کا مطلب

وہ اوسکی خرچی بہت کتنی تھی اوس شخص نے اگر وہ حقیقت عرض کی آپ نے فرمایا
 خیر معلوم ہوا سو روپیہ اس پست نوشکئی نہ سے منگو اگر اوس طالب علم کو جس نے حافظ
 شیراز علیہ الرحمہ کے شعر کا مطلب پوچھا تھا کہا کہ یہ روپیہ آج شب کو اوس بیسوا کے
 بیان لیجانا اور اوسکی نوچی سے ہم بستر ہو کے آنا وہ طالب علم پر ہنر کار نقوشی
 بہت حیران و پریشان ہوا فرمایا کہ ضرور جائیے گا جو کہا ہوں بجالائے گا اوس شخص
 نے مبداء الاثر فوق الادب کے شبکو روپیہ لیا کر اوس بیسوا کو دے دے
 اور کہا کہ میں نماز کا پابند ہوں میرے لیے اول وضو کو پانی رکھنا مصلی بچھنا
 بعد معشوقہ کو بیچ پر لیجانا اوس نے ویسا ہی کی طالب علم کو اپنی نماز و وظیفہ میں
 دل لگی ہوئی معشوقہ سیج پر سو رہی جب ورد و وظیفہ سے فارغ پایا تو معشوقہ
 کو سوتے دیکھا دل میں کہا کہ اتنی رات یوں ہی جلد کٹ جائے تا اس بلا سے
 نجات پاؤں صبح ہوئی بیسوا نے کہا کہ میان آپ نے تمام رات ورد و اوراد
 کا ٹی یا معشوقہ کی مراد بھی بر لائے جواب دیا کہ اسے خواب راحت میں دیکھا
 جگنا مناسب نہ جانا یہ کہہ کے روانہ ہوا پھر اوس بیسوا نے حضرت کی خدمت
 کرامت منزلت میں آئی اور عرض کی کہ شب کو حضرت کی دعا سے روپیہ تو بہت ملے
 مگر مدعا حصول نہوا حضرت نے فرمایا کہ تو جا آج تیرا مدعا حاصل ہوگا پھر اوس طالب علم کو
 سو روپیہ دے فرمایا کہ آج شب کو ضرور جانا اور ہم صحبت ہو آنا اوس نے ویسا ہی
 حیران و سرگردان روئی لیکر اوس کے مکان میں آنا اور اوسکو دے دے موافق شب

گذشتہ کے اوسنے بیچ سنواری اور مصلیٰ اور وضو کا آفتاب رکھ دی طالب علم نماز
فارغ ہو کر اور دین مشغول رہا بعد دوپہر شیکے بیچ پر رونے کی آواز آئی گھبرا یا
کہ الٹی یہ کیا ماجرا ہے معشوقہ سے رونے کا سبب پوچھا اوسنے کہی کہ آج میری
عصمت کا خدایہ نگہبان ہے کیونکہ اس بیسوا نے دوبار تم سے رو پو لی ہے کل تو میں
سو رہی تھی معلوم نہیں کہ تمہیں کیا سبب تھا اور آج مجھ کو عصمت کا خوف ہے اوسنے
کہا بیان تو کر کیا حال ہے تو زندگی کسی تجھ کو عصمت کیا علافہ ہے اوسنے کہی نہیں میری
سرگذشت پوچھو کہ میں ایک اشرف ذی مقدور فلا نے بستی والے کی لڑکی ہوں
میرے باپ نے ایک دلی والے شریف و نجیب سے شادی کر کے برات کو رخصت
کیے راستے میں رہنزنوں نے تمام برات لوٹ لی اور براتیوں کو زخمی کیے سب لوگ
اور ڈولہ فرار ہوئے معلوم نہیں کہ کیا ہوئے کدھر کو گئے اُن رہنزنوں نے
میرا تمام زور زور اُتار لیا اور بیان لا کر اس بیسوا کے ہاتھ بیچ ڈالا طالب علم
نے دولہ کا نام پوچھا اوسنے بتلایا اوسکے باپ کا نام دریافت کیا وہ بھی برابر کہا
جب طالب علم نے اوس سے کہا کہ وہ دولہ میں ہوں یہ واقعہ مجھے ہوا تھا دونوں کو
اس اظہار حال سے نہایت خوشی ہوئی اور اطمینان حاصل ہوا وہ طالب علم خوشی
تمام وہاں رہا اور ہم بستر ہوا صبح کو جب حضرت کی خدمت میں آیا تو حضرت مدرس
میں رونق افزا تھے دور سے دیکھتے ہی مسکرا کر فرمایا کیوں صاحب آپ نے
یہی سجادہ رنگین کن گرت پیر میخان کو دیدہ کہ سالک بے خیر نبود ز راہ و رسم منزلیا

کا مطلب سمجھا حضار کو اس کرامت سے نہایت حیرت ہوئی سبحان اللہ
 اولیاء اللہ کی ایسی ہی شان ہو خدا تعالیٰ جب کبھی چاہتا ہے تو اوتھیں عالم غیب
 دکھلاتا ہے یہ بھی جاننا چاہیے کہ اولیاء کے اختیار میں نہیں کہ جب چاہیں دیکھ لیں جبکہ
 سید الکاملین شیخ الواصلین حضرت مولائی مرشدی سید شاہ محی الدین قادری
 دہلوی مدنی قدس سرہ نے کتاب فضل الخطاب فی الفرق بین الخطاء والصواب
 میں لکھا ہے کہ (ظہور صور مکشوفہ و رقابوی مکاشفہ نیست بلکہ بارادہ الہی است)
 روایت ہے حافظ حاجی قاری محمد کریم بخش دہلوی سے وہ روایت کرتے
 ہیں اپنے اوستاد حضرت مولانا یعقوب علیہ الرحمہ سے کہ کما مولانا نے ایک دن
 ایک شخص پہاڑی مسلمان بارادہ استحسان حضرت شاہ صاحب کی خدمت بابرکت میں
 آیا حضرت اس وقت ٹہل رہے تھے چند لفظ پڑھے اور عرض کی کہ یہ کیا ہے
 آپ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں وہ شخص واپس چلا اوسی وقت حضرت نے اپنے
 خادم خدابخش کو کہا کہ اوس شخص کو بلالو اور سنے بلایا وہ حاضر ہوا فرمایا کہ یہ منتر
 ہے بوا سیر کا پہاڑی زبان میں اوسنے عرض کی کہ یہ تو صرف حضرت کی کرامت ہے
 کیونکہ میں نے بہت ملک چھوئے ایران گیا تو ران گیا بخارا گیا عرب گیا وہاں کے
 تمام لوگوں سے دریافت کیا کسی نے نہ کہا سبحان اللہ کیا معاملہ ہے
 الفاظ کی ارواح حاضر تھی یا الہام الہی تھا مصرع چون از گشتی ہمہ چیز از تو
 گشت یہ روایت ہے ایک شاگرد سے مولوی محمد کرامت علی موسوی دہلوی

سوال کا جواب
 پہاڑی مسلمان

دعا کا جملہ

رحمۃ اللہ علیہ کے مولوی کرامت علی صاحب شاگرد ہیں حضرت شاہ صاحب قس مسمر کے
 بے واسطہ اور با واسطہ کہا انھوں نے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یا حضرت کچھ کسی نے
 ایک عاتلانی تھی وہ میں بالکل بھول گیا ہوں آپ بتلانا فرمایا کہ زبان میں کس کام کی
 تھی اس نے عرض کیا کہ مجھے کچھ یاد نہیں اسکو فرمایا اسوقت تو مزاج حاضر نہیں تھا
 وہ چلا گیا بعد تھوڑے عرصے کے اسکو بلوا کر تمام دعا جو اسکو یاد تھی سنادیا
 وہ شخص فوراً سنتے ہی قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ یہ تو صرف حضرت کی کرامت ہی
 ارشاد ہوا کہ یہ کرامت نہیں فقط میرا کسب رحمت ہی جو میرے والد ماجد نے مجھ سے
 استخیر ازل و احوال الفاطمیہ کروائی تھی اور یہ ماجرا اوس ایام میں تھا کہ جن روزوں حضرت
 بسبب تصور ہضم کے دو یا تین توڑے غذا اور اویس قدر نمک سلیمانی کھا کر چار ہزار قدم
 مشی فرماتے تھے جاننا چاہیے کہ کرامت خرق عادت کو کہتے ہیں اور خرق
 عادت کی چھ قسمیں ہیں آراہض اور معجزہ انبیاء کے لیے جو قبل نبوت کے ہو
 خلیہ شق القمر اسکو آراہض کہتے ہیں اور جو بعد نبوت کے ہو وہ معجزہ ہی
 معنوت اور کرامت عوام مومنین اور اولیاء کے لیے عوام مومنین سے ہو
 تو معنوت ہی اور خواص اولیاء اللہ سے ہو تو کرامت ہی استدرج اور اہانت
 انکار کے واسطے ہی اگر موافق دعوے کے ہو تو اس سے استدرج کہتے ہیں
 جیسا کہ وہ حال کا حال جو بولے گا ویسا ہی ہوگا اور موافق دعوے کے نہو
 تو اسکو اہانت کہتے ہیں جس طرح سید کذاب کا قصہ کہ جسکی روشنی چشم کے

خرق عادت کے آثار

واسطے نہ کرتا تو وہ نابینا ہوتا اگر کسی کی درازی عمر کے لیے دعا کرتا تو وہ فوراً
 مرجاتا کچھ تفصیل ان ابواب کی سہل طور پر مقامات و تفسیری مؤلفہ اس چمپیز
 مین مرقوم ہے جسکو شوق ہو وہ دیکھ لے اور یہ کتاب جواب تو حضرت پیر مرشد کی
 کرامتوں سے مملو ہے ایضاً وہ روایت کرتے ہیں کسی مرد معتبر سے کہا میں
 مرنے کو ایک شخص کو سفر درپیش ہوا تو اسکی جو روئے اپنے باپ کے گھر جانے
 کو اجازت چاہی اسنے منع کیا اور کہا اگر جا نیگی تو تجکو طلاق ہو اور آپ اپنے سفر کی
 راہ لی بعد روانگی شوہر کے اوس عورت کا باپ بہت بیمار ہوا اوسکو بلوایا اوس عورت
 نے وہ تمام سرگذشت بیان کی اور اپنے گھر ہی میں رہی قضا را وہ بیمار انتقال
 جب نہایت سہرا ہو کر باپ کے گھر چلی گئی بعد چندے بھر اپنے گھر آئی
 جب اوسکا شوہر سفر سے آیا اور اپنی جو روئے کے باپ کے گھر جانے کا حال سنا
 تو سب علما فتویٰ چاہا سبھوں نے بالاتفاق و ثبوت طلاق کا حکم دیا بعد ازاں یہ مقدمہ
 حضرت کی خدمت میں رجوع کیا اپنے فرمایا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ اوسنے
 طلاق کو معلق کیا تھا باپ کے گھر جانے پر اوس عورت نے باپ کے گھر کہاں گئی
 بلکہ اپنے اور اپنے اہل قربت کے گھر گئی مرتے ہی گھر باپ کا نہ رہا تمام درہ کا ہوا جس نے
 یہ حکم سنا بخین و آفرین کی قطعہ اسکو کہتے ہیں علم و فضل ضیا ہے تھا یہ سب فیض
 انکو ربانی ہے اس زمانے میں ذات حق کی مسم ہے آپ تھے جو حسیفہ ثانی ہے
 روایت ہے ہر فادر محی الدین صاحب مدراسی سے وہ روایت کرتے ہیں

اسکا
 نسخہ

نسخہ کاغذی

مولوی حاجی قاضی ارتضیٰ علیخان گویا موسیٰ مدراسی سے کہا اوسنے کہ ایک رمضان
 شریف میں جناب میر عبداللہ غلام علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے
 حضرت کی خدمت کثیر البرکت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ حضرت شب قدر کب ہی آپ نے
 فرمایا بائیسویں شب کو اوسوقت حضرت کی محفل میں بہت علما فضلا اور اُمرا حاضر تھے
 سبھوں نے سنا اور چپکے ایک شخص نے حضرت کے شاگردوں سے عرض کی کہ حضرت
 امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے روایت آئی ہے کہ شبِ قدر طاق راتوں میں اخیر
 وہے کے ہوتی ہے بائیسویں کی تو کہیں خبر نہیں آپ نے فرمایا کہ ایک روایت یہ بھی ہے
 کہ شبِ قدر تمام سال میں دائرہ ہی الحاصل غلام علی شاہ صاحب موصوف نے اوری
 رات کو شبِ قدر پائی اور وہ کو اگر حضرت کا شکریہ ادا کیا سبحان اللہ
 کیا کمال ہے یعنی اوس سال شبِ قدر کا وقوع بائیسویں شب کو تھا یہ اسرار الہی ہے
 سو خاصانِ خدا کے کون آگاہی تفسیر حسینی میں مذکور ہے کہ شبِ قدر بقول حضرت
 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تمام سال میں دائرہ ہے اور حضرت شیخ نجی الدین ابن عربی قدس
 سرہ فرماتے ہیں کہ میں شبِ قدر کو شعبان اور ربیع الاول میں دیکھا ہوں اور اکثر
 ماہ رمضان میں پایا ہوں اور حکمت اخفا میں اوسکی تعظیم تمام راتوں کی اور زندہ رکھنا
 راتوں کا عبادت الہی میں ہے نہ فقط بیداری سے اسی خواجہ چہ جوئی زشبِ قدر
 نشانی ہے ہر شبِ قدر است اگر قدر بدانی ہے انتہی مظاہر حق میں علانین
 اوس شب کی مسطور ہیں کہ درخت سجدہ کرتے ہیں اور زمین پر گرہیتے ہیں چہرے بجائے

انجمن شب قدر

خود آجاتے ہیں اور ہر چیز اوسین سجدہ کرتی ہے اور صواب یہ ہے کہ اوس شب کے
پانے میں دیکھنا ان امور کا شرط نہیں ہے بہت لوگ اوس شب کو پاتے ہیں اور انہیں
سے کوئی چیز نہیں دیکھتے اور رواہ ہے کہ دو آدمی ایک جاکھوں اور دونوں اوس شب کو
پاویں اور ایک کو اُون چیزوں سے کچھ معلوم اور دوسرے کو نہ معلوم ہوا اور بڑی
علامت یہ ہے کہ توفیق ہو اوسمین ذکر اور عبادت اور مناجات اور خشوع و خضوع و حضور
و اخلاص کی روایت ہے فادرجی الدین مذکور سے وہ روایت کرتے ہیں ایک
فاضل دہلوی سے کہا اوس فاضل نے کہ ایک بڑا عالم شیعوں کا حضرت کی خدمت میں حاضر
ہو کر کہا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا تو جنتی نہیں اوسکے جنتی ہونے پر آپ کے پاس
کیا دلیل ہے حضرت نے فرمایا فلا فی کتاب تمھارے مذہب کی تم نے دیکھی ہے اوسنے
عرض کیا کہ ہاں وہ تو بہت معتبر کتاب ہے تب فرمایا اوس کتاب میں لکھا ہے کہ عکاشہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار کسی سچلے سے حضرت کی مہربنوت کا لباس لیا تھا
سو وہ جنتی ہوا اوس عالم نے کہا کہ ہاں آمین کیا شک ہے حضرت نے کہا کہ جب یہ
بات قابل قبول ہو تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنتی ہونے میں کیا شبہ ہے
کیونکہ وہ تو برسوں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو سے مبارک میں
ہے ہیں وہ عالم سنتے ہی اپنے مذہب اور اعتقاد سے توبہ کیا اور سستی ہوا
روایت ہے شاہ میر علی شاہ صوفی قاضی حجاؤنی سکندر آباد المعروف بہ
حسین ساگر سے وہ روایت کرتے ہیں مولوی محمود عالم سے جو شاگرد تھے

حضرت کی خدمت میں
موجود تھا

میں نے یہ روایت
سنی ہے

مولوی سمیع اللہ علیہ الرحمہ کے کہا اوٹھو نے کہ ایک شخص نے حضرت کے پاس
 حاضر ہو کر چار شعر فارسی کے پڑھے اور عرض کی کہ ان شعروں کا مطلب کیا ہے
 اور یہ شعر کس کے ہیں وہ شعر ایسے تھے کہ کسی کے ذہن میں ان کا مطلب نہیں آتا تھا
 حضرت نے فرمایا کہ فلا نے بادشاہ کے وقت میں فلا ناما شاعر تھا بادشاہ نے
 اوس سے فرمائش کی کہ ایسا قصیدہ لکھنا جس کے الفاظ و معنی میں مطلب ہو
 یہ اوس قصیدے کے شعر ہیں اور اوس کے سوا شعر تھے باقی بارہ شعر آپ نے
 سنا دیے روایت ہمیں مولوی عنایت علی صاحب دہلوی سے وہ روایت
 کرتے ہیں اپنے والد مولوی محمد کرامت علی موسوی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے
 کہا اوٹھو نے کہ ایک جوگی نے حضرت کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا حضرت
 مجھے روح کی صورت بتلائیے آپ نے اوس کے کان میں آہستہ سے کچھ فرمایا وہ
 جوگی بہت خوش ہوا اور عرض کی کہ میں تمام ملک بھرا مگر کسی نے مجھے یہ بات
 نہیں بتلائی اب میں مسلمان ہوتا ہوں حاصل کلام حضرت کے ہاتھ پر مسلمان ہوا
 اور خدمتِ عالی میں رہا لوگوں نے پوچھا کہ حضرت وہ کیا بات تھی جو فرماتے تھے
 اوس نے تسلیم کی اور مسلمان ہوا ارشاد ہوا کہ اوس نے روح کی شکل پوچھی میں نے
 کہا تیری روح کی صورت تیرے ہی جیسی ہی سبحان اللہ سمجھنا چاہیے
 یہ بڑے ارشاد کی بات ہے کیونکہ روح بھی اوس حقیقت کا ایک تنزل
 ہے اور جسم بھی ایک تنزل آریاب حقایق اس کو خوب جانتے ہیں ہر ایک کے

یہ کچھ کی صورت کھلائی

سید احمد صاحب علیہ الرحمہ کے
جواب اور جواب
سلمان ہونا

ذہن بین نہیں آتی اور وہ جوگی اپنے علم کا بڑا عالم تھا اور نہایت مُتراض
روایت ہی سید حسن علی عرف شاہ جی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے یہ بزرگ
سالما حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی خدمت کثیر البرکت میں رہے ہیں اور زید جانا
سید احمد صاحب علیہ الرحمہ کے ہیں اور بیان برفاقت حاجی محمد زکریا خان صاحب کے
رہتے ہیں کہا اُوھنوں نے کہ ایک بار حضرت جامع مسجد میں وعظ فرما رہے تھے اثنائے
وعظ میں نعمات اہل جنت کا بیان کیا فرمایا کہ ادنیٰ جنتی کو ستر ستر محلہ جواہر اور وارثہ
نگار پوشش کو عنایت ہونگے اور اوس مجلس میں ایک کا بیٹھ ذی علم بھی حاضر تھا
بعد تمام وعظ کے عرض کی کہ فدوسی کا کچھ معروضہ ہی ارشاد ہوا کہ کو کیا ہی اوسنے
کہا یہ جو حضرت نے فرمایا کہ ادنیٰ جنتی کو ستر ستر محلہ جواہر اور مرورید نگار پوشش کو
مرحمت ہونگے تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ کو اور زیادہ ملین گے اور جب ہر ایک محلہ جواہر
و مرورید نگار ہو تو اوسکا بوجھ بھی زیادہ ہوگا تو اتنی بار برداری کا وہاں جسم کیونکر
ستھل ہوگا فدوسی کو بطور معقول سمجھائیے کوئی آیت و حدیث نفرا مئیے اپنے
کہا یہ جو مشکا پانی کا رکھا ہوا ہی تم اسکو سر پر اوٹھا لو گے وہ مشکا بہت بڑا تھا
اوسنے عرض کی کہ یہ تو بہت بڑا ہی کیونکر اوٹھے گا تب ارشاد ہوا کہ تم جننا میں
کبھی نہ مائے ہو عرض کی کہ بارہا اتفاق ہوا ہی فرمایا کہ غوطہ بھی لگائے ہو کہا کہ
ہاں ارشاد ہوا غوطہ لگاتے وقت تمھارے سر پر کتنا پانی ہوتا ہی عرض کی
کہ صد ہا من ہوتا ہی فرمایا کہ اتنا مشکا اوٹھانا محال تھا او تنہا بار کیونکر ممکن ہوا

کافر کا خاندان

وہاں بھی کچھ ایسا ہی ہو گا وہ کا یہ تھا اسی وقت مسلمان ہوا اور خدمت میں رہا
 ایضاً کہا اوہ خون نے ایک فرنگی اپنے خاندان سے کہا کرتا تھا کہ عیسیٰ علیہ
 السلام تو خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور یہ بات بہت آشکار ہی مگر تم مسلمانوں کو
 اسکا اعتقاد نہیں بلکہ انکار ہو وہ خاندان غریب بے علم مسلمان سنکر
 انجان ہو جاتا کیونکہ کوئی جواب اپنے پاس معقول نہیں پاتا تھا ایک روز حضرت کی
 خدمت میں عرض کی کہ فلان انگریز ایسا کہا کرتا ہی اپنے فرمایا تم ایسا کہو کہ مجھے تو
 کچھ علم نہیں جو تم سے بحث کروں یا ان اشنا جانتا ہوں کہ ہمارے محاورے میں
 بیٹا تین قسم کا ہوتا ہی پوت اور سپوت اور کیپوت پوت وہ ہر جو کمال
 میں باپ کے ہمسر ہو اور سپوت وہ ہی جو باپ سے کمال میں بڑھکر ہو اور
 کیپوت وہ ہی جو باپ سے کہ باپ اوس سے ناراض رہے صاحب کو تو تمہارے
 اعتقاد کے موافق عیسیٰ علیہ السلام کس قسم کے بیٹے ہیں اگر پوت ہیں تو بنا
 خدا تعالیٰ نے تو یہ زمین و آسمان چاند سورج پیدا کیے ہیں اوسکے پیدا
 کیے ہوئے کہاں ہیں اگر سپوت ہیں تو دکھلاؤ کہ خدا نے تو ایک چاند ایک
 سورج پیدا کیا ہی اوہ خون نے دو دو یا تین پیدا کیے سو کہ ہر ہیں اگر کیپوت
 ہیں تو ہم اوس سے راضی نہیں کیونکہ خود خدا تعالیٰ اونکا باپ جب راضی نہ تو ہم
 کیسے راضی ہوں اوس خاندان نے چند روز کے بعد جب اوس فرنگی نے
 اوس سے پھر کہا تو اوس طرح اوسکو جواب دیا اوسدن سے وہ فرنگی کہنا چھوڑ دیا

اور نہایت نادم ہوا قباحتِ الذی کے قرآنِ ایضا دہلی کے راستونین
 ایک انگریز وعظ کتا اور مسلمانوں سے کہتا کہ تم لوگ سور کو حرام اور بکری
 اور ہرن اور سایر وغیرہ کو جو حلال کہتے ہو سو یہ کچھ معقول بات نہیں کیونکہ
 سور بھی ایک قسم کا جانور ہی کھچا اسکے کھانے سے کوئی فرنین جاتا اور
 بکری کے کھانے سے کسی کا درد و فرنین ہوتا پس وہ حرام ہونا اور دوسرے
 جانور حلال ہونا یہ کیسی بات ہے بالکل عقل میں نہیں آتی سراسر عقل کے خلاف ہے
 اگر اوس سے کہتے کہ خدا تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسکا حکم قرآن شریف میں آیا ہے
 تو کہتا یہ تو تمہارے گھر کی بات ہے اسکو رہنے دو یہ کیفیت کہیں لوگوں نے
 حضرت سے عرض کی ارشاد ہوا اگر وہ میرے پاس آئیگا تو میں اوسے سمجھاؤں گا
 پھر لوگوں نے اوس سے کہا کہ تم حضرت کی خدمت میں چلو تو وہ تمہیں سمجھائیں گے
 اور اوسکی حرمت کی وجہ بھی بتلائیں گے اوسنے کہا میں وہاں تو نہیں آتا
 یہ جو کہتا ہوں سو بات راست ہے چاہو مانو یا نہ مانو پھر یہ کیفیت حضرت سے
 عرض کی تو فرمایا کہ کوئی شخص اجنبی اوسکے پاس جا کر اول بہت موافقت پیدا
 کرے اور اوسکا معتقد بنے بعد چندے ایسا پوچھے کہ آپ کے مان باب
 ہیں تو وہ کہے گا ہین یا نہیں پھر پوچھے کہ کوئی بھائی بہن بھی ہین یا نہیں
 اوسکا بھی کچھ جواب دیگا پھر ہنسنا کرے کہ کوئی بیٹا بیٹی بھی ہین یا نہیں
 اور جو روکمان ہی کیسی بیٹی ہے اگر بھائی بہن جو رو بیٹی کا اقرار کرے تو شادی

حضرت کا چہرہ
 فرمایا باری
 کی تعلیم

بیاہ کی کیفیت پوچھنی چاہیے تو وہ کہے گا کہ بہن بیٹی فلا نے کو دی ہے اور
 بیٹے فلا نے کی بیٹی بہن کی ہے تو کہنا کہ آج تک تو میں تمھیں برا عقلمند سمجھ کر
 معتقد ہوا تھا مگر اب معلوم ہوا کہ تم سا کوئی نادان نہیں کیونکہ اپنی بہن بیٹی ہوتے
 ہوئے دوسرے کی بیٹی بہن آپ کرنا یہ تو بڑی نادانی کی بات ہے کس واسطے کہ
 عورت اپنے مین تو سب برابر ہیں جو مقصود دوسرے کی بیٹی بہن سے ہوتا ہے
 وہ اپنی بیٹی بہن سے نکل سکتا ہے اگر وہ کہے کہ اسکی تو مانعت لئی ہے خدا نے
 منع کیا ہے تو کہنا یہ تو تمھارے گھر کی بات ہے بالکل عقل کے خلاف اگر تم ایسا
 کہتے ہو تو مسلمان بھی کہتے ہیں کہ سور کی حرمت قرآن شریف سے ثابت ہے
 یہ کیا بات اُونکے کہنے کو نہ ماننا اور تمھارے کہنے کو سچا جاننا پس ایک
 شخص نے بہت موافقت پیدا کر کے اور نہایت معتقد ہو کے اسی طرح اوس سے
 پوچھا تو اوس نے ایک بھائی اور دو بہن کا اقرار کیا اور کہا کہ فلا نے شہر میں
 بہنوں کا بیاہ ہوا ہے اور بھائی فلا فی جا ہے اور جو رو ہمراہ ہے اوس شخص نے کہا
 کہ میں نے آج تک تو تمھیں برا عقلمند جانا تھا اور بہت مانا تھا اب میرا اعتقاد
 بالکل جاتا رہا اوس نے پوچھا کہ کیوں خیر تو ہے اوس شخص نے کہا کہ خدایتحالی نے تم کو
 برابر تقسیم سے پیدا کیا تھا دو بھائی دو بہن تم دونوں بھائی دونوں بہنوں کو
 کر لینا تھا اپنی بہن چھوڑ کر دوسرے کی بہن کو کر لینا یہ تو بڑی بے وقوفی ہوئی
 جو بات تمھاری بہن میں ہے وہ دوسرے کی بہن میں بھی ہے کچھ تمھاری بہن میں

نہ ہر نہیں کہ اوسکی موافقت سے تم مر جاتے یہ بہت بڑی نادانی کی جو دوسرے
 کی بہن سے شادی کی اوس انگریز نے کہا یہ کیا کہتے ہو حقیقی بہن درست
 نہیں ہی انجیل میں اسکی حرمت آئی ہے خدا تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اوس شخص
 نے کہا یہ کیا بات ہے میں نہیں مانتا انجیل تم اپنے گھر میں رہنے دو کوئی بات
 معقول کہو اگر ایسا ہو تو مسلمان بھی کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں آیا ہے
 لَا تَأْكُلْ مِمَّا حَوْلَ الْغَنَائِمِ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْغَنَائِمِ يَدْعُونَ إِلَى الْفَسَادِ وَالْعَظِيمِ
 جھوٹے ہوا اور بڑے بے وقوف میرا اعتقاد بالکل تم سے جاتا رہا وہ کافر پر سنکر
 بہت نادام اور ہشیمان ہوا اور اوسی شب کو دہلی سے بھاگا ایضا
 حضرت کو دہلی کے باہر شادی کی تقریب کی دعوت تھی سو دو گاڑیاں کرایہ سے
 منگو کر تشریف فرما ہوئے ایک گاڑی میں راوی اور حضرت سوار تھے
 دوسری میں چار بڑے بڑے فاضل نامدار چنانچہ ایک اونیس مولانا حیدر علی
 رامپوری بھی تھے اوس گاڑی کا گاریبان ہندو تھا سو اوس نے اُون
 اشخاص سے سوال کیا کہ حضرات فرمائیے تو خدا ہندو ہی یا مسلمان
 ہندو ہندو کہتے ہیں اور مسلمان مسلمان میں تو اتنا جانتا ہوں کہ دونوں
 میں سے ایک ہوگا اونھوں نے کہا اسی بیوقوف یہ کیا کہتا ہے چپہ تھکلو
 ان باتوں سے کیا کام یہ گفتگو کہیں حضرت کے گوش زد نہ ہوئی فرمایا کہ وہ
 تو اچھی بات پوچھتا ہے اوسکو جواب دینا چاہیے اُون اشخاص نے سنا تو کیا

سوال کیا اور پوچھا
 کہ وہ اُون اشخاص
 سے سوال کیا اور پوچھا
 کہ وہ اُون اشخاص
 سے سوال کیا اور پوچھا

آپ اپنی گاڑی سے اوتار کے اوس گاڑی میں رونق افزا ہوئے راوی
 پا پایہ بشوق استماع جواب باصواب حضرت کے ہمراہ رکاب ہوا اوس گاڑی میں
 سے فرمایا کہ خدا مسلمان ہی اوسکی دلیل سن لیجیے کہ تمہارے پاس گائے کا
 باپ کیسا بڑا کام ہی اوسنے عرض کی اوس سے بڑا کوئی کام نہیں تب فرمایا
 اگر ہندو ہوتا تو گائے کا باپ ہونے نہ دیتا یعنی گائے کا ذبح ہونا اور مرنا
 بالکل موقوف کر دیتا بس اس سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہی گاڑی میں شکر
 بہت شادان و فرحان ہوا اور حضرت کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور اپنی نوکر ہی چھوڑ
 کے بدر سے میں آ رہا حضرت کے پاس سے اوسکو کھانا ملجاتا تھا مولوی
 مؤید الدین خان مرحوم کہتے ہیں کہ پھر حضرت نے اون فاضلون سے فرمایا
 خدا تعالیٰ کو سقید کرنا بصفیہ اسلام موافق کلام حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ
 والسلام ہی جیسا کہ فرمایا **وَاللّٰهُ جَمِیْلٌ یُّحِبُّ الْجَمَالَ** اور وہ ذات پاک
 ذو الجلال موصوفہ بجمیع صفات کمال اور منزہ عن سمات النقص و الزوال ہی اور
 اسلام بھی ایک صفت کمال سے ہی کیونکہ خدا کو پسند ہی چنانچہ قرآن شریف میں
 فرمایا **اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ لَاسْلَامٌ** جب اسلام پسند ہوا تو خدا کا مسلمان
 ہونا ثابت ہوتا ہی روایت ہی مولوی سید محمد ہاشم صاحب دہلوی سے
 وہ روایت کرتے ہیں میرا نام علی سے کہا اوس نے کہ کلو خان نامی ایک شخص
 بڑا سلیکٹ اور بانکا حضرت کے قریب جوار رہتا تھا اوسکے بچے کو چھک بکلی تھی

حضرت مولانا
 محمد ہاشم صاحب
 دہلوی

خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا حضرت سچے کوچیک نکلی ہی عورتیں گوشت
پکانے کو منع کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ گوشت پکانے سے بچہ ہلاک ہوتا ہے
آپ کیا فرماتے ہیں عورتوں کو اس کام سے باز رکھنا یا نہیں مینے تو انہیں
کہا ہے کہ یہ کیا بات ہے فراغت سے گوشت پکاؤ اور کھاؤ خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے
وہ کرتا ہے حضرت نے جواب دیا کہ جاؤ جلد عورتوں کو منع کرو کہ گوشت ہرگز نہ پکائیں
اور نہ بھونیں اور نہ حسب ارشاد جلد مکائیں جا کر منع کیا وہ عورتیں اپنی عادت کی
موافق کبھی گوشت پکایا اور نہ کھایا آخر الامر وہ بچہ اوسے چھپک کے عارضہ سے
مر گیا بعد ایک مدت کے حضرت کو خبر ہوئی کہ کلو خان کا بچہ چھپک سے مر گیا
آپ نے اوس کو بلو کر کہا کہ تم نے ہم کو سچے کی مرنے کی خبر بھی نہ کی اوسے غذا کیا
تب فرمایا اگر تم عورتوں کو نہ کہتے کہ گوشت پکاؤ اور کھاؤ اوس سے کیا ہوتا ہے
اور بچہ مرجاتا تو انکو یہی یقین ہوتا کہ گوشت پکانے کھانے سے مر گیا اور
اب یہ خیال اونکا جاتا رہا اور جان لین کہ گوشت کا پکانا اور نہ پکانا مضر اور
تعمید نہیں جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے **سبحان اللہ** یہ کیا معاملہ ہے
اگرچہ حضرت کا ارشاد کہ جاؤ گوشت پکانے سے منع کرو ظاہر کے خلاف تھا مگر
معلومات باطن کی شان دیکھا جاسے جسکو خداوند تعالیٰ چاہتا ہے اوسکو
ایسا ہی علم دیتا ہے **کمالات عزیزی** میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے سوال
کیا کہ محفل رقص و سرود میں النجان بخوشی تمام بیٹھا رہتا ہے اور جو عبادت الہی میں

عبد بنی بنی
در قس بنی بنی

مشغول ہوئے تو نیند آتی ہو اسکا کیا سبب حضرت نے فرمایا دو پلنگ ہوں
ایک پر کانٹے بیٹھے ہوں اور دوسرے پر پھول تو نیند کس پر آویگی اوسنے
عرض کی پھول کے پلنگ پر فرمایا کہ ناچ کانٹوں کا پلنگ ہی اور عبادت پھول کا
پلنگ اس واسطے عبادت کے وقت نیند آتی ہو **ایضاً** دو قوالوں میں ایک
راگ کی تشخیص میں بڑا اختلاف تھا آخر باتفاق ہمہ گیر حضرت کی خدمت میں حاضر
ہوئے **راقم** بھی اوس وقت قریب موجود تھا قوالوں کی تقریر سن کر حلا گیا
مگر وہ اپنا سوال عرض کر چکے تھے حضرت نے ایسی کیفیت اوس راگ کی بیان
کی اور اس طرح اُونکو سنا دیا کہ دونوں کا اطمینان خاطر ہوا اور دونوں خوش
ہو کر دعا دیتے ہوئے چلے گئے **ایضاً** ایک شخص نے مسئلہ پوچھا کہ جناب
یہ طوائف یعنی کسی عورتین جو مرتے ہیں اونسکے جنازے کی نماز پڑھنی درست
ہی یا نہیں حضرت نے فرمایا جو مرد کہ اونسکے آشنا ہیں اونکی بھی نماز پڑھتے ہو
یا نہیں اس نے عرض کی کہ ہاں پڑھتے ہیں تو فرمایا اُنکی بھی جنازے پر نماز
پڑھو **ایضاً** بعد نماز جمعہ دو شخص نوجوان آئے ایک مسئلہ کہ بہت مشکل تھا
حضرت سے پوچھا آپ نے جواب دیا اُونھوں نے کہا کہ آپ نے درست
فرمایا حضرت نے کہا کہ تمکو علم ہی اُونھوں نے جواب دیا نہیں تب آپ نے پوچھا کہ تم
کیونکر جانتا کہ یہ جواب درست ہی اُونھوں نے بیان کیا کہ ہم نے یہ مسئلہ جناب
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا حضرت علیؑ نے بھی اسی طور سے

نور اللیثی

پیشہ از باب حجاب
نور اللیثی

نماز طوائف
جنازے پر

حجرات کی تکبیر

فرمایا تھا حضرت نے پوچھا جب تمھاری عمر کتنی تھی اُونھوں نے کہا پاشو برس کی
 تھی پھر وہ غائب ہو گئے وہ دونوں تھے فقط اغلب کہ وہ دونوں اصحاب تھے
 یا تابعین سمجھنے کی بات ہی جو شخص کہ اُسے ملاقی اور ہم کلام ہوا اسکا کیا مرتبہ
 اور مقام ہوگا **ایضاً** ایک پادری دہلی میں حضرت سے مباحثہ کرنے کے
 واسطے آیا ماستر مشکف صاحب گورنر نے پادری سے کہا کہ شرط مقرر کرنی چاہیے
 جو کوئی دونوں میں سے ہار جائیگا اوس سے دوا ہزار روپیہ لیے جاوین گے
 اگر مولو یصاحب ہار گئے تو میں دو گنا کیونکہ وہ تو فقیر ہیں اور پادری کو حضرت
 مولو یصاحب کی خدمت میں لایا اور سب حال بیان کیا بعدہ پادری نے کہا کہ ہم
 سوال کرنے ہیں اور جواب اسکا معقول چاہتے ہیں منقول نہ وجہ یہ بات
 ٹھہر گئی تو پادری نے سوال کیا کہ تمھارے پیغمبر صاحب حبیب اللہ ہیں آپ نے
 فرمایا یاں پادری نے کہا تمھارے پیغمبر صاحب نے بوقت قتل امام حسین علیہ السلام
 فریاد کی حال انکہ حبیب کا محبوب زیادہ تر محبوب ہوتا ہی خدا تعالیٰ ضرور توجہ فرماتا
 جناب مولانا صاحب نے فرمایا کہ ہمارے پیغمبر صاحب واسطے فریاد کے جو تشریف
 لگئے تو پردہ خیب سے آواز آئی کہ ہاں تمھارے نواسہ پر قوم نے ظلم کر کے شہید کیا
 لیکن ہم کو اس وقت اپنے بیٹے عیسیٰ کا صلیب پر چڑھانا یاد آیا ہوا ہی اس سے
 پیغمبر صاحب خاموش ہے پادری قایل ہوا اور دو ہزار روپیہ بابت شرط کے ادا کیے
روایت یہی اکثر اشخاص معتبر سے کہا اُونھوں نے کہ ایک انگلریز جینے

پادری کا دوا ہزار روپیہ
 حاصل ہوا

پیغمبر صاحب نے فرمایا
 بات کا جواب

سین صاحب رزیدنٹ دہلی حضرت کی ملاقات کو آیا عند اللہ کہہ بیان کیا کہ ایک بات میں پوچھتا ہوں کوئی اوسکا جواب نہیں دیتا مثلاً ایک شخص سفر چلتے چلتے راستہ بھولی گیا اور راہ میں دیکھا کہ ایک شخص سوتا ہی اور ایک بیٹھا پس راہ گم راستہ کس سے پوچھے آپ نے فرمایا راستہ چلنے کے واسطے ہی نہ واسطے بیٹھنے کے اوس تیسرے شخص کو لازم ہے کہ وہاں بیٹھے جب وہ سونے والا جاگے تو دونوں راستہ پوچھ کر چلے جاوین اوسکی مراد سن بیٹھے ہوئے سے حضرت عیسیٰ اور سوتے ہوئے سے ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی تھی فانہم واللہ اعلم روایت ہو قاضی الدین صاحب مدراسی سے وہ روایت کرتے ہیں مولوی قاضی الرضا علیخان مرحوم سے کہا اوصوفی نے کہ ایک انگریز نے حضرت شاہ قدس سرہ کی خدمت میں عرض کی کہ فرمائیے مولوی صاحب کا فریاد کیا ہے کہ ناپاک فرمایا کہ ناپاک ہیں پھر اوسنے پوچھا مسلمان پاک ہیں کہ ناپاک فرمایا کہ پاک جب انگریز نے کہا اگر پاک ہیں تو مسلمان عورتیں ہمارے ساتھ کیوں مبتلا ہوتی ہیں آپ نے فرمایا ہر شئی کو اپنی اصل کی طرف رجوع ضرور ہی فلانے زمانے میں جہاد کر کے مسلمانوں نے جہاد کی عورتیں تصرف میں لائے تھے اونکی جو اولاد ہوگی تو وہ البتہ اپنی اصل کی طرف مایل ہوگی ورنہ فلانے فلانے محلے جو مسلمانوں کے ہیں وہاں کی کوئی عورت کبھی تم لوگوں پر مایل نہوگی وہ انگریز شکر چرب رہے وہاں سے آئے

مدت تک اون محتون کی عورتون کے صدا بھیلون سے در پی رہا مگر خدا تعالیٰ کے
 فضل سے کسی عورت نے رنج نہ کیا آخر الامر وہ انگریز حضرت کی خدمت میں آکر مسلمان ہوا
 روایت ہی مولوی بی بی الدین خان صاحب مرحوم سے کہا اوس نے کہ ایک دن چند
 لڑکوں نے حاضر ہو کر پوچھا کہ حضرت چاند کو چاند مامون کہنے کا کیا سبب ہے سورج
 کو سورج مامون نہیں کہتے آپ نے فرمایا مامون مان کا بھائی ہوتا ہے اور بہن کو
 بھائی سے پردہ نہیں ہوتا چنانچہ عادت ہو کہ جب مامون مکان میں آتا ہے تو مان
 اوسکے سامنے بے حجاب تمام گھر کے کاروبار میں مصروف رہتی ہے بخلاف
 اور وکے تو ایسا ہی چاند کے سامنے بھی رات کو عورتیں بے خوف تمام خالگی
 سے فارغ ہو کر کوئی کاستی ہو کوئی بیستی ہی تخلص بالطنع کی طرح کا خوف اور اندیشہ
 نہیں کرتیں بخلاف سورج کے کہ وہ کو اوسکی تاب میں بیٹھتے نہیں سکتیں اور گھر کے
 کاروبار میں فرصت نہیں ملتی جیسے اجنبی آدمی سے پردہ ہوتا ہے ویسا ہی اس
 سے کنارے رہنا ضرور پڑتا ہے اور بچہ کبھی روتا ہے تو اوسکو چاند فی میں چاند کی
 محبت دلا کر ہمدلا لیتے ہیں اس واسطے چاند کو چاند مامون کہتے ہیں وہ لڑکے خوب
 سمجھ کر خوش ہوئے اور چلے گئے سبحان اللہ تکلموا للناس علی
 قدر عقولہم کے یہی معنی ہیں واللہ اعلم روایت ہی ایک شاگرد
 سے مولوی کریم علی صاحب مرحوم کے وہ روایت کرتے ہیں کسی شخص معبر سے
 کہا اوسنے کہ ایک شہداء حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا جناب مولوی صاحب

چاند مامون
 روایت

کریم علی صاحب
 روایت

آپ توجہ پوچھیں اوسکا جواب دیتے ہیں میرا بھی ایک معروضہ ہے آپ نے فرمایا کہ
 کیا ہے اوسنے عرض کی کہ ہم لوگ گولیان جاڑوں میں کھیلنے ہیں اور اوسے موسم میں
 سوا دوسرے موسم کے نہیں خواہش ہوتی ہے اسکا کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا اوسکا
 دو سبب ہیں ایک تو ٹھنڈی اور ہمیں سب کو معلوم ہے وہ یہ ہے کہ گولیان مثل اور بازو
 کے جیسے گنجھ اور شطرنج وغیرہ کے نہیں ہیں کہ مکان میں کھیلی جائیں اوسکو تو میدان
 ضرور ہی میدان میں ڈھوپ کے اور بارش کے موسم میں کھیلنا دشوار ہے دوسرا
 ایک سبب ہے کہ وہ ٹکو معلوم نہیں ہلکو معلوم ہے اوسنے عرض کی کہ ارشاد ہو فرمایا
 گولی کھیلنے سے مقصود نشان کا اڑانا ہے اور نشان کا اڑانا شست کے
 جمنے پر موقوف ہے اور شست کا جتنا تعلق انجام خون سے رکھتا ہے خون کا انجاء
 جاڑوں میں بخوبی ہوتا ہے اوسنے سنا اور جو حضرات تھے سبھوں نے سنا اور
 بہت خوش ہوئے روایت ہے حاجی محمد حسین صاحب سہارن پوری سے
 وہ روایت کرتے ہیں مولوی عبدالرزاق سہارن پوری شاگرد مولوی فضل حق ابن
 مولوی فضل امام خیر آبادی سے کہا اونھوں نے کہ ایک دن مولوی فضل حق صاحب نے
 ایک فرنگی سے کہا کہ ہمارے حضرت کو تو کبھی دودو وراز کا سفر کرنے کا اتفاق
 نہیں ہوا مگر تم لوگوں نے جو جو کیفیت ملکوں کی سیر کر کے اور نقشے وغیرہ یاد رکھے
 معلوم کی ہے خدا جاسے تو وہ سب برابر بیان کریں گے اوسنے کہا برابر تو کیا
 بیان کریں گے کیونکہ بے دیکھے کہنا ممکن نہیں ہاں مشہور و مشہور علماء میں

محمد حسین صاحب
 سہارن پوری

البتہ سُننے سے یاد رکھ کر کہتے ہوئے مولو لیا صاحب نے اوس سے بہت اصرار کیا تا
اوس نے کہا کہ اچھا آپ اُسے مکہ معظمہ کی سب راہ لکھوا دیجیے ہم اپنا کوئی معتد بھیج کر امتحان
کریں گے مولو لیا صاحب نے یہ سب رگزشت حضرت سے عرض کی آپ نے فرمایا کہ اچھا
اوسے لے آئیے میں لکھوا دوں گا حال کلام اس معتد کو آپ نے ابتدا اپنے مدرسے سے
شہر کی انتہا تک تمام راستہ اور درخت و درکان و شب فراز لکھوا دیا اُس نے تمام
ہر ایک علامت بخوبی دیکھ کر اوس انگریز سے کہا باوجود کہ ہم بھی اس شہر میں
برسوں سے رہتے ہیں مگر اتنے کوچے اور پتے ہرگز معلوم نہ تھے حضرت نے تو برابر
لکھوا دیا کیا عجب ہو کہ سب راستہ ایسا ہی لکھوا دیں امتحان کچھ ضرور نہیں اُس نے کہا
کہ اس شہر کے پتے لکھوانے کا کچھ اعتبار نہیں یہ انکی بددیش کی جا ہو شاید دیکھا ہو
مکہ کا تمام راستہ لکھوا لاؤ اُس نے دوسرے دن حاضر ہو کر تمام مکہ کے راستے کی علامتیں
اور پتے ہر مقام کے کیا زمین اور کیا دریا لکھوا لیے اور اوس انگریز کے حکم سے
مکہ معظمہ تک جاتے اور آتے ایک ایک علامت بخوبی دیکھی خدا تعالیٰ کے فضل سے
سب راہرتین نہایت معتقد ہوا روایت یہی میر افتخار علی شاہ صاحب (وطن)
تخلص سے وہ روایت کرتے ہیں محمد حسن علیہ الرحمہ عرف حافظ بائیکہ حشمتی صابری
قدوسی سے یہ حافظ صاحب حضرت کی صحبت سے مشہور تھے کہا اوتھوں نے کہ ایک
انگریز نے حضرت سے سوال کیا کہ جناب ہمارے قوم کے سو بچاں آدمی کوئی جا پر جمع
ہوتے ہیں تو سب ایک طرح پر سرخ و سفید ہوتے ہیں بخلاف آپ تو لوگوں کے

مکہ معظمہ
راہرتین

کہ ہر ایک نئی طرح کا کوئی کالا کوئی گورا ہونا ہی اسکا کیا سبب ہوگا حضرت نے فرمایا
 کہ ایک طرح پر ہونا کچھ بزرگی اور فخر کی بات نہیں کیونکہ شوگدھونکو ایک جاسکے
 تو سب ایک ہی رنگ کے جمع ہونگے بخلاف گھوڑوں کے کہ کوئی مکیت کوئی
 سرنگ کوئی سبزہ کوئی نفرہ کوئی سمند ہونا ہی اور اونکے اوصاف بھی ویسے ہی
 ہوتے ہیں طاقت و جو اندر سی دلیری و ملک گیری یہ کمال گدھوں میں کہاں ہی
 روایت ہے میر جی علی حسین صاحب جہشتی صاحب بری قدوسی سے وہ روایت
 کرتے ہیں کسی اہل دہلی سے کہا اوس نے کہ ایک انگریز عہدہ داران دہلی سے حضرت
 شاہ صاحب سے سوال کیا یہ جو آپ لوگ کہتے ہیں کہ کوئی چیز ایسی نہیں جو ہمارے
 قرآن میں نہ ہو یہ بات سچ ہے حضرت نے فرمایا بلن سچ ہے کیونکہ ہمارا قرآن شریف کتب
 سماوی کا جامع ہے اور خدا تعالیٰ اوس میں فرماتا ہے وَلَا تَلْبِسُ اللَّائِقَ
 كِتَابَ مُبِينٍ نَوَاسِ انگریز نے کہا بلاشبہ کیا کالاشخ کہاں ہی آپ نے فرمایا
 کہ تانبا لاؤ ایک ٹکڑا تانبے کا کسی نے لایا اوس پر اپنے ایک آیت پر ہلکرم
 وہ سونا ہو گیا تب اوس انگریز نے کہا کہ اچھا کوئی دوسرا شخص یہ پڑھکر سونا
 بنا دے تو حضرت نے فرمایا کہ قرآن شریف کی تاثیر میں کچھ فرق نہیں مگر زبان میں تو
 روایت ہے مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب رحمۃ تعالیٰ ہمیشہ زادہ حافظ منصف علی
 صاحب کو وہ روایت کرتے ہیں اپنے دوست مولوی نذیر الحسن صاحب علیہ الرحمہ سے
 یہ بزرگ پوچھتے ہیں مفتی الہی بخش صاحب کاندلوی کے اور شاگرد ہیں حضرت مولانا

میر جی علی حسین صاحب جہشتی صاحب بری قدوسی سے وہ روایت

مولوی نذیر الحسن صاحب علیہ الرحمہ سے

مفتی الہی بخش صاحب کاندلوی کے اور شاگرد ہیں حضرت مولانا

محمد سخی صاحب اور مولوی فضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے کہا اور مخون نے کہ
 ایک فاضل صاحب تصانیف عجیب شیعہ مذہب بوضع و لباس ندانہ داڑھی مندی ہوئی کچھ
 شرکاء لحاظ نہیں دہلی میں آیا شیعوں نے جب اس کے علوم سے واقف ہوئے تو کہا
 کہ شاہ عبدالعزیز نے جب تحفۂ اشاعہ شریعہ لکھی ہی ہم لوگوں کی جان پر ایک چھری
 چلتی ہی اس کتاب کا کوئی مقدمہ پیش کیا جاتا ہی تو وہی اندوہ واقعہ شہادت پیش آتا ہی
 آپ کوئی طرح کچھ اوسنے پوچھ کر اونکو بت دیکھیے اور یہ تیس ہزار روپیہ ہم
 بھیجے اوس سے کہا کہ میں اسی ارادے سے آیا ہوں دیکھو کیا ہوتا ہی اکبر
 حضور میں حاضر ہوا اور وہ حضرت کا اخیر زمانہ تھا عرض کی کہ یا حضرت میرا کچھ سوال ہی
 آپ جواب دیجئے ارشاد ہوا کہ بیان کیجئے اوس نے کہا جھکو نہایت تردد ہی کہ مذہب
 شیعوں کا حق ہی یا سنّیوں کا جس سے پوچھا ہوں وہ اپنے اپنے دلائل بیان
 کرتا ہی مگر میری سمجھ میں نہیں آتا آپ بہت سہل طور سے فرمائیے کہ میں سمجھ جاؤں
 اپنے فرمایا کہ یہ تو بہت آسان بات ہی میں سمجھا تھا کہ کوئی مشکل بات پوچھتے ہو گے
 اوسنے کہا یہی بڑی مشکل ہی کہ ہر شخص دلائل علمی بیان کرتا ہی اور میں بے علم آدمی
 سمجھ نہیں سکتا کوئی بات ایسی ہو کہ بلا تردد سمجھ میں آئے اپنے فرمایا انشاء اللہ
 ایسا ہی ہو گا ثم کس قدر استعداد رکھتے ہو عرض کی کہ یہ جو بات چیت آپ کر سکتے
 ہیں سمجھ سکتا ہوں مگر اوسکی نیت یہ تھی کہ کوئی بات آپ سے سن کر اوس میں ضوابط
 علمی سے گرفت کروں پھر اوس سے کہا کہ ہم تو بڑے شوقی ہو کون سے شہر کے

رہتے والے ہو اوسنے ولایت میں کوئی شہر کا نام لیا فرمایا یہ تو کہو کہ تم جس محلے
 میں رہتے ہو وہاں کے لوگ تم کو خوب جانتے ہیں یا دوسرے محلے کے اوسنے
 کہنا یہ تو ظاہر ہو کہ اپنے محلے کے لوگ نسبت دوسرے محلے والوں کے خوب شناسا
 ہوتے ہیں کیونکہ ہر روز ہر ایک چار چشم ہوتا ہے اکثر اتفاق نشست و برخاست کا ایک جاتا ہے
 گفتار رفتار اخلاق و آداب سے ماہر خوشی غمی میں شریک ہی اور اسکے سوا ہم محلے کے
 واقف ہونے کے بہت اسباب ہیں پھر فرمایا کہ وہ بستی والے تمہیں زیادہ جانتے ہیں
 یا دوسری بستی والے اوسنے عرض کی کہ نسبت دوسری بستی والوں کے وہ بستی والے
 زیادہ واقف ہیں پھر فرمایا اوس ملک کے بہت واقف ہیں یا دوسرے ملک والے
 اوسنے کہنا کہ وہی ملک والے بہر حال زیادہ واقف ہیں تب فرمایا کہ جب ایسی بات ہو
 تو سمجھنا چاہئے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ولادت تکہ معظمہ میں
 ہوئی اور وہاں کے مدینہ منورہ کو ہجرت کی اور کسی ملک میں اکثر سفر کا اتفاق نہ ہوا
 اب تکہ اور مدینہ میں جا کر دریافت کرو کہ حضرت کا روئے ستیون کے موافق تھا
 یا شیعوں کے موافق وہ سنکر چپ رہا پھر فرمایا کہ خصوصیت رسول کی کیا ہے کہ جس سے
 اوغین اور امنیون میں فرق ہو عرض کی کہ معجزات ہیں فرمایا کہ ہاں جو خرق عادت
 نبی سے ہو تو اوسے معجزہ کہتے ہیں اور اسکے پیرو اور محب صادق سے ہو تو اوسکو
 کرامت بولتے ہیں تم تو بہت ملک پھرتے ہو یہاں تک آئے ہو ظہور کرانا
 حضرت سید عبد القادر جیلانی اور سلطان نظام الدین اولیا وغیرہ ستیون سے شہابی

یا نصیر طوسی اور باقر داماد وغیرہ شیعوں سے یہ بھی سنکر خاموش رہا
 پھر فرمایا کہ خیر یہ تو کہو کہ تم جو بیان تک آئے ہو تو اپنے اہل و عیال
 اسباب وغیرہ کو کس کے سپرد کر کے آئے ہو کہا کہ میرا چچ بھائی
 اور دوسرے اہل قرابت کے تفویض کر آیا ہوں فرمایا کہ انھیں امین
 جانا ہی یا خائن کہا اگر خائن جانتا تو کیوں سپرد کرتا جب فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو تمام چیزوں سے قرآن شریف بہت عزیز تھا چنانچہ
 رحلت کے وقت فرمایا کہ میں تم میں اپنی آل اور کلام الہی چھوڑ جاتا ہوں
 کہو کہ قرآن شریف سنیوں کے سینوں میں ہی بار افیون کے یہ بھی
 سنکر سکوت کیا پھر فرمایا کہ کسی شخص کو کسی سے محبت ہوتی ہی
 تو وہ بہر کیف اسکی متابعت کرتا ہی خواہ امور ظاہری میں ہو یا باطنی میں
 اب سچ کہو کہ مجھے فقیر حقیر کی صورت و وضع حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ
 عنہ کی روش پر معلوم ہوتی ہی یا تمہاری حاصل کلام حضرت نے
 ایسے بہت نظائر بیان فرمائے اور بس سوا سکوت کے کچھ بن
 نہ پڑا **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** ایک سوال و جواب مندرجہ فیض عام بعینہ
 بنظر فائدہ عام بیان لکھا جاتا ہی سوال سوال و جواب گور پرست خط و نصیر
 حضرت پروردگار عنایت کرو۔ **جواب** جواب گور پرست موافق احادیث
 مرقوم سے شود حاجت ٹھہر نیست و این جواب در روز بان باید ساخت

واپرچہ تک ازخ شہر نو بیا نیدہ نزد خود باید درشت جواب این است
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَرَسُولًا
 وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا وَبِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً وَبِالْمُؤْمِنِينَ إِخْوَانًا
 وَبِالصِّدِّيقِ وَبِالْفَارُوقِ وَبِزِي النَّوْدَرِيِّ وَبِالْمُرْتَضَى
 أَيْمَةً رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ مَرْحَبًا بِالْمَلَائِكَةِ الشَّاهِدِينَ
 الْحَاضِرِينَ وَأَشْهَدُ أَبَانَا شَهِدَانِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ
 مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ عَلَى هَذِهِ الشَّهَادَةِ نَحْنُ وَعَلَيْهَا نَمُوتُ
 وَعَلَيْهَا نُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى انتهى اور یہ بھی مشہور ہے
 کہ ایک شخص نے سوال کیا یا حضرت سید کا مریہ بڑھکر ہی یا عالم کا آپ نے
 فرمایا کہ دو آن پڑھ ہندو کو بلاؤ وہ حاضر ہوئے تو سائل کو کہا کہ تم ان دونوں
 سے ایک کو لیجا کر تمام عسمرین سید بنا کر لاؤ اور میں ایک کو چندیت
 میں اپنا جیسا فاضل خدا چاہے تو بنا دیتا ہوں دیکھو کونسا امر ممکن ہے
 اسپر سمجھ لو وَاللَّهِ أَعْلَمُ روایت ہے مولوی میر اشرف علی شاہ
 سلمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین شاہ سعد اللہ صاحب علیہ الرحمۃ سے وہ روایت
 کر سنے ہیں مولوی کرامت علی صاحب موسوی ہلوی سے کہنا او فزون نے
 کہ جناب مولوی رشید الدین خان صاحب اور مولوی دلدار علی لکھنوی کا ہمیشہ مجاہد

کتاب التوحید
 جلد دوم

کتب مشہورہ
 عالم

کتاب التوحید
 جلد اول

اور رد و قبح ہوا کرتا تھا ایک وقت مولوی ولد دار علی نے بڑی دھوم دھام
 سے لکھا کہ تحفے میں مذکور ہی **وَارْجُلُکُمُ إِلَى الْکُتُبِ** بِسْمِ اللّٰهِ کے
 جو روایت آئی ہے وہ تفسیر ضعیف ہی اور یہ جو تمھارے مذہب کی تفسیر میں
 مثل بیضا و می کثاف و مدارک وغیرہ کے جو مشہور و معروف ہیں ان سب میں
 وہ روایت آئی ہے اگر یہ سب تفسیر میں ضعیف ہیں تو بتلائیے کہ کونسی
 ہیں اسکے جواب میں مولوی رشید الدین خان صاحب کو تامل ہوا محجوب فرمایا
 کہ تو حضرت سے یہ بات پوچھ لے میں نے حضرت کی خدمت عالی میں عرض کی
 کہ ولد دار علی کا ایسا سوال ہے اسکا کیا جواب فرمایا اسکا جواب بہت آسان ہی
 مولوی صاحب نے کچھ نہیں لکھا عرض کی کہ کچھ نہیں فرمایا **وَارْجُلُکُمُ** بِسْمِ اللّٰهِ
 یعنی رشید الدین خان

جو روایت ہے وہ تفسیر ضعیف ہی جیسا کہ قیل قول

ضعیف پر اشارہ ہوتا ہے نہ کہ تفسیر میں

ضعیف پر سننے ہی رشید الدین

خان صاحب نے بہت

زور و شور سے جواب

لکھا تھا



مقالہ پنجم در سلاسل طریقت

حضرت والا مرتبت کو تمام طرق رومی مین کی نعمت خلافت اور ہر ہر طریقہ کی
 علیہ علیہ ذکر و فکر اور طرز تربیت حاصل تھی سب فیض ظاہر و باطن اپنے
 پیر بزرگوار منظر پروردگار و ولایت و کرامت پناہ حضرت مولانا مولوی شاہ
 ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ سرہ سے پایا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے
 حضرت کو طریقہ نبوت اور طریقہ ولایت کی جامعیت کا کمال ہی
 اس دعوے پر تفسیر فتح العزیز وال ہی اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کے بغیر
 الطریق الی اللہ بعد انقاس الخلائق اگرچہ راستے بے نہایت ہیں
 چنانچہ سلوک ایک طریقہ کا تصحیح عقاید حقہ حسب اہل سنت و جماعت
 اور عمل موافق کتاب و سنت اور احتراز عن البدعت اور امر بالمعروف
 ونہی عن المنکر اور اعلاء کلمۃ اللہ اور تخلیہ رذائل سے اور تخلیہ فضائل
 موافق ارشاد حضرت شیخ ابوسعید بن ابوالخیر قدس سرہ کے رباعے
 خواہی کہ شود دل تو چون آیینہ ہے، وہ چیز برون کن ز درون سینہ
 درون اہل و مقرب و رفیع و غیبست ہی بخل و حسد و کبر و ریا و کینہ
 ایضا خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم ہے، نہ چیز بنفس خویش را تعلیم
 صبر و شکر و قناعت و علم و یقین ہے، نفی بخل و توکل و رضا و تسلیم

چنانچہ
 سلوک

در بیان
 سلوک

منحصراً در دو امر اعتقاد کنند ذکر و تلاوت اما ذکر شامل لسانی و قلبی است پس بے واسطه یا بواسطه لفظی که دال بر ذات او تعالی باشد موجب التفات مدبر که بسوی او تعالی است و چون ذات او تعالی ملتفت الیه شد حاضر شد ^{بیعی و ذکر} و هرگاه دوام این استحضار بهم رسد حکم هم صحبتی و بهم نشینی پیدا کند و صفات او تعالی بر صفات بشریت غالب آید و افعال او تعالی حاکم بر افعال عبد شوند چنانچه در حدیث شریف واردست که لَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالتَّوَافُلِ حَتَّىٰ أَحْبَبْتَهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصِيرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَيَدَّهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرَجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا لیکن این طریق تقرب خاص بذات او تعالی است اگر کسی خواهد که باین طریق بسک از مخلوقات تقرب پیدا کند ممکن و مطرد نیست و بیش آنست که درین نوع تقرب متقرب الیه را دو چیز می باید اول احاطه علمی با ذکار قلبیه و لسانیه و اگر باشد با وصف تحالف انگیزه و آزمینه و مدارک و آئینه تا ذکر قلبی و لسانی هر ذاکر را معلوم کند و دوم قوت نزدیکی شود و در مدبر که او در آمدن و آن را پز گردن و حکم صفت او پدید آوردن که در عرف شرع آنرا ذلّ و تنذلی و نزول و قرب خوانند و این هر دو صفت خاصه ذات پاک او تعالی است هیچ مخلوق را حاصل نیست آری بعض کفره در حق بعضی از معبودان خود و بعضی پیروستان از زمره مسلمین در حق پیران خود

اما مول را ثابت می کنند و در وقت احتیاج بهین اعتقاد و باها استعانت نمی نمایند
 اما مطروفی باشد و در حقیقت در شبهه واقع شده اند که بیان آن شبهه درین مقام
 اجنبی است و بهین دو امر کارخانه سلوک تمام میشود و الا ممکن نبود که بنده بارب
 نزدیک شود و بسوی بهین دو امر اشاره می فرماید حدیث صحیحی که محمد شین آن را
 در صدر کتاب السلوک والتقرب الی الله وارد می کنند و هو قوله علیه السلام حالیا
 عن الله تعالی انا عند ظن عبدي بي وانا معه اذا ذكرني
 و نیز حدیث شریف صحیحی دیگر که آن نیز سر دفتر کتاب سلوک محمد شین است و هو
 قوله من تقرب الی سبیرا تقرب الیه ذراعا و من تقرب
 الی ذراعا تقرب الیه باعا و من اتانی بکشی اتیته هر دو کلام
 پس خاصه ذات حق است عز و علا که بسوی یاد کنند خود نزول می فرماید
 و نزدیک میشود و مدد که او را پُر می کند و بر طایف باطنه او مستولی میگردد
 باین تدلی واقعی حقیقی حکم روح او میگردد نسبتی که روح را با بدن است
 این تدلی را با روح او بهم میرسد و دیگر مخلوقات هر چند روحانیات باشند
 اول علم محیط ندارند که بر ذکر هر ذر که مطلع شوند و دوم استیلا و ایلمی بر روح
 ذکر نمی توانند کرد که لیغفلکم شان عن شان و اول تعالی لا یغفل شان
 عن شان کم انتی و اول تقسیم بین آیة و استعینوا بالصبر و الصلوة
 کی جو خاص آنحضرت صلی الله علیه و آله و صحابه و سلم کا مشاهدہ تحریر کیا ہو وہ بھی

بیان مکھا جاتا ہے و طریق و دم آنت کہ در ستانت نماز حصول مطلوب
 ملحوظ نباشد بلکہ جذب نفس کشیدن آن بقوت تمام بسوسے جناب کبریا کے
 حق عز و علایز کہ حایج دنیوی بیشتر بسبب تنزل روح بسوی شہوات و اسباب
 شہوات می باشد چون اورا ازین عالم بسوسے بالا کشیدہ شود و متغراق در
 لذت مکالمہ و مناجات الہی و حضور انوار جلال و جمال اور و دہد از امور این عالم
 و بایست و نا بایست آن غافل و بیخبر گردد و چنانچہ مجروح را یا مکسور را وقت
 دو ختن زخم او یا بستن استخوان شکستہ او چیرے از مسکرات میخورانند
 تا از درد زخم و شکستن استخوان بے خبر گردد و بچپین درینجا چون حایج دنیوی
 نفس را در کشاکش خود اندازد می باید کہ اورا در مطالعہ حسن محبوب حقیقی
 مشغول کنند تا بلذات مشاہدہ آن جمال خود را و دیگر بایست و نا بایست خود را
 فراموش کند و بسبب التذاذی کہ بردارد مکروہات در نظر او سبک نماید
 و این طریق اکثر معمول آنحضرت علیہ السلام بود کہ خود بنفس نفیس خود بہمین طریق
 عمل میفرمودند و ہمین طریق را طریق قلندر یہ گویند کہ برائے غفلت از امور
 دنیا و ترک آن باوجود تلبیس علیہ بہتر از آن نیست طریق تخلیف و تربیت فہمائین
 حسن آخرت و بقائے آن و قبح دنیا و فنا ے آن طریق دشوار است کہ ہر س را
 بسہولت میسر نمی تواند شد و شیطان با بقائے شبہات و وسوسہ سسلوک
 آن طریق را اکثر اشخاص و بیشتر اوقات مانع می آید چنانچہ گویندہ این را گفتہ است

صنام و قلندر سوار بمن نمائی چنانکه دراز و دور و دیدم ره و سرهم باستانی
 پس این نماز حکم شغل دارد از نفعی و اثبات یا اسم ذات که بر اے بر انگیزن شوق
 و دفع خطرات تریاق مجرب است انتهی - آداب تلاوت قرآن مجید حضرت پیر
 و مرشد کے قرار دیے ہوئے فیض عام مسطور بہین فیض عام ایک سالہ
 ہی کہ ایک فرید خاص حضرت کا نعیم الدین نامی بڑا مالدار کہ آخر کار فیض صحبت سے
 حضرت کی تارک الدنیا ہوا سو او س نے چند سوالات خدمت عالی میں پیش
 کر کے جوابات حاصل کیے تھے وہ رسالہ چند بار طبع ہوا ہی ہو سکے دو مقام کی
 عبارت یہاں مرقوم ہوتی ہی آداب تلاوت قرآن تہذیب و استقبالیہ
 قبلہ حتی الامکان و حروف را بخوبی ادا کردن و مد و شد و فرونگذاشتن
 و در مقام وقف وقف کردن اینست آداب ظاہری و آتاما آداب باطنی
 پس مبتدی را تصور کردن گویا کہ بحضور رب العزت تلاوت نمے کنم و
 اوتعالی در مقام استاد شستہ می شنود و منتهی را تصور کردن کہ این
 کلام را بلا واسطہ از زبان حضرت رب العزت می شنوم و فرق در میان
 مقامین اینست کہ در صورت اول زبان از خودش و گوش از حضرت
 رب العزت و در صورت دوم زبان از حضرت رب العزت و گوش از خود
 باین چنین مقام اشارہ فرمودہ است حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ
 عنہ چنانچہ شیخ الطیوسی و عوارف از ایشان نقل کرده اند انما

آداب تلاوت
 فیض الدین
 عارفی و مالدار
 طاعت
 بہار الدین
 ساداتی کہ
 مد

آداب
 تلاوت

لَا قَرْءَ الْآيَةِ حَتَّى نَسْمَعَهَا مِنْ قَائِلِهَا يَسْمَعُهَا
 آیت را و تکرار میکنم تا آنکه شنوم آیت را از قایل آن و شیخ الشیوخ
 بعد نقل این کلام در عوارف که حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ در بنوقت
 بنزلہ شجرہ موسیٰ بشدائی اَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ می گفت
 دوسرے مقام میں فرماتے ہیں طوثر تلاوت برائے یثمدی نیست
 کہ خود را قاری و حق را سميع تصور و تخیل نماید کہ بحضرت رب العالمین
 قرآن میخوانم چنانچہ شاگرد و بحضور اوستاد میخواند و برائے یثمدی
 اینست کہ حق را قاری و خود را سميع قرار دہد و زبان خود را نائب تصور
 کند و گوش را سميع گوید حضرت حق بزبان من کلام میکند و من شنوم
 و یقین است کہ درین تصور سبب غلبہ محبت حالی کہ عاشق صادق را در وقت
 استماع کلام محبوب بالمشافہہ رؤسید ہر حاصل خواہد گردید و گرہ کشائے
 مدعا خواہد شد و اللہ المعنی حضرت مولانا شاہ ولی اللہ قدس سرہ
 انعتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں (و در عالم ظاہر این
 فقیر را از جنت بیعت و صحبت و خرقہ و اجازت و تلقین شغال بہمہ این امور
 یا بعض این امور با جمیع خانوادہ کہ طریقہ کہ امروز بر روی زمین مشہور
 یا اکثر آنرا ارتباط واقع شدہ است و الحمد للہ از انجملہ درین رسالہ سند خانوادہ
 مشہورہ می نویسد بالجملہ طریق تقادریہ مشہور ترین طرق است در عرب

و ہندوستان و نقشبندیہ در ہندوستان و ماوراء النہر شہرت تمام دارد
 و در حرمین شریفین نیز شایع شدہ و چیشتمیہ در ہندوستان بسیار مشہور است
 و سہروردیہ در نواحی خراسان و کشمیر و سند و کبرویہ در توران و کشمیر
 و شطاریہ در ہندوستان و شافولمہ در مغرب مصر و سودان و مدینہ
 فی الجملہ در مغرب و عیدروسیمہ در حضرموت - انتہی بس اوسی کتابت سے
 اسناد طریقہ ان کے کچھ جاتے ہیں طریقہ قادریہ ۱۰ اقلت شمس الاولین
 و شمسنا ۱۰ ابداء علی افاق العسل لا تقرب ۱۰ اس طریقہ کے بہت شعبے ہیں
 اصح اور اوثق ادنین کا اہل حدیث کے پاس شعبہ اکبریہ ہی شیخ اکبر محمد الدین
 ابن عربی کی جانب سے اور اشہر اونکا عوام میں شعبہ جمیلانیہ ہر سادات
 جمیلانیہ کی طرف سے اور اشہر اون شعبیون کا ملک بین میں شعبہ مستشرقینہ
 ہی حاصل کلام حضرت کو اکثر شعبیون میں ارتباط صحیح واقع ہی پس ملی خلافت
 اس طریقہ کی حضرت شاہ عبدالعزیز کو اپنے والد استاد پیر شاہ ولی اللہ
 اونکو اپنے والد استاد پیر شیخ عبدالرحیم سے اونکو سید عبداللہ سے
 اونکو شیخ آدم بتوری سے اونکو شیخ احمد سہروردی مجدد الف ثانی سے
 اونکو اپنے والد شیخ عبدالاحد سے اونکو شاہ کمال سے اونکو سید فضل سے
 اونکو سید گدار حمان سے اونکو سید شمس الدین عارف سے اونکو سید
 گدار حمن بن سید الحسن سے اونکو شمس الدین صحرانی سے اونکو سید عقیل سے

سیدان پنج
 بیچے آویں
 سیاہ

باب خفیہ
 قادریہ

سید محمد علی
 حضرت غوث اعظمیہ
 سید عبدالقادر جیلانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 بعد سے اس طریقہ
 قادریہ کہنے لگے کہ
 اول تعلیم دینا ہے

سید
 ایک گدار حمان ثانی
 بیچے لکھتے ہیں

قشاشمہ ایک فریہ ہر مصر کے فریب شعراوی بفتح اول و سکون دوم
 بسبب کثرت موسیٰ بن کے یہ لقب مشہور ہوا نسبت کے وقت شعرائی بھی کہتے ہیں
 سیوطی بضمین ایک فریہ ہر ملک مصر میں جزیری نسبت ہی طرف
 جزیرہ ابن عمر کے فاروٹ باخرناے مثلثہ بروزن فاروق ایک
 فریہ ہی در میان شہر واسط اور بصرہ کے ولادت حضرت شیخ محی الدین
 ابن العربی قدس سرہ کی شب دوشنبہ سترھویں ماہ رمضان سنہ ۶۸۵ یا نسو
 ساٹھ ہجری میں اور وفات شب جمعہ بائیسویں ربیع الثانی سنہ ۷۴۸
 چہترسو اڑتیس اور بعضوں نے سینتیس میں لکھی ہے اسی حساب صاحب الخواص
 نے تاریخ لکھی ہے شیخ والا جناب بن عربی ۶ مقتداے روح خدا طلبی ۶
 چون ز دنیا بسوے خلد برین ۶ نقل فرمود آن خلاصہ دین ۶ شد رقم سال
 نقل آن نامی ۶ قدس اللہ سرہ الساجی ۶ ہزار پانچ سو اچکا دشمن کے
 قریب مقام صالحیہ میں ہے۔ ایضاً شاہ عبدالعزیز کو شاہ ولی اللہ سے
 اوکو شیخ ابو طاهر مدنی کردی سے اوکو اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے
 اوکو امام احمد قشاشی سے اوکو اپنے والد شیخ محمد مدنی سے اوکو شیخ امین
 ابن صدیق اوکو شیخ سراج الدین عمر جبریل سے اوکو شیخ عبدالقادر سے
 اوکو اپنے والد حمید مشرع سے اوکو اپنے والد شیخ احمد بن موسیٰ مشرع
 یعنی سے اوکو شیخ اسماعیل بن صدیق جبرتی سے اوکو شیخ محمد مزاجی سے

یہ نسخہ
 در کتاب
 تاریخ
 لکھی ہے

اونکو شیخ اسمعیل سے اونکو شیخ سراج الدین ابو بکر سے اونکو شیخ محی الدین
 احمد سے اونکو شیخ فخر الدین ابو بکر محمد سے اونکو شیخ ابو احمد بن محمد سے
 اونکو اپنے والد ابو محمد احمد سے اونکو اپنے والد شیخ عبداللہ بن یوسف سے
 اونکو شیخ عبداللہ بن فاسم سے اونکو شیخ ابو محمد عبداللہ بن علی اسدی
 یعنی سے اونکو شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی سے رضی اللہ عنہم اجمعین
 مفسر عظیم مہم و بفتح شین و کسر راء مہملہ مشدود نسبت ہی عمل شرع کی طرف
 شرع کہتے ہیں بادبان کشتی کو جسے بفتح جیم و فتح موحدہ و سکون راء
 مہملہ نسبت ہی قبیلہ کی طرف اسدی بفتح الف و سین مہملہ بعد از ان وال مہملہ
 نسبت ہی طرف اسد کے وہ نام ہی چند قبایل کا فریش سے طریقہ نقشبندیہ
 سے نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اُنند کہ برہنہ از رو بہنایان بحرم قافلہ راہد اس طریقہ
 کے بھی بہت شعبے ہیں ہندوستان میں خواجہ محمد باقی اور امیر ابو العلی کی طرف سے
 شاہجی ہواہی اور ماوراء النہر کے شہر و نین محمدوم اعظم مولانا خواجگی کی جانب سے
 پھیلا ہی اور مشہور تر شعبہ اس طریقہ کا بحسب سائل یصوف اور بایں اشغال قوم
 شعبہ جامیہ ہی پھر جو طریقہ کہ خواجہ محمد باقی کی جانب سے نکلا ہی اوسین بھی بہت
 شعبے ہیں اشرافین سے شعبہ شیخ محمد معصوم اور شعبہ شیخ آدم ہتھوری
 ہی اور ہر ایک ان دونوں میں سے اشغال رکھتے ہیں سو اشغال متقدمین
 اس طریقہ کے پس ملی خلافت اس طریقہ کی حضرت شاہ عبدالعزیز کو

باز طریقہ نقشبندیہ

باز طریقہ نقشبندیہ

شہادہ ولی اللہ سے اونکو شیخ عبدالرحیم سے اونکو سید عبداللہ سے اونکو
 شیخ آدم بنوری سے اونکو امام طریقیہ شیخ احمد سہروردی مجدد الف ثانی سے
 اونکو خواجہ محمد بانی سے اونکو خواجہ اکنکی سے اونکو اپنے والد مولانا درویش محمد
 سے اونکو مولانا زاہد سے اونکو خواجہ عبید اللہ احرار سے اونکو مولانا یحییٰ
 چرخ اور خواجہ علاء الدین عجدوانی سے ان دونوں کو بلا واسطہ اور بواسطہ خواجہ
 خواجگان حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند سے رضی اللہ عنہم جمعین وفات
 حضرت شیخ آدم بنوری صاحب شعبہ کی مدینہ منورہ میں تیرہ ہویں ماہ شوال
 ۱۰۳۱ھ ایک ہزار ترپن ہجری میں مزار پر النوار جنت البقیع میں زیر آ
 عالی پایہ روشہ مقدسہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہی
 مدفون بجوار عثمان تاریخ ہی روضۃ السلام میں تاریخ مذکور ہی
 ۱۰۵۳ھ سے حور جنان سال وصالش گفت : باز در آید یہ بہشت آدم ۔
 ولادت حضرت شیخ احمد سہروردی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی
 در بیان ۱۰۵۳ھ نو سو اکتھڑ کے اور وفات بروز شنبہ ایک ہر
 دن چڑھے ۱۰۳۲ھ ایک ہزار چھتیس ہجری میں مزار آپکا شہر سہروردین واقع
 اور عمر آپکی نہ سٹھ برس کی تھی شیخ بدر الدین سہروردی آپکے خلیفہ نے
 حضرات القدس میں تلخیص لکھی ہے بہار و باغ عرفان ابرار رحمت : کربن
 گلشن بتجلیل صبارت : مگر صبح قیامت سر آمد : کہ از شکوہ دین شیخ ہی رفت

درین ملک فنا عرق بقا بود و ہم از عین بقا اندر بقا رفت و زیادش خانه
 دل آفتاب است و اگر چه از دیدہ چون نور و ضیافت و چو شاہ اولیاس
 عہد خود بود و خرد گفت کہ شاہ اولیا رفت و اکملتہ ایک موضع کا نام ہی
 شہر سبز کے نزدیک اوسکو انکے بھی کہتے ہیں اور نام حضرت ابائنگلی کا
 محمد ہی احمر جمع ہی خرکی بمعنی آزاد و برگزیدہ کے آپ ایک آزاد و برگزیدہ
 مقابل چند آزاد و برگزیدہ کے ہیں۔ چرخ بحیم فارسی در اس مہملہ آخرین
 خاصے سچہ نام ہی ایک قریہ کا توابع غزنین سے غجدوان بنین بمعجمہ مسو
 و سکون جیم نام ہی ایک موضع کا توابع بخارا سے ہی مشہور ہی طبقات حنفیہ
 میں لکھا ہی بضم غین مجہ و سکون جیم و ضم دال مہملہ ایک بڑا قریہ ہی تھے کوس
 بخارا سے و اللہ اعلم نقشبند نسبت ہی ساتھ حرفہ کتاب بافی کے
 حضرت خواجہ بہاؤ الدین اور اونسکے والد ماجد اس کام میں مشغول تھے۔
 ولادت آپکی ماہ محرم ۸۰۰ سنہ سنو اٹھارہ ہجری میں اور وفات
 شبِ دوشنبہ تیسری تاریخ ماہ ربیع الاول ۸۱۰ سنہ سنو نو دو یک ہجری میں ہی
 عمر آپکی تتر برس کی تھی قبر شریف متصل شہر بخارا کے قصر عارفان
 میں قصر عارفان ایک قریہ کا نام ہی کہ مولد بھی آپ کا وہی ہی بخارا سے
 بفاسلہ ایک فرسنگ تاریخ وفات رفت شاہ نقشبند ان خواجہ
 دنیا و دین و آنکہ بودہ شاہ راو دین و دولت ملتش و مسکن و ما و امی نو

وفات حضرت خواجہ
 نقشبند چندی علیہ السلام
 کی شہادت و حوالہ
 اکاؤن و جیمہ
 زار بنین کا نام
 بنین میں دار
 زار
 خواجہ بہاؤ الدین
 کی شہادت
 ہون ہجری
 تاریخ

چون بود قصر عارفان به قصر عرفان زین سبب آمد حساب رحلتش
 آپ نے وصیت کی تھی کہ میرے جنازے کے آگے یہ قطوع پڑھیں۔
 مفلحنا نیم آمدہ و رکوبے تو یہ شینا اللہ از جمال رسولے تو یہ
 دست بکشا جانب زنبیل مایہ آفرین بر دست بازوی تو یہ و سیاہی ہوا ایضا
 ملی خلافت شاہ عبد العزیز کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے اونکو اپنے
 والد شیخ عبد الرحیم سے اونکو خواجہ خرد ابن خواجہ محمد باقی سے اونکو
 شیخ احمد سہرندی اور خواجہ حسام الدین اور شیخ الہ واو سے ان تینوں کو
 حضرت خواجہ محمد باقی سے اونکو موافق سلسلہ مذکور کے ایضا شاہ عبد العزیز
 کو شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ عبد الرحیم سے اونکو میر ابو القاسم
 اکبر آبادی سے اونکو ملا ولی محمد اکبر آبادی سے اونکو امیر ابو الخلا اکبر آبادی
 سے اونکو اپنے چچا امیر عبد اللہ سے اونکو خواجہ عبد الحق سے اونکو
 خواجہ بھیجی سے اونکو اپنے والد خواجہ عبید اللہ احرار سے رضی اللہ عنہم
 وللاوت جناب امیر ابو الخلا مدرس سرہ کی سندہ نوسو نوو ہجری میں لو
 انتقال فرمیں ماہ صفر روز سیمہ شنبہ بوقت نماز صبح ۱۰۰۰ ایک ہزار ایک سو
 ہجری میں ہی عمر آٹھ کی اکثر ریوس کی تھی ہزار چھانو حضرت میر ابو الخلا کا
 شہر اکبر آباد کے باہر ایک کوس شمال کے جانب قریب زمین سلطان گنج کے
 واقع ہی تھی قبر کا سنگ مرمر کا ہے بر سر تعویذ سبحان ربی الاعلیٰ بخط

سلسلہ نقشبندیہ
 محمد بن خواجہ

سلسلہ نقشبندیہ
 ابو الخلا اکبر آبادی

واعیہ میر ابو الخلا

لکھا ہے تاریخ وفات میر افضل احراری رحمۃ اللہ علیہ نے یوں لکھی ہے کہ
 وای کہ شاہ ابو العلاء ساخت مکان بلاسکان بہ حیث کہ آفتاب دین گشت نہا
 ز چشم ما بہ مور و فیض ایزدی محیط نور احمدی بہ واقعہ ستر سیدی محرم
 راز کبریا بہ سر شد و پیر کا ملان بہ ہنر راہ سالکان بہ مرہم ریش طالبان
 فیض سان از کیا بہ ارشد آل مصطفیٰ امجد نسل خواجگان بہ قدوہ اہل معرفت
 نور دو عین مرتضیٰ بہ حضرت میر ابو العلاء سرور اولیائے دین بہ صاحب
 کشف بالیقین عارف اکمل خدا بہ رخت بکار معنوی بست بملک جادوان
 کہو صعود زین مکان ساخت بہشت عدن جا بہ خواست جو افضل از خرد
 سال وصال آن صفی بہ گفت بریت از جهان قطب جہان ابو العلاء ایضاً
 شاہ عبدالعزیز کو شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ عبدالرحیم سے اونکو
 امیر نور العلاء سے اونکو اپنے والد امیر ابو العلاء اکبر آبادی سے اونکو موافق
 سلسلہ مذکور کے رحمۃ اللہ علیہم اجمین عمر حضرت نور العلاء قدس سرہ کی
 تتریس کی تھی وفات ساتویں شہر ربیع الثانی ۱۰۶۱ ہجری
 مین مزار شہر اکبر آباد مین با مین مزار پیر انوار والد ماجد کے ہی ایضاً
 شاہ عبدالعزیز کو شاہ ولی اللہ سے اونکو ملا محمد دلیل گلپانی سے اونکو
 میر موسیٰ بٹی کوٹی سے اونکو شیخ محمد معصوم سے اونکو اپنے والد شیخ
 سہروردی محمد الف ثانی سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمین گلپانی بفتح کائنات

شریف بن عبد
 ابو العلاء سرور

شریف بن عبد
 محمد بن سید محمد

فارسی اول و تشریح دہم نسبت ہر قبیلہ افغانہ کی طرف کہ در میان دو ابر
 پشاور کے رہتے ہیں اور قوم یوسف زئی سے بنی عم بن پٹی کوٹ
 بہرہ و تارے ہندی ایک قریہ ہی مضافات سے جلال آباد کے اور جلال آباد
 ایک شہر جو در میان کابل و پشاور کے ولایت شیخ محمد معصوم کی سنتہ
 ایک ہزار آٹھ ہجری میں ہو اور وفات ماہ ربیع الاول ۱۰۸۷ھ ایک ہزار ہفتاد
 و نہ ہجری میں عمر ستر آہ کی اکثر سال کی تھی مزار شہر سہرند میں واقع ہی
 شیخ عبد الاحد ان کے بڑے اور زادے نے تاریخ لکھی ہے قیوم زمان
 خلیفہ اللہ و اندک ستر ہائے مکتوم و دروایہ و چو و تابو و
 بو و شش بھمان مثال معدوم و تقاشش ازل بصفہ کون و نقشہ بہ ازل
 کفرہ سر قوم و اسرار صفات ذات والا و حقا کہ جزا و نکرہ مفہوم و خوردہ
 ربیع اول ماہ و چون شاہ رسل رحیق محتوم و چابک قدمی بکوی وحدت
 ہرگز بہ ازونگشتہ معلوم و تاریخ وصال او خرد گفت و ہرقتہ ز جہان امام معصوم
 الہی شاہ عبد العزیز کو شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابوطاہر مدنی سے
 اونکو شیخ ابراہیم کردی سے اونکو شیخ احمد قشاشی سے اونکو ابوالکوا
 شیخ احمد شنادی سے اونکو شیخ محمد بن محمد بن عبد الرحمن بھنسی سے
 اونکو مولانا محمد امین ابن اخت ملا جامی سے اونکو مولانا غیاث الدین احمد سے
 اونکو مولانا علاؤ الدین محمد سے اونکو مولانا عبد الرحمن جامی سے اونکو مولانا

دانش محمد معصوم

ایضاً شہید
جامی

سعد الدین کا شغری سے اونکو مولانا نظام الدین خاموش سے اونکو خواجہ علاؤ الدین
 عطار اونکو خواجہ بہاؤ الدین نقشبند سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھنسی
 بفتح موحدہ و لون و سین حملہ نسبت ہی طرف بتسا کے جو ایک شہر ہی مصر کے قریب
 کا شغری باغین نقطہ دار بروزن دادگر ایک شہر کا نام ہی ترکستان سے
 جام بروزن سام ایک ولایت کا نام ہی خراسان سے ولادت حضرت
 مولانا جامی قدس سرہ کی بائیسویں تاریخ ماہ شعبان ۸۱۷ھ آٹھ سو ستترہ میں
 عمر پندرہ سال کی اور وفات اٹھارویں ماہ محرم جمعہ کی نماز کے وقت
 ۹۸۷ھ آٹھ سو اٹھانوے ہجری میں قبر آپکی خیابان شہر ہرات میں واقع ہی
 تاریخ وفات سے غوث آفاق حضرت جامیؒ کاں فی مقلدہ الوری نورانیؒ
 چون عنان تافت از دیار فنا کرد در کعبہ بقاروراء سالج ماہ وفات و در
 بود ہنرم روز ماہ عاشورا ایضا جامیؒ کہ بود بلبل حبت قیاریافت
 فی روضۃ مخلدۃ أرضہا السماء کلک قضا نوشت ازان بر در بہشت
 تاریخ و من دخلہ کان امنا ایضا شاہ عبد العزیز کو شاہ ولی اللہ
 اونکو شیخ البوطاہر مدنی سے اونکو شیخ احمد تجلی سے اونکو میر کلان بلخی سے
 اونکو ملا محمد عرب بلخی سے اونکو ملا اکہ شبرغانی سے کہ جبکا تخلص ابن یمن
 ہی اونکو ملا خرد عزیزان سے اونکو مخدوم اعظم ملا خواجگی احمد سے اونکو
 مولانا محمد قاضی سے اونکو خواجہ عبید اللہ احرار سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

وفات سعد الدین
 کا شغری کی خواجہ
 کے دن طاس
 وقت سائون
 جامی انانی
 آٹھ سو ستترہ
 ہجری میں اور
 نظام الدین
 غاموس کی خواجہ
 کے دن طاس
 جامی انانی
 ہجری میں اور
 تاریخ خیابان
 ازان بن واقع
 اور وفات عطار
 علاؤ الدین عطار
 کی عید نماز خواجہ
 شہر ہرات

بلخ بفتح اول و سکون ثانی ایک شہر کا نام ہے مشہور خراسان سے آگے بفتح الف
 و تشدید کاف عربی و ما ہے ہوز در آخر چہر خان: بحجم فارسی مضموم و با موحہ
 مضموم و را بے مہملہ ساکنہ و غین معجمہ ایک شہر ہے دو منزل بلخ سے شہر خان اوکا
 قریب ہے چہر خان ترکی لفظ ہے اس کے سننے جو چیز کہ بعد دوسرے کے طول میں
 مانند قطار کے ہووے بمولہ حضرت مخدوم اعظم مولانا خواجگی کا کاشان فرغانہ
 ہی عمر آہنی اٹھتر سال کی تھی و وفات ۴۹۰ھ نو سو اوچاس ہجری میں ہی
 ایضاً شاہ عبد العزیز کو شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابو طاہر مدنی سے
 اونکو شیخ عبد اللہ بصری سے اونکو شیخ عبد اللہ باقشیر المکی سے اونکو شیخ
 تاج الدین سنہلی سے اونکو خواجہ محمد باقی سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
 سنہل بابے ہندی و شام ہا ایک شہر ہے ہند میں گنگا جمن کے پرے
 قریب جبال شرفی دار الخلافۃ دہلی کے طریقہ چشتیہ عاشقان
 خواجگان چشت راہ از قدم تابر نشان دیگرست ہذا اس طریقے کے بھی بہت
 شعبے ہیں اسٹروٹمن سے تین شعبے ہیں نصیریہ اور سراجیہ اور صابریہ
 پس ملی خلافت اس طریقہ کی شاہ عبد العزیز کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے اونکو
 اپنے والد شیخ عبد الرحیم سے اونکو شیخ عظمت اللہ اکبر ابادی سے اونکو
 اپنے والد شیخ عبد الرسول سے اونکو اپنے والد شیخ عبد اللطیف سے اونکو
 شیخ عبد العزیز سے اونکو قاضی خان یوسف ناصحی سے اونکو شیخ حسن

ابن کثیر

ابن کثیر

ابن کثیر

بن طاہر سے اونکو سید راجی حامد شاہ سے اونکو شیخ حسام الدین مانکیپوری
 سے اونکو خواجہ نور قطب عالم سے اونکوا اپنے والد علاء الحق بن اسعد سے اونکو
 شیخ انجی سراج الدین عثمان اودھی سے اونکو سلطان المشایخ نظام الدین
 اولیا سے اونکو شیخ فرید الدین گنج شکر سے اونکو خواجہ قطب الدین نجستیار
 کاکی سے اونکو حضرت خواجہ معین الحق والدین سجری حشتی سے رضی اللہ عنہم
 ولادت شیخ عبدالعزیز کی جون پور میں ۸۹۵ھ آٹھ سو اٹھانوے ہجری
 میں ہو اور وفات چھٹی جمادی الثانی ۹۰۵ھ نو سو پچھتر ہجری میں
 اپنی خانقاہ کے صحن میں دفن ہیں اور وفات قاضی خان یوسف
 کی پندرھویں ماہ صفر ۹۰۵ھ نو سو ستتر ہجری میں طف آبا د میں دفن ہیں
 اور وفات شیخ حسن بن طاہر کی چوبیسویں ربیع الاول ۹۰۵ھ نو سو
 نو ہجری میں دہلی میں دفن ہیں راجی اور راجا ہندی زبان میں شاہ کو کہتے
 ہیں سید حامد شاہ کو راجی بطریق تعظیم کہتے تھے کیونکہ آبا کرام آپ کے مانکیپور کی
 ریاست رکھتے تھے مانکیپور ایک شہر ہی لوہرب میں اوسکو کڑا مانکیپور بھی کہتے ہیں
 مانکیپور لوہرب میں ایک قصبہ ہی آہ آباد کے قریب وفات سید راجی حامد شاہ
 کی ۹۰۵ھ نو سو ایک ہجری میں مانک پور میں دفن ہیں وفات شیخ حسام الدین
 مانکیپوری کی ۹۰۲ھ آٹھ سو بیاسی ہجری میں وفات خواجہ نور قطب عالم کی
 ۹۰۳ھ آٹھ سو تیرہ ہجری میں بعض ۹۰۴ھ آٹھ سو اکتاون میں لکھتے ہیں

مزار قصبہ ہندوہ میں ہی وفات حضرت علاء الحق کی غرہ رجب ستہ
 آٹھ سو ہجری میں مزار قصبہ ہندوہ میں ہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اودہ
 ایک شہر ہی پورب میں اب جسکو فیض آباد کہتے ہیں وفات حضرت انجی
 سراج الدین عثمان اودھی کی ۸۵۷ھ سات سو اٹھاون ہجری میں اور مقام
 آپکا دیار گور ملک بنگالہ میں واقع ہی اور لقب آپکا آئینہ ہندوستان ہی
 اولیا ہر چند کہ جمع ہی دلی کی لیکن حضرت نظام الدین قدس سرہ کا اس واسطے
 لقب ہوا گو یا کہ آپ ایک دلی اولیا کے کثیر کے مانند ہیں چنانچہ قرآن مجید میں
 ابراہیم علیہ السلام کو امت فرمایا اور جیسے خواجہ عبید اللہ احرار کا لقب احرار
 اور کعب کا لقب احبار ہی و کلاوت حضرت نظام الدین اولیا کی قصبہ
 بداون میں ماہ صفر ۸۳۱ھ چھ سو اکتیس ہجری میں اور وفات اٹھاون
 بیس سالہ روز چار شنبہ وقت چاشت ۸۳۵ھ میں ہی **عمر آپ** کی
 نو و چار سال تھی شہر دہلی کے باہر سرحد موضع غیاث پور میں جہاں آپکا
 مسکن تھا وہیں مدفن ہی یہ تاریخ وفات مسجد کے دروازے پر نصب ہی
 قطعہ نظام دو گیتی شہ ماہ وطنی ہ سراج دو عالم شدہ بالیقین ہ
 چو تاریخ فوتش بحسبم زغیب ہ ندا داد ہا لقت شہنشاہ دین ہ گنج شکر
 آپ کو اس واسطے کہتے ہیں کہ ایک وقت آپ پر سات روز گزرے تھے کہ کچھ
 افطار کو میسر نہوا تھا ضعف نہایت غالب ہوا پیر کی خدمت میں جاسے تھے

وفات شیخ عثمان
 سراج الدین
 وزیر نظام الدین

دہلی

کہ اثنائے راہ میں قدم لغزش کشا ہوا اور زمین پر گرے آپکے موندہ میں کچھ مٹی
آئی اور وہ تمام شکر ہو گئی وہاں سے جب پیر کے خدمت میں حاضر ہوئے
تو پیر نے فرمایا فرید پٹی تیرے موندہ میں آئی حق تعالیٰ تیرے وجود کو گنج شکر
کیا ہے ہمیشہ شیریں رہتے گاجب پیر کی خدمت سے باہر نکلے تو شخص
کہ آپکو دیکھتا تھا گنج شکر کہتا تھا۔ بختیار اوشی کا کی بختیار آپکا نام ہی
یعنے بختیار بن احمد بن موسیٰ اوشی بروزن موشن ایک قصبہ کا نام
ہی ولایت فرغانہ سے درمیان سمرقند اور چین کے وہی آپکا مولد اور
اصل ہی گاکی اس واسطے کہتے ہیں کہ جب آپ دہلی میں متوطن ہوئے
تو فتوح کسی سے قبول نفرمائے تھے خود ہمیشہ مستغرق رہتے تھے
جو رو بچوں پر عسرت گذرتی تھی تو اوہ ہنوں نے ایک بقال کی عورت سے
جو ہمسایہ میں تھی بہت خافہ کشتی کے کچھ فرض لیکر اوقات بسر
کرتے تھے ایک دن بقال کی عورت نے کہا کہ اگر میں تمہارے ہمسایہ
میں نہ ہوں تو تمہاری ہلاکت ہو جاتی یہ بات اونکو گران معلوم ہوئی عہد کیا
کہ اوس سے فرض نہ لین گے ایک دن یہ قصہ حضرت سے عرض کیا ارشاد
ہوا کہ ہرگز کسی سے میں فرض نہیں لیتا ہوں ضرورت کے وقت میرے
مجرعے سے لے لے لے میں ہاتھ ڈال کر بقدر حاجت نان بخت نہ کمال لو اپنے
صرف میں لاؤ اور چکو جاہو موبہ ازان جب چاہتے تھے اوس طرح

دوبختیار کاکی

احمد فاضل

عظیمی روز

شہر بنی پیر

محمد بن

نذیر بن

کمال بن

سید بن

سید بن

سید بن

سے نان بختہ لیتے تھے اوس نان کو کاک گھٹے ہین سجڑی
 چشتی سجڑی بکسرین مہملہ و سکون جیم و کسر زائے مجسمہ نسبت ہی
 سیستان کی طرف سیستانی کو عربی مین سجتانی اور سجڑی کہتے ہین
 چشت کہنہ جیم فارسی ایک شہر ہی ہپار کے درے پر دو منزل ہر
 سے اس زمانے مین اوسکو ابو شاقلان کہتے ہین اندون بالکل ویران
 ایک دیہ کے طور پر ہی فقط مزارات متبرکہ حضرت چشت پرنوار و نمودار
 ہین حضرت خواجہ احمد ابدال چشتی قدس سرہ جو آپ کے مرشدون ہین
 ہین وہ اوسی شہر کے ہین اور وہین دفن ہین یہ نسبت اوخنین کی طرف
 ولادت حضرت خواجہ بزرگ متعین الحق والدین کی ۷۳۵ھ یا نسو ستیس
 ہجری مین اور وفات بروز دوشنبہ چھٹی ماہ رجب ۷۳۳ھ ہجری مین
 اور قبر شہر اجمیر مین واقع ہی قطعہ تاریخ خواجہ والا متعین الدین کہ از نواری
 گشت روشن درو عالم ماہتاب ملک ہند بہ محوشد در نور حق چون
 آن میر برج یقین ہاشدند از جرج چارم آفتاب ملک ہند ہا۔
 ایضاً شاہ عبد العزیز کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے اونکو اپنے
 نانا شیخ رمح الدین محمد سے اونکو اپنے والد شیخ قطب عالم سے
 اونکو شیخ عبد العزیز سے اونکو شیخ نجم الحق سے اونکو شیخ عبد العزیز
 سے اونکو سید عبد الوہاب بخاری سے اونکو سید صدر الدین راجو

بزرگ خواجہ متعین الدین
 وفات حضرت خواجہ
 قطب الدین محمد علیہ
 کی از نواری خواجہ
 بیچ الاول
 ہجری مین ہی اور
 آگے ہون برس
 کی تھی مزار اوار
 وہی مین مشہور
 و معروف ہوا
 قطب سید عالم
 بخاری کی
 ہجری مین ہی اور
 تصویر نظامیہ

درآمد علی صاحب

درآمد علی صاحب

اوسلو پیران کنکوہ بھی کہتے ہیں وفات حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب
 شعبہ قدوس کی ۹۴۵ھ نو سو پینتالیس ہجری میں اور مزار پر انوار آجکا کنکوہ
 میں واقع ہے آپ کی تاریخ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے لکھی ہے کہ اگر تاریخ تریخیش
 بخواسے ۹۴۵ھ بلو قدوس شاہشاہ قطاب بن پانی پتہ پتہ بقیم باہی فارسی
 مفتوح و ثالث لون و پنجم نیز باے فارسی ایک شہر ہے تین منزل دہلی سے
 لاہور کی جانب صابر حضرت مخدوم علاؤ الدین علی کو صابر کہنے کی وجہ
 صاحب سیر الاقطاب یوں تحریر کرتے ہیں کہ اوایل حال میں آگاہ بارہ برس
 خدمت مطبخ خاصہ اور قسنت نگر فقرا پیشگاہ سے حضرت شیخ فرید گنج شکر
 قدس سرہ کے مقرر تھے مگر تخصیص علیہ آگاہ ارشاد نہوا تھا کہ تو بھی اسی نگر
 سے کھایا کر بارہ برس تک آپ نے ایک لقمہ بھی طعام کا تناول نہ فرمایا
 بعد ازاں حضرت گنج شکر اس کیفیت سے متفسر ہوئے تو عرض کی کہ بلا اجازت
 حضور کے کیا مجال ہو کہ ایک دانہ مطبخ عالی سے اپنے تصرف میں لاؤں
 حضرت شیخ نے اس کمال صبر سے خوش ہو کر فرمایا کہ علاؤ الدین علی احمد صابر
 ہی اوس روز سے آپ اس خطاب سے مخاطب ہوئے وفات آپ کی
 تیرہویں ربیع الاول ۹۴۵ھ چھ سو نو دہجری میں آپ کے حوال کی تاریخ ہے
 مزار آجکا کلیہ میں ہے کلیہ بروزن سرور اول ایک شہر تھا اندون ویران ہو کر
 بطور ایک پہ کے دہلی سے تھینا ساتھ منزل جانب شمال ضلع سہارن پور

وال مملہ نام ہر ایک شہر کا عراق عجم میں ولادت حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی
قدس سرہ کی ماہ رجب ۳۹۵ھ بالنسبہ اوائل سبب ہجری میں اور وفات
غزہ ماہ محرم ۳۲۶ھ چھ سو بیس ہجری میں اور قریب ایک اندرون شہر بغداد واقع
ایضا شاہ عبدالعزیز کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے اونکو اپنے
اوستاد شیخ ابوطاہر مدنی سے اونکو اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے
اونکو شیخ احمد قشاشی سے اونکو شیخ احمد شناوی سے اونکو اپنے والد
شیخ علی سے اونکو اپنے والد عبدالقدوس سے اونکو شیخ عبدالوہاب
شعراوی سے اونکو شیخ الاسلام زکریا بن محمد انصاری سے اونکو شہاب احمد
سے اونکو شیخ زین الدین بن ابوبکر بن محمد خوانی صاحب صایا قدسیہ
اونکو شیخ نور الدین عبدالرحمن مصری سے اونکو شیخ جمال الدین یوسف
کورانہ سے اونکو حسام الدین شمشیری اور نجم الدین اصفہانی سے
ان دونوں کو شیخ نور الدین عبدالصمد سے اونکو شیخ نجیب الدین علی بن
برزخش سے اونکو عارف باللہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے
رضی اللہ عنہم اجمعین خواہ بفتح اول ایک ناحیہ ہریشا پور کا کورانہ
بضم کاف ایک قبیلہ ہی کردیوں کا بزرغنیش بضم باے موحده و سکون
زائے معجز و ضم غین معجز و شین معجز آپ کا لقب ہی وفات نجیب الدین
برزغنیش کی شہدہ چھ سو اٹھترین قطب لائٹ عالمجاہ اپنی وصال کی تاریخ

بہارِ شریعت

شہادت حضرت
مجاہدین دینی
کی شہادت
میں جو شخص
ماتہ جہاد
کے لیے جان و مال
بخشے وہ شہید
ہے

مزار آپکا شیراز میں ہے طرلقہ کبرویہ سے منم کہ روئے ترا
بے نقاب سے بنیم ہا منم کہ بے شب و روز آفتاب سے بنیم ہا اس طرلقہ
کے بھی بہت شعبے ہیں اشہر اودن شعبوں کا آجکلے دن ترکستان میں
اور کشمیر اور سوا اور کے امیر سید علی ہمدانی کا شعبہ ہی اور نادر ترین اونکا
خرقہ کبرویہ ہی خواجہ نقشبند کی طرف سے پس ملی خلافت اس طرلقہ کی
شاہ عبدالعزیز کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابوطاہر نے
سے اونکو اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے اونکو شیخ احمد قشاشی
سے اونکو شیخ احمد شنادی سے اونکو اپنے والد شیخ علی سے
اونکو اپنے والد عبدالقدوس سے اونکو شیخ عبدالوہاب شعراوی سے
اونکو شیخ الاسلام زین الدین زکریا سے اونکو شمس محمد بن عمر واسطی سے
اونکو ابو العباس احمد زاہد سے اونکو شہاب و مشقی سے اونکو عبدالرحمن
شرقی سے اونکو احمد رودبار سے اونکو شیخ رضی الدین علی بن سعید
غزنوی المعروف بہ لالا سے اونکو مجد الدین بغدادی سے اونکو شیخ
نجم الدین کبیری سے رضی اللہ عنہم اجمعین واسط ایک شہر ہوریان
کوئے اور بصرے کے و مشوق کبیر دلی و فتح میم و کسر ایک شہر ہری
مشہور بابے تخت ملک شام کا لالا حضرت رضی الدین کے جد امجد
عبدالجلیل کا لقب ہی وفات آپکی تیسری بیع الاول ۷۸۲ھ چھ سو

بیابیس ہجری میں اور قبر آپکی غزنی میں بابین روضہ سلطان محمود کے ہی
 شہباز ہوا ہے عالم قدس آپ کی تاریخ ہی کبریٰ حضرت نجم الدین کا
 لقب اس واسطے ہوا کہ آپ اوائل جوانی میں جب تحصیل علم میں مشغول تھے
 تو جس کسی سے مناظرہ اور مباحثہ کرتے تو اوس پر غالب آتے تھے
 اس سبب آپکو طامۃ الکبریٰ کہتے تھے طامہ کا لفظ کثرت استعمال سے
 حذف ہوا شہادت آپکی دسویں جمادی الاول ۷۱۸ھ چھ سو
 اٹھارہ ہجری میں چنگیز خان کے لشکر سے ہوئی منصور کبریٰ
 صاحب خزینۃ الاصفیاء نے تاریخ لکھی ہے ایضاً شاہ عبدالعزیز کو
 شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابوطاہر ندوی سے اونکو اپنے والد
 شیخ ابراہیم گردی سے اونکو شیخ احمد قشاشی سے اونکو شیخ احمد
 شنامی سے اونکو سید غضنفر بن جعفر ندوی سے اونکو شیخ تاج الدین
 عبدالرحمن بن مسعود کا زرونی سے اونکو حافظ نور الدین احمد طاووسی سے
 اونکو محقق شریف سید علی جرجانی سے اونکو خواجہ علاؤ الدین عطار
 سمرقندی سے اونکو خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبند سے اونکو شیخ سلطان
 سے اونکو شیخ احمد مولانا سے اونکو شیخ بابا کمال حیدری سے
 اونکو شیخ مقتدی نجم الدین کبریٰ سے رضی اللہ عنہم اجمعین ہمدان
 بروزن رہبروان ایک شہر کا نام ہے کا زرون نام ہی ایک شہر کا

تصحیح کبریٰ نقشبندیہ
 ولادت سید شریف
 علامہ محقق حجابی
 مدرسہ اسلامیہ
 جہان آباد
 ۱۳۸۵ھ

خوارزم ایک شہر ہے مشہور ترکستان میں خجوشان بھقتین ایک
 شہر ہے نیشاپور میں ہیدوار باثانی مچول بروزن پیشواز ایک بہار
 کا نام ہے ولایت ماوراء النہر سے ختلان بفتح اول و سکون ثانی
 و ثالث بالف کشیدہ و نون زدہ نام ہے ایک ولایت کا مضافات
 بدخشان کے اب مشہور اوسکا نام کولاب ہے ہمدان بہ فحتین ایک
 شہر کا نام ہے ایران سے وفات آپکی چھٹی ذیحجہ شہادت سوستر
 ہجری میں اور قبر آپکی ختلان میں واقع ہے خزینۃ الاصفیاء میں تاریخ
 اعظمی سے مذکور ہے کہ اخیر کلام آپکا بسم اللہ الرحمن الرحیم تھا اور وہی
 آپکی تاریخ وصال بھی ہے قول دوم ہی قوی ہے سمنان بالکسر نام ہے
 ایک شہر کا کسرقی اسفرائی کسرقی بفتح کاف و کسرین مہلہ
 سکون راے مہلہ و کسرفات ایک موضع ہے توابع اسفراین سے
 جو رسانی بضم جیم و سکون واو و راے مہلہ و فا و فون مغرب ہے جو رانی
 بضم جیم و سکون واو و راے مہلہ و باے عجی نام ہے ایک موضع کا
 طریقہ مذکور اس طریقے کے بہت شعبے ہیں اشہر ان شعبوں کا
 مغرب کے ملک بن شعبہ مغاربہ ہے اور حضرموت میں شعبہ عیدروسہ
 ہے سید عبد اللہ عیدروس کبیر کی طرف سے پس ملی خلافت اطریقہ
 کی شاہ عبد العزیز کو شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابو طاسر مدنی سے

بیان طریقہ مذکور

کتاب التوحید

اوندکو شیخ الحرم بنی شیخ احمد نخلی اور شیخ عبداللہ بن سالم بصری سے اوندکو
 شیخ عیسیٰ مغربی سے اوندکو شیخ سعید بن ابراہیم جزائری صفی سے
 اوندکو شیخ المحققین سعید بن المقری سے اوندکو ولی کامل احمد حجی و ہرانی
 سے اوندکو شیخ الاسلام عارف باللہ سید ابراہیم تارمی سے اوندکو شیخ
 طریقہ صالح موسیٰ زواوی سے اوندکو شیخ سمر محمد بن مخلص سے اوندکو
 شیخ مغلطائی بن فلیح سے اوندکو ابو عبداللہ عریان سے اوندکو اپنے
 والد شیخ جماعہ طویل سے اوندکو شریف ابو محمد ناجوری سے اوندکو قطب
 ابو محمد صالح سے اوندکو قطب الطریقہ شیخ ابو محمد مدین مغربی سے رضی اللہ
 عنہم اجمعین زواوی نسبت ہی زواوہ کی طرف جو ایک بڑا قبیلہ ہی
 مدین بفتح میم و سکون دال مہملہ و فتح تیا سے تختانیہ و آخر نون اباب
 گائون ہی کہ جمین حضرت شعیب علیہ السلام تھے وفات آپ کی
 ۱۱۵۰ ہجری میں ہوئی جن ہی ایضاً شاہ عبدالعزیز کو شاہ
 ولی اللہ سے اوندکو شیخ ابوطاہر مدنی سے اوندکو شیخ احمد نخلی سے
 اوندکو سید عبدالرحمن بن علی باعلوی سے اوندکو سید عبداللہ بن علوی
 حداد سے اوندکو سید محمد بن علوی نریل مکہ سے اوندکو سید عبداللہ
 بن علی صاحب الوہط سے اوندکو شیخ بن عبداللہ عبیدروس مقبور
 احمد آباد سے اوندکو اپنے والد سید عبداللہ بن شیخ سے اوندکو اپنے

اوندکو سید عبداللہ بن علوی

چچا سید ابوبکر عیدروس صاحب بن سے اونکوا اپنے والد قطب سید عقیف الدین عبد اللہ عیدروس
 کبیر صاحب شجرہ عیدروس سے اونکوا اپنے چچا سید عمر محضار سے اونکوا اپنے والد سید
 عبد الرحمن بن محمد سقا ف سے اونکوا اپنے والد محمد بن علی مولی الد ولیہ سے اونکوا اپنے والد علی
 بن محمد سے اونکوا اپنے والد نقیہ مقدم محمد بن علی سے اونکوا شیخ عبد اللہ صالح مغربی
 اور شیخ عبد الرحمن مقعد مغربی سے ان دونوں کو شیخ مقتدی ابودین
 مغربی سے رضی اللہ عنہم اجمعین وہ طبع واد و سکون ہا آخر طار
 محمد ایک قریم ہی عدن کے نزدیک عدن بفتح تین ایک شہر ہی دریائے
 کنارے پر ملک یمن سے عیدروس لقب ہی حضرت سید
 عقیف الدین عبد اللہ کا بعد والی سب منسوب ہیں اور یمن کی طرف
 تحقیق لفظ عیدروس کی اس طرح ہی کہ اصل میں یہ عیدروس بہ تقدیم
 یاے تختا نے برشناة فوقانی شیر کے اسم سے ہی مشتق عترت سے
 اور عترت کے معنی گرفت کرنا درشتی اور شدت سے بعد ازان وہ لفظ
 عیدروس ہوا عین محلہ مکسور یا ساکن اور وال محلہ موقوف راے مضمومہ
 و او ساکن سین محلہ موقوف تاے فوقانی وال سے بدل کی گئی آپکا
 لقب ہونے کی وجہ یہ ہو کہ ایک بزرگ کا وقت اخیر آیا تو اونکو خیال
 ہوا کہ سیکو اپنا سجادہ نشین کیجیے مگر آزما کر تو اونفون نے اپنے
 تصرف سے ابلیس کو پکیر انسانی میں عباد اور عمامہ پہنا کر مجلس میں

شیخ عقیف الدین

بٹھا کر خلعت کو اس ار او سے سے اذن عام دیا کہ جو اسکو پہچانے
 وہ اس جاے کے لایق ہی بہت خدا شناس آئے مگر کسی نے
 نہ پہچانا ایک بیک ایک لڑکے کا او دھر سے گذر ہوا بیتاب او اس
 مجلس میں آیا اور ابلیس لعین کو پوچھ ل پچھڑ کیا خلعت کو حیرت ہوئی کہ
 اس لڑکے نے ایسے پریرد سے اس طرح کی بے ادبی کی اور صاحب
 محفل مانع نہ ہوا کیا سب ہی بیان تک کہ وہ کل خیالی شیطانی غائب ہوئی
 اور حیرت بڑھی بعد دفع ہونے او اس لعین کے لڑکے نے وہ راز
 ظاہر کیا کہ ابلیس کو سجادہ مشیخت پر دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا جو کچھ او کے
 ساتھ کرنا تھا کیا او اس بزرگ نے جوابات کہ بوڑھون میں مطلوب
 تھی لڑکے میں پائی اور او کو اپنا قائم مقام کر کے کلاہ و خرقہ عنایت
 کیا او اس دن سے او اس لڑکے کی ساتھ عیدوس کے شہرت
 ہوئی کہ سب خوف و دہشت شدت و درشتی سے دیو لعین پر حملہ کیا
 اور او اس لڑکے کا نام نامی عقیف الدین سید عبداللہ ہی رحمۃ اللہ علیہ
 یہ مضمون ہی انتباہ اور ترغیب السالک الی احسن المسالک مصنفہ نواب
 محمد مصطفیٰ خان بہادر مرحوم دہلوی المتخلص بشیفہ و حسرتی کا
 مولد و مدفن آپکا بلدہ ترین ہی ملک حضرموت سے ولادت اللہ
 آٹھ سو گیارہ ہجری میں عشر پچپن سال کی آدرو فات عشر اول

ذی الحجہ ۶۶۹ھ آٹھ سو چھپسٹھ ہجری میں ہی محضاً ربکبر سیم و سکون حامی مہلہ
 وفتح ضاد معجزاً خزا سے مہلہ آپکا لقب ہی سبب سرعت حضور کے استغاثہ
 کے وقت سقاف سین مفتوح قاف مشد مفتوح آخر قاف آپکا لقب ہی
 سبب مبالغہ کے اپنے ستر حال میں مولی الدوایہ یعنی صاحب شہر
 کہنہ مقدم یعنی مقدم الترتیب پہلے مقبرے میں آپکی زیارت کرتے
 ہیں بعد ازاں باقی سادات کی طریقہ شاذلیہ علی خلافت اس طریقے کی
 شاہ عبد العزیز کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابوطاہر بنی
 سے اونکو اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے اونکو شیخ احمد قشاشی
 سے اونکو شیخ احمد شنادی سے اونکو احمد بن قاسم علامہ اور ولی
 کبیر حسن اور شیخ ابراہیم علقمی اور محمد بن زین الدین سے ان سب کو
 شیخ الاسلام کمال الدین طویل سے اونکو علامہ محمد بن محمد بن جبرسی سے
 اونکو سید تاج الدین سبکی سے اونکو سید احمد بن عطاء اللہ الاسکندر
 سے اونکو احمد ابو العباس مہر سی سے اونکو قطب ابو الحسن شاذلی سے
 رضی اللہ عنہم اجمعین سبکہ ایک قریہ ہی ملک مصر میں مہر سی بضم
 اول و سکون ثانی و ثالث مہلہ ایک قریہ ہی ملک مغرب میں و فحاح
 آپکی اسکندریہ میں ۶۷۰ھ چھ سو چھیاسی ہجری میں ہی شاذلہ
 بشین و ذال معجزاً ایک قریہ ہی افریقیہ کے قریب افریقیہ ایک بڑا شہر مگر

بیان طریقہ شاذلیہ

شیخ شاذلیہ

ملک مغرب میں وفات حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سرہ کی
 باتفاق اہل اخبار ۷۵۰ ہجری میں بعض نے چھپین بھی لکھے ہیں ہزار
 اکچا بندر محنت میں واقع ہے صاحب زینۃ الاصفیاء نے تاریخ رقم کی ہے
 سال تاریخش بقول اہل حق ۶۵۰ ہجری ابوالحسن عارف امام دین بخوان ۶۵۰
 شاہ عبد الغزیز کو شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابوطاہر مدنی سے
 اونکو شیخ احمد نخعی سے اور شیخ عبداللہ بن سالم سے اونکو شیخ عیسیٰ
 مغربی سے اونکو ابو عثمان سعید بن ابراہیم جزائری سے اونکو ابو
 مقری سے اونکو ابو العباس احمد حنفی و ہرانی سے اونکو ابوسالم
 تازی سے اونکو صالح بن موسیٰ زواوی سے اونکو شیخ ابو عبد اللہ
 محمد بن محمد بن مخلص طبری سے اونکو شیخ علاء الدین مغلطائی سے
 اونکو سید زین الدین ابوبکر اور سید ابو عبد اللہ محمد بن سید ابوالحسن
 شاذلی سے ان دونوں کو قطب ابوالحسن شاذلی سے رضی اللہ عنہما
 ولادت شیخ علاء الدین مغلطائی کی ۷۵۰ ہجری میں چھ سو نو اسی ہجری
 اور وفات ماہ شعبان ۸۵۰ ہجری میں اس کے ساتھ سو بائیس ہجری میں ہی
 طریقہ شطاریہ اس طریقے کا اس ملک میں ایک ہی شعبہ ہی
 شیخ محمد غوث گوالیری کی طرف سے اور حقیقت میں قبل شیخ محمد غوث
 کے یہ طریقہ چندان شہرت نہ رکھتا تھا اول جو شخص کہ یہ طریقہ ہندوستان

شیخ ابوالحسن شاذلی

بانی طریقہ شطاریہ

مین اوس سے جاری ہوا سو وہ شیخ عبداللہ شطاری ہی اور جو اس طریقہ کو
 ابتدا کیا وہ شیخ خدا قلی ماوراءالنہر ہی ہیں ملی خلافت اس طریقہ کی شاہ عبدالعزیز
 شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابوطاہر مدنی سے اونکو شیخ ابراہیم کرم دہی سے
 اونکو شیخ احمد قشاشی سے اونکو شیخ احمد شناوی سے اونکو سید صبغۃ اللہ
 بھڑوچی سے اونکو شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی سے اونکو حضرت شیخ
 محمد غوث گوالیری سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمین وفات حضرت سید
 صبغۃ اللہ کی مدینہ منورہ میں ۱۰۱۵ھ ایک ہزار پندرہ ہجری میں ہی گوالیر
 ایک شہر ہی مضافات سے اکبر آباد کے وفات آپکی پندرہویں ماہ
 رمضان ۱۰۱۵ھ نو سو ستر ہجری میں مدت عمر آپکی انسی سال کی تھی
 قبر آپکی گوالیر میں مشہور و معروف ہے اور غوثی بے لوث آپکی
 ماریج ہی ایضاً شاہ عبدالعزیز کو شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابوطاہر
 مدنی سے اونکو شیخ احمد نخعی سے اونکو سید میر کلان سے اونکو شیخ
 عیسیٰ سندھی برہان پوری سے اونکو شیخ شکر محمد سے اونکو شیخ
 محمد غوث گوالیری سے رضی اللہ عنہم اجمین وفات حضرت شیخ شکر محمد
 عارف کی برہان پور میں دوم ماہ شوال ۱۰۱۶ھ نو سو تیرا نو سے ہجری میں
 ایضاً شاہ عبدالعزیز کو شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ محمد سعید لاہوری
 سے اونکو شیخ محمد اشرف لاہوری سے اونکو شیخ عبدالملک سے

۱۱

تحقیق و نظر

اورنگو شیخ بابر بد ثانی سے اورنگو شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی سے
 اورنگو شیخ محمد غوث سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین گجرات ایک ملک
 ہوتا ہے ہندوستان سے وفات حضرت شیخ وجیہ الدین علوی
 گجراتی کی غرہ ماہ صفر ۹۸۰ھ نو سو اٹھانوے ہجری میں اور مرزا آپ کا
 شہر احمد آباد گجرات میں مشہور ہے فیض حق آپ کی تاریخ ہی گلزار ابرار
 کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ ولادت آپ کی ۸۲۰ھ ہجری میں اور عمر
 نو و پنج سال کی اور وفات ۹۰۰ھ نو سو ستانوے ہجری میں ہی
 واللہ اعلم جاننا چاہیے کہ طریقہ شطاریہ منسوب ہے حضرت
 شیخ عبداللہ شطاری کی طرف لفظ شطاری کے معنی تیز رو کے ہیں
 اصطلاح صوفیہ میں علم شطاری شغل باطنی کو کہتے ہیں کہ اس کے کسب سے
 مرتبہ فنا فی اللہ کا اور بقا باللہ کا حاصل ہوتا ہے جب شیخ عبداللہ نے
 شغل شطاریہ کو بریاضت تمام انجام دیا تو اس اسم سے موسوم ہوئے
 یعنی آپ کے مرشد شیخ محمد علیہ الرحمہ نے شطاری مخاطب کر کے خرقہ
 خلافت سے سرفراز کیا اور گلزار ابرار کے مصنف یوں لکھتے ہیں کہ پیر
 ابن سلسلہ رشطاری ازان خواندہ کہ در سلوک شاہراہ طریقت از مشایخ
 دیگر خانوادہ تیز تر و گرم رو تر اند چنانکہ گفتہ اند اول قدم البشان و نہایت
 قدم دیگر و رو البشان کہ معلوم رہے کہ اسما ان طریقہ کے بزرگوں کے

اور جو شبہ کہ اون سے بے دقت استخراج ہوئے اونکے صاحبون تک
 راقم نے لکھے ہیں ہر ایک کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
 تک بسبب طوالت تحریر کے نہیں لکھا انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ
 میں مفصل مسطور ہے اور ہر ایک طریقے کے اذکار و اشغال اور مراقبات
 وغیرہ علیہ علیہ بخوبی مذکور ہیں جسکو شوق ہو وہ دیکھ لے اگر کہیں اسما
 میں سلاسل کے کوئی جسطرح کا خلاف پائیں تو راقم کو معذور رکھیں کیونکہ
 مستعد و نسخون سے فقط انتباہ کے راقم نے لکھا ہے اور کتب سے تحقیق کے
 اسباب میسر نہ ہو سکے اور ایک شجرہ آپ کے طریقے کا شاہ عبدالقادر صاحب
 صوفی علیہ الرحمہ کے فرزند کے پاس دیکھنے میں آیا اوس سے کل ترین طریقہ
 کی خلافت و اجازت ثابت ہے اوس میں مدار یہ طریقہ بھی ہے سند اوس
 طریقہ کی لکھی جاتی ہے پس ملی خلافت طریقہ مدار یہ کی حضرت شاہ عبدالغفر
 کو شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابوطاہر مدنی سے اونکو شیخ ابراہیم
 گروی سے اونکو شیخ احمد قشاشی سے اونکو شیخ احمد شنادی سے
 اونکو سید صبغۃ اللہ سے اونکو وجیہ الدین گجراتی سے اونکو محمد غوث
 گوالبیری سے اونکو شیخ ظہور حاجی حضور سے اونکو شیخ ہدایت الدست
 سے اونکو شیخ محمد قاض سے اونکو شیخ حسام الدین مدار سے اونکو
 حضرت شیخ الوقت بدیع الدین مدار سے اونکو شیخ بابزید بسطامی سے

حضرت
 بدیع الدین مدار
 بیت شیخ طیفی
 سے بھی ہو اور طیفی
 حضرت بابزید بسطامی کا
 نام ہے والد اعلم
 بحقیقہ الحال شیخ
 مدار حضرت طیفی
 بنامی ہیں جابزید
 حضرت رسلت
 صلی اللہ علیہ وسلم
 سے پہنچے ہیں اور
 یہاں بلاد اسیطہ
 ابوبسی بھی اخفت
 صلی اللہ علیہ وسلم
 رکھے ہیں قشاشی
 شہوین حاجی
 شہوین حاجی
 فیوض مکن کوپن
 شایع شیع
 واقع ہو صاحب
 الاصفیاء تاج
 کو ہے اس لحاظ
 بیتا ان مدار

و علماء كرام ارتباط ایشان در زمن اول بهتماع احادیث و حفظ آن در و عاقل قلب
 بود بعد از آن تصنیف کتب و قرائت و مناو له و اجازت و وجادت آن پیدا شد
 ارتباط سلسله همه این امور صحیح است و اختلاف صور را اثری نیست و هر یک
 از این امور اصلی دارد و از سنت سنیه اما قرائت پس صلش قرائت عبد الله بن مسعود
 و سوال اعرابی است و مناو له صلش کتابت آن حضرت است با طراف بلدان و مناو له
 صحیفه عبد الله بن جحش و همچنین اجازت و وجادت را اصول است که در کتب
 اصول حدیث سنین میشود بالجملة رسم قدیم صوفیه است که یاران خود را خرقه
 می پوشانستند از قطنسوه و عمامه و قمیص و قبا و رداء و از ار هر چه میسر شود بسته و چه
 یکله خرقه اجازت چون خواستند که محبه را از محبان خود اجازت طریقه دهند
 و او را نایب خود کنند در تلقین و صحبت با طالبان و اخذ بیعت و اعطا خرقه
 او را خرقه دهند و شرط آن قابلیت این معنی است دیگر خرقه ارادت چون
 عزیز و در زمره صوفیان داخل شد و اعمال ایشان را بجد تمام پیش گرفت او را
 خرقه عطا میکنند تا علامت و دخل او باشد در طریقه صوفیه و شرط او ردیه
 جد و جد است و تفرس استقامت او درین باب است و خرقه تبرک چون
 بر کسی مهربان شوند و خواهند که برکات غیر بران شامل حال او باشد او را خرقه
 دهند بغير ملاحظه شرط پادشاه باشد یا امیر یا تاجر و همچنین اخذ بیعت
 بچند طریق باشد بیعت موتبه از معاصی و آن عام است هر مسلمان را و بیعت تبرک

چنانچه در حدیث آمده است
 که این را با طراف بلدان
 که این خیال فقر و اشتیاق
 و در سواد آرد و سواد
 خد حضرت مصطفی قدس
 بهماست من فریاد است
 از در باب است که بخوان
 و شریعت محمد است بلکه
 بر شریعت خداوند عظیم
 خود زنده گانی کند اگر از
 طریقه علم است برین
 علم باشد و اگر از خرقه
 است بوضع خرقه و اگر از
 سبب بیان است بعد
 سبب بیان است و اصله
 نفس را بقیه
 چنانچه در اول نظر
 بلاست و انما را

بدخول در سلسلہ صاحبین آن نیز عام است و تبعیت تحکیم کہ شیخ زاد رسولک طریقہ
مجاہدہ بر خود حکم سازد و بحد تمام این راہ را سلوک نماید و این مخصوص باصحاب
ارادت است انتہی۔ اور انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں جسے سلاسل
طریقہ مذکور ہیں ویسے سلاسل علم حدیث و حقائق و سلوک بھی مسطور ہیں
یعنی ان علوم کی ہر یک کتاب کی سزاو سکتے مصنف تک درج ہی مگر اور
علوم ظاہر کے اسناد مندرج نہیں اس واسطے بیان قول الجلیل اور
امم لا یقاظ الہم اور الممنون جہلوم سے لکھے جاتے ہیں
علوم ظاہر منجملہ تفسیر و حدیث اور فقہ و عقاید اور صرف و نحو اور کلام و اصول
و منطق وغیرہ پڑھا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی نے اپنے والد پیر
حضرت شاہ ولی اللہ اور شاہ محمد عاشق بھلتی اور بابا فضل اللہ کشمیری وغیرہ
سے یہ دونوں بزرگ عمدہ شاگرد ہیں حضرت شاہ ولی اللہ کے اور حضرت
شاہ ولی اللہ نے پڑھا اپنے والد و مرشد شاہ عبدالرحیم سے اوغھون نے
چھوٹی کتاب میں اپنے بھائی ابورضا محمد سے اور بڑی کتاب میں جناب
میرزا ابراہیم ہروی سے جو مصنف ہیں حواشی مشہورہ کے اوغھون نے
میرزا فاضل سے اوغھون نے ملا یوسف کو سچ سے اوغھون نے میرزا آجانب
وغیرہ سے اوغھون نے محقق ملا جلال الدین دوانی سے اوغھون نے
اپنے والد سعد الدین سعد صدیقی دوانی اور محی الدین محمد انصاری کو شناری

بایں سند علم
امم لا یقاظ الہم
نصبت ہر صاحب
شیخ الشیخ
ابراہیم ہروی
اور سعد الدین
سعد الدین
دوانی کی خدمت
علیحد

اور خواجہ حسن شاہ بقال وغیرہ سے یہ تینوں بزرگوار ارشد تلامذہ سے ہیں
 سید شریف زین الملت والدین علی علامہ جرجانی کے اور محقق جلال الدین نے
 پڑھا تلامذہ سے علامہ سعد الدین نفتازانی کے بھی حجتہ اللہ علیہم اجمعین
 اور سید شریف زین الدین علی علامہ جرجانی نے پڑھا علوم عقلی محقق
 قطب الدین محمد رازی سے اوٹھون نے علامہ قطب الدین محمود بن مسعود
 بن مصلح شیرازی سے اوٹھون نے نصیر الدین طوسی سے اوٹھون نے
 فرید الدین داماد نیشاپوری سے اوٹھون سید صدر الدین سرخسی سے اوٹھون
 نے افضل الدین عیلابی سے اوٹھون نے ابو القباس ملوکری
 سے اوٹھون نے شیخ الرئیس ابو علی حسین بن عبد اللہ بن
 سینا دون علوم عقلی سے وفات میرزاہد ہروی کی ۷۸۰
 گیارہ سو ایک ہجری میں ہی اور مدفن شہر کابل وفات
 ملا جلال الدین دوانی کی ۸۰۰ نو سو نو ہجری میں ہی بعضوں نے نو سو
 سات یا آٹھ بھی لکھا ہی مولود و مدفن آپکا دواں ہی وفات
 سید شریف زین الدین علامہ جرجانی کی ۸۱۶ آٹھ سو سولہ ہجری میں ہی
 جرجان بروزن سلطان ایک شہر کا نام ہی دارالملک استراباد سے
 ولادت سعد الدین سعد بن عمر نفتازانی کی قریہ نفتازان میں ماہ صفر
 ۸۲۲ سات سو بائیس ہجری میں اور وفات روز دوشنبہ

سید علوم عقلی

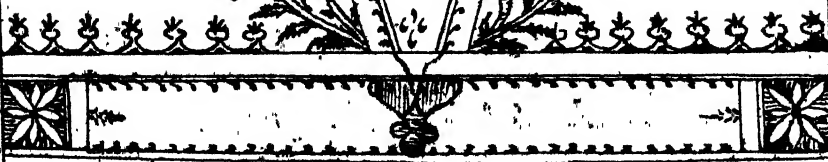
دوران بروزن
 دوران نام ہجری
 دیکھا کا از دوران
 ۱۲
 بنی
 اٹھارہ ہجری
 بن

۵۵
 جرجان سوسولہ
 گرجان کا از

سرخس نفتح اول
 دہانی سکون
 ثالث دین مجملہ
 نام ہر ایک شہر کا
 خراسان ستار

بانیسویں محرم ۹۲۰ء سات سو بیانوے ہجری میں ہی بعض نے
 نوہ و یک بھی لکھا، ہی شہر سمرقند میں وہاں سے نقل کر کے سرخس
 میں بروز چار شنبہ نوین جمادی الاول کو دفن کیا وفات قطب الدین
 محمود شیرازی کی شہر تبریز میں بروز یک شنبہ سترھویں ماہ رمضان ۸۲۰ء
 سات سو دس ہجری میں ہی وفات نصیر الدین طوسی کی ماہ ذیحجہ

ایٹھارویں تاریخ ۸۲۰ء چھ سو بہتر ہجری میں ہر
 مدفن بغداد شریف وفات شیخ
 رئیس ابو علی سینا کی ۸۲۰ء چار سو
 ستائیس ہجری میں ہر مولد
 شہر بخارا میں اور مدفن
 شہر ہمدان ہی



مقالات ششم در حالات خلفاء

اکثر حال اس مقالے کا آثار الصفا وید سے مسطور ہی اوسکے سوا جو کیفیت

ہی اوسمین راوی کا نام وغیرہ مذکور ہے

مقبولانِ رگاہ صد حضرت شاہ سید احمد صاحب شہید قدس سرہ

جناب ہدایت آب نظر انوار نبوی منبع آثار مصطفوی سلالہ خاندان صلب طاہر

سید الاولیا اعنی سیدنا علی مرتضیٰ - نقادۃ دودمان سبط اکبر

سند الاصفیا اعنی حسن مجتبیٰ قدوہ اصحاب شریعت زبدۃ ارباب طریقت

سراج المجبین تاج المحبوبین الامام الاوحد السید احمد طاب اللہ ثراہ وجعل الخیرۃ

مشواہ ابن سید محمد عرفان ابن سید محمد نور ابن سید محمد حمیدی ابن سید محمد علی

ابن سید محمد فضیل ابن سید محمد معظم ابن سید احمد ابن سید محمود ابن سید

علاء الدین ابن سید قطب الدین ابن سید صدر الدین ابن سید زین الدین

ابن سید احمد ابن سید علی ابن سید قیام الدین ابن سید صدر الدین ابن

سید رکن الدین ابن سید نظام الدین ابن سید قطب الدین محمد الکریم

ابن سید رشید الدین احمد الدافع ابن سید یوسف ابن سید عینی ابن سید

ابن سید حسین مکشی بابی الحسن ابن سید جعفر ابن سید قاسم ابن سید

ابو محمد عبد اللہ ابن حسن الاعور النقیب الجواد ابن محمد الثانی ابن ابو محمد

عبد اللہ الاشر ابن ابو محمد صاحب النفس الزکیۃ ابن عبد اللہ المحض ابن حسن مثنیٰ

سید محمد

پاک طبنت کے جو دور و دراز سے تحصیل علم باطن کے شوق میں جناب لانا
 عبدالقادر صاحب مغفور موصوف کی خدمت میں حاضر رہتے خاطر داری اور سرانجام
 مہام میں ایسے بدل سرگرم ہوتے گویا اس امر کو اہم امور سمجھے ہوئے تھے اور
 اس زمانے میں بھی اپنی اوقات عزیز کو طاعت الہی میں ایسا مصروف کیا تھا کہ
 گوشہ نشینوں سے بھی اس طرح کی حضور قلب سے ظہور میں نہ آتی اکثر مولانا مغفور
 علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ اس بزرگ کے احوال سے آثار کمال ظاہر ہوتے ہیں
 اور اودہ اس سعادت منش کا ترقی مدارج علیا کا قابل نظر آتا ہی اوسی اثنائیں سرگروہ
 علیا انام اسوہ اولیا عظام جامع کمالات ظاہری و باطنی مولوی معنوی
 خادم حدیث شریف نبوی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی
 قدس سرہ العزیز سے بیعت کا ارادہ کیا جب انکی خدمت کثیر البرکت میں
 حاضر ہوئے تو حضرت ممدوح نے کہ انکے حالات سے واقف تھے فرمایا کہ اگرچہ
 حق جل و علا نے اس صاوت باطن کو خست یا ر طریقہ رشد و ہدایت کے باب میں واسطے
 کا محتاج نہیں رکھا مگر اہل ظاہر کے نزدیک ہر چیز کے واسطے ایک سبب ضرور
 ہی رفع حجت کے واسطے کچھ مضایفہ نہیں بچھ آئے مولانا کے موصوف سے طریقہ
 نقش بندیم میں بیعت کی توجہ اور تربیت سے حضرت کی بہرور ہوئے
 بعد چند مدت کے سفر اختیار کیا از بسکہ مقامات عالی روز بروز کھلتے جاتے
 تھے اور مراتب علیا آنا آنا ترقی میں تھے اس دولت بے زوال سے اہل ظاہر کو

مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی

بہرور ہوئے

آگاہی ہوتی چلی اور ہر طرف سے لوگوں نے ہجوم کیا کسی نے بیعت اور کسی
 نے ہوا سے حاجت سے سوال کرنا شروع کیا چونکہ اخفا ہے حال اور ستر احوال
 منظور تھا خیال میں یہ آیا کہ اگر اہل دنیا کے لباس سے ملبس ہو کر علم باطن کی
 تحصیل اور تکمیل کی جگہ تو یہ ہجوم عوام کا جمعیت اوقات میں خلل انداز نہ ہوگا اس
 خیال سے ٹونک کی طرف تشریف لیگئے اور نواب میر خان مغفور کی رفاقت میں
 چند سے بسر کی از بسکہ شجاعت اور جو انفرادی سادات صحیح لہنس کا جوہر ہی
 اوس اثنا میں ترددات عظیمہ آپسے ظاہر ہوئے اور اکثرین کو ہدایت کی راہ
 بھی آپسے حاصل ہوئی جب اس عرصے میں جمیع مراتب کی تکمیل ہو گئی آپ ترک دنیا
 کر کے پھر شاہجہان آباد میں تشریف لائے اور مسجد اکبر آبادی میں وارد ہوئے
 ایک حجرے میں اوس مسجد کے آٹھ پہر دروازہ بند کر کے یاد الہی میں مشغول
 میسر حسن علی عرف شاہ جی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آپ
 فقط بوقت نماز باہر تشریف لائے نماز جماعت سے ادا کر کے پھر حجرے میں
 چلے جاتے اور حضرت پیر و مرشد یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ ہر ہفتہ میں
 ایک بار پہر سوا پہر دن چڑھ وہاں آتے اور آپ حجرے سے باہر نکلتے دو نو
 بزرگوار آفتاب بہتاب کے مانند صحن مسجد میں چند سے جلوہ افروز رہتے اور
 وہی وقت ہزار ارشاد و تعلیم کا بعدہ جناب مولانا صاحب مکان کو تشریف فرما ہوتے
 اور آپ حجرے میں چلے جاتے جب تک آپ اوس مسجد میں تشریف رکھتے تھے

و وقت حضرت مولانا سے تبرک کے مکان سے روٹی اور ٹھیلیاں پانی آپ کے واسطے
 جانا تھا چنانچہ یہ خدمت خاص شاہ جی صاحب موصوف کے ذمہ پر تھی اور کبھی
 کبھی شاہ عبدالقادر صاحب جو فی حیدر آبادی بھی یہ خدمت بجالانے تھے انتہی
 اس اثنا میں مولانا عبدالقادر صاحب علیہ الرحمہ کا انتقال ہو چکا تھا اور مولوی
 محمد سمیع شہید علیہ الرحمہ فایم مقام علوم رہی کے درس تدریس میں مصروف
 تھے اور اہل باطن کی طرف چندان ملفت نہوتے تھے جب اس دفعہ آپ کی
 تشہیف فرمائی سے مردم شہر میں ایک غلغلہ مچ گیا تھا اور طالب فیض باطن کی
 کثرت سے ہجوم کرنے لگے ایک بار مولوی صاحب موصوف نے با تعلق مولانا
 عبدالحی علیہ الرحمہ کے آپ کی خدمت بابرکت میں جا کر عرض کیا کہ ہکو نماز حضور قلب
 سے کبھی میری نمونی اگر آپ کی ہدایت سے یہ امر حاصل ہو جائے تو عین مدعا ہر
 آپ کے کشف باطن سے معلوم کیا کہ یہ طریق امتحان باطنی کتنے میں قسم
 کیا اور فرمایا کہ مولانا آج شب کو اس تجربے میں تشریف لائے شاید یہ بات
 ظہور میں آجائے اور کمزیر یادہ استعجاب ہوا اور شب کو وہ دونوں صاحب شریف
 لیگے حضرت نے اپنے سامنے دو ٹکڑے نماز میں کھڑا کیا جب نماز پڑھوا چکے
 تو فرمایا کہ اب جہاد لیت بانہ دو ایک ایک دو گانہ عطا ہوا اگر یہ سب کچھ
 ہو سکے تو اس طرح استغراق ہوا اور رکعت ہی میں شب بسر ہو گئی جب فیض
 باطن مشاہدہ کیا تو صبح کو وہ دونوں صاحبوں نے بیعت کی اور بیان تک آپ کی

بزرگیت مولانا
 شہید علیہ الرحمہ
 عبدالحی علیہ الرحمہ
 عیضا

کشف برواری میں حاضر رہے کہ کشف برداری کو فخر جانتے تھے چند روز کے
 بعد آپ نے فرمایا کہ مولانا مشیت اللہی میں یہ ہر کہ تمکو تکمیل اس علم کی اور تمہیں ان
 مراتب کی سفر میں حاصل ہو اور انکو ہمراہ لیکر مکہ معظمہ کا سفر کیا شاہ جی صاحب
 جو اس سفر میں ہمراہ رکاب تھے کہتے ہیں کہ سات سو ستر آدمی کو اس کے
 مایحتاج کے سکنفل ہو کر ہمراہ لیے بریلی اور گھنٹو اور کانپور اور لالہ آباد اور بنارس
 وغیرہ ہوتے ہوئے کلکتہ میں تشریف لائے انسانی راہ میں لاکھوں آدمی کیا
 مولوی کیا مشایخ آپ سے بیعت کیے جو آپ سے ملتا تھا نہایت معتقد ہوتا تھا
 اور اپنے مقاصد دلی حاصل کرتا تھا لکھ آباد کے بڑے نامی مشایخوں سے
 شاہ اجل کے دایرے والے بہت سے بیعت کیے کلکتہ میں تین ماہ کے
 قریب رہے انتہی اور آپ جو ترویج رسوم شرعیہ اور امر بالمعروف بہت
 کرتے تھے منہایت کارواج قدوم سعادت لزوم کی برکت سے اکثر اطراف سے
 اونٹن گیسٹا طرہ یہ ہر کہ شہر کلکتہ میں جب تک آپ تشریف رکھے شراب مطلق
 نہ بکنے پانی کلال خانہ بند رہا اور اس نواح میں آپ کے مریدوں کی کثرت
 لاکھوں سے گذر گئی اور آپ کے اکثر خلفا کو قطب اور اتاد کا مرتبہ حاصل ہوا
 مولوی عبدالاحد ابو سعد نے جو مولوی عبدالکریم کے استفتا
 مستغنی مسئلہ وحدۃ الوجود کا مسئلہ بارہ سو یا بیس ہجری میں جواب لکھا کہ
 اور وہ طبع بھی ہوا ہی اور یہیں مرقوم ہے کہ حضرت سید احمد صاحب قدس سرہ کے

میرا کشف
 اور کشف
 اور کشف

اور کشف

اور کشف

مفتی الہی بخش ساکن کاندلہ شاگرد رشید حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ و جنھوں نے
 شان توان دفتر مثنوی مولانا روم قدس سرہ کا لکھا ہے اور اس کا قصہ مقالہ دوم میں مذکور
 ہو چکا اور اسی ساتویں دفتر کو اختتام کہتے ہیں جو شرح بحر العلوم وغیرہ کے
 ساتھ طبع ہوا ہے شروع اس کا یہ ہے جذب ذوق و شوق مولانا صاحب
 می کشدارا بسوے اختتام، اختتام مثنوی معنوی، میکشدارا بزاہ مستوی
 می تراود خود بخود از لب سخن، انچہ خواہی امی خیار الدین بکن، اور جناب
 مولوی مفتی الہی بخش صاحب موصوف نے ترجمہ بھی مثنوی کا شروع کیا تھا
 ہزار شعر ہو چکے تھے کہ آپ کا انتقال ہوا اور اس کی ابتدا یہ ہے
 سنیوئی سے کیوں حکایت کرنی ہے، اور جدائی سے شکایت کرنی ہے،
 جب کہی ہو کاٹ کر بن سے جدا ہے جسکے مونہ لگتی ہے نالان ہی سدا ہے، بعد ازاں
 آپ کے فرزند ارجمند مولوی ابوالحسن صاحب نے ترجمہ ایک ہزار شعر کا اور لکھا کہ انچہ
 بھی انتقال ہوا مفتی صاحب نے کلام فقوہ مشہور ہے کہ حضرت آج تک جو سائے برس
 سے پتیا تھا سو وہ دنیا ہی تھا اب آپ کی توجہ سے میدا ہوا اور حضرت
 سید احمد صاحب کی تعلیم برداری کو اپنا شرف جانتے تھے حاجی شاہ عبدالرحیم
 ولایتی شہید میاں حاجی شاہ نور محمد جھانوی درینوں ان بزرگ سے آپ کا طریقہ
 عرب اور ہند میں نسبت اور خلفاء کے نسبت جاری ہے چنانچہ خدا آگاہ مولوی
 حاجی امداؤ اللہ صاحب کہ اللہ تعالیٰ فی الحال جو نیکو معظمت میں حاضر ہیں وہ آپ کے

ابو یوسفی بخش
 کاندلہ

ابو یوسفی بخش
 کاندلہ

خلیفہ ہن اور اوس کے خلفاء ہندوستان میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور
مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی وغیرہ خلقت کی ہدایت میں مصروف ہن میانجی
شاہ نور محمد کو حاجی عبد الرحیم شنید ولایت سے بھی اول خلافت بھی بعدہ حضرت
حاصل کی اور شنید موصوف کو دوسرے بزرگ سے بھی طریقہ حاصل تھا مگر تکمیل
کمال حضرت سید صاحب کی خدمت عالی میں ہوئی اور منصب شہادت آپ ہی کے رکھا
میں بابا کتاب ضیاء القلوب مصنفہ مولوی حاجی امداد اللہ صاحب موصوف سے
بھی یہ مضمون کچھ ثابت ہوتا ہی مولوی حاجی سخاوت علی جوہری مولوی کرامت علی جوہری
صاحب مفتاح الجنۃ مولوی شجاع علی عظیم آبادی مولوی فخر الدین صاحب سہارنپوری
مولوی نصیر الدین دہلوی داماد مولانا سحیح صاحب مولوی خترم علی بلہوری صاحب تصانیف
کثیرہ مانند غایۃ الادطار شرح در المختار و تحفۃ الاخبار شرح مشارق الانوار
وشفاء العلیل وغیرہ مولوی سید اولاد حسن قنوجی بابا عبد القدوس کشمیری
مولوی شہاب الدین ساکن بٹالہ میان فضل سیالکوٹی امام الدین حافظ محمد صدیق
صوفی نور محمد سید عبد اللہ ولد سید بہادر علی مولوی کرام الدین دہلوی صاحب تفسیر
سورہ فاتحہ مولوی عبد اللہ بنارس مولوی شاہ طہمت اللہ سلونی انکو جاب سیدنا
نے اپنا تاج عنایت کیا تھا کلکتہ کو جاتے وقت بریلی میں اپنے قائم مقام
کر کے فرمایا کہ جو کچھ پوچھنا ہو سو اسے پوچھئے مولوی نظام الدین دہلوی
قاضی یوسف مرکنی مولوی عبد الحلیم ہر دو ساکن بمبئی مولوی شیخ جیون مولوی عبد الحلیم

[illegible]

سنا کہ کولی مولوی حاجی سید قاسم ساکن نصیر آباد متصل جالپٹ انکو جناب سید صاحب سے قرابت بھی تھی میرا محمد علی ان بزرگ کا انتقال راہی ویلور میں ہوا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ان خلفا میں سے حضرت سید صاحب قدس سرہ نے اثنائے جہاد میں کہ بیان اوسکا انشاء اللہ تعالیٰ قریب آویگا چند اشخاص کو جو ترکی اور فارسی جاننے والے تھے دعوت الی اللہ اور اعانت جہاد کے واسطے ترکستان کی طرف روانہ فرمایا اور چند اشخاص کو ہندوستان کی جانب مولوی سخاوت علی اور مولوی کریم علی کو کلکتہ کی طرف مولوی لاہت علی اور مولوی محمد علی کو دکن کی سمت مولوی خرم علی اور ایک دوسرے بزرگ کو دہلی کی نواح میں جو ترکستان کی طرف روانہ ہوئے تھے اونہیں سے ایک بابا عبدالقدوس بھی ہیں مولوی شہاب الدین اور میان فضل کو کہ یہ دونوں پنجاب بڑے معزز مشایخوں سے تھے رنجیت سنگھ کے پاس اپنی طرف سے وکیل مقرر کر کے بھیجا کرتے تھے اوسکے پاس سے دو کچھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے رنجیت سنگھ نے حضرت کے اقرار کیا تھا کہ میری چاہ شریطن قبول فرمائیے تو مسلمان ہوتا ہوں ایک توبہ کہ ہم لوگوں کے ختنہ نکرنا بعد جو پیدا ہوں گے اوزکا اختیار ہو اور ہم لوگوں کو ذلیل نہ جاننا آپس میں شادی بیاہ ہونا اور بادشاہت میری رہے اور دو شریطن تھیں کہ راقم کو یاد نہیں حضرت نے شریطن پر بدیہ تحریر قبول فرمائی شادی بیاہ کے لئے فرمایا کہ ہم مسلمان ہو گئی تو میں اپنی بیٹی جسکو کہوں گے اوس مسلمان کو دون کا اور بادشاہت کے مجھے

الحاج محمد بن عبد الله
ابن الحسين بن علي
بن ابي طالب

پیشانی

کچھ علاقہ تین مرقومی دین کے موافق میراجاری پہنچا یہ بھی تم لوگوں کو علم آئے تک
 جب تم دین کے علم سے واقف ہو گے تم ہی فتوا دینا اور میں خود تمھاری رکاب میں
 حاصل کلام جو مشیت ایزدی میں تھا وہ ہوا اور انھیں خلفائے و شخص کو سند
 اور بلوچستان کی طرف روانہ کیا عقان ترکستان وغیرہ سے نامے فرمان بردار
 اور طاعت فی سبیل اللہ کے آئے تھے اور کاغان کا حاکم سمس اکر شاہ نے
 اپنی دختر کو حضرت سید صاحب کی خدمت میں روانہ کر کے نکاح میں دیا چنانچہ
 وہ بی بی اب تک ٹونک کے قافلے میں بقید حیات ہیں والی ٹونک تمام وجہ سے
 خدمت گزار رہی اور ہندوستان وغیرہ میں بھی آپ کے خلفائے بہت فیض ہوا
 لاکھون آدمی واصل الی اللہ ہوئے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ
 نے اپنے خاندان کے تمام صفار و کبار کو جناب سید احمد صاحب بیعت
 کروائی تھی وقت روانگی مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً کے حضرت مولانا سے معزز
 بذات خود دہلی کے باہر تک تشریف فرما ہو کر رخصت کیا تھا یہ سفر ماہ شوال یا
 ذیقعدہ ۱۲۳۵ سن بارہ سو چھتیس ہجری میں واقع ہوا تھا الحاصل کہ معظمہ میں
 قریب چار ماہ کے اور دینہ منورہ میں زیادہ چالیس دن سے رہ کر حج اور سوا
 زیارت سے مشغول ہوئے وہاں بھی خلافت خدا کو آپ کی ذات فایض البرکات
 سے اور آپ کے خلفائے بہت فیض حاصل ہوئے انتہی مولوی عبداللہ ابو سعید
 لکھتے ہیں (چنانچہ عبداللہ سراج جو اوس وقت کے مکہ معظمہ میں شیخ العلماء تھے

افاضۃ فی سبیل
 شریف

کربلا
ہندوستان

مولانا محمد اسماعیل شہید کے روبرو دوزخ تو بیٹھ کر اپنے شبہات علمی پوچھتے تھے
اور خصوصاً علم مناظرہ مولانا شہید ہی سے دیکھا جہاں انتہی پھر جناب سید احمد رضا
رحمات اللہ علیہ ہندوستان کو تشریف لائے اور کشف باطن سے معلوم ہوا تھا کہ آپ کو
مع اکثر مومنین پاک عقائد کے سعادت شہادت حاصل ہونے والی ہی مولانا اسماعیل
اور مولانا عبدالحی کو اجازت ہوئی کہ اطراف ہندوستان میں وعظ کرو اور بیشتر
جہاد اور فضیلت شہادت بیان کرو چہرہ پر یہ اسکا منشا نجانے تھے اور پی
نہ لگے تھے کہ اس ارشاد کا سبب کیا ہے مگر چونکہ مرید باخلاص تھے سر مو تاج و
نکلیا اور فرمان بجالائے ان کے وعظ سے لاکھوں آدمی شاہ راہ ہدایت پر آئے
اور شوق ماہر الحق دل میں جم گیا اور جہاد کی فضیلت ذہنون میں بیٹھ گئی اور خود
بخود چاہنے لگے کہ اگر جان و مال راہ الہی میں صرف ہو تو عین سعادت ہے
بعد ازاں ان بزرگوں کو حضرت نے لکھا کہ اب ہمارے پاس چلے آؤ یہ تو جان نثار تھے مجھ
حکم کے مشتاقین وعظ کو نیم جان چھوڑ کر خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور
آپ ان کو ہمراہ لیکر کوہستان کی طرف چلے گئے اور یہ مہنوز اس منشا سے
واقع تھیں جب پنجتار میں وارد ہوئے تو قوم افغان بالکندہ وحش سے کم نہیں
حضرت کے ایسے متقد ہوئے کہ آپ کے ہاتھ پر بیعت امامت کی اور عہد کیا کہ اگر حضرت
جہاد کریں تو ہم سرفروشی پر حاضر ہیں آپ نے سکھوں کی قوم پر جہاد قائم کیا مگر ہندو
اس خبر کے سننے سے اطراف و جوانب بکراہی ہوئے اور سوا قوم افغان کے

کربلا
ہندوستان
نورانی برادر
بختیار علی

مردم ہندوستانی جو وہ پندرہ ہزار جمع ہوئے اور خطبہ آپ کے نام کا پڑھا لیا
 وزیر دہرا مام ہو گیا چند منفرات تک عشر جو طریقہ اسلام میں ایک نوع خراج کی ہر
 آپ کے پاس آنے لگا پشاور اور بعض دوسرے مکان سکھ کی عملداری سے نکل کر
 غازیان اسلام کے تصرف میں آگے سکھوں کے باوجود اس شوکت و شان
 ظاہری کے آپکا ایسا رعب لین پیڑ گیا کچھ ملک دینے پر راضی ہوئے سچ ہی
 مصرع ہیبت حق است این از خلق نیست، لیکن حضرت کو ترویج اسلام منظور
 تھی قبول نکلیا کئی سال تک عیسے پانچ سال کامل ہی سلسلہ چلا گیا چار لڑائیاں بڑی
 بڑی کہ جبین غازی بھی اکثر بے بن بچیں ہزار سے زیادہ ہوتے تھے فتح ہوئیں
 اور یہ لڑائیاں اس ضابطہ کی تھیں کہ کسی کی جماعت سے نماز قضا نہیں ہوتی تھی
 اور مولوی عبدالحی علیہ الرحمہ نے بیماری جیسی سے سفر آخرت اختیار کیا اور یہ وقت
 ہشتم ماہ شعبان ۱۲۳۳ھ ہجری میں بروز یکشنبہ بعد طلوع آفتاب ضلع صاوموضع خارا
 میں ہوا اور اخیر کلمہ آپ کی زبان پر الحقنی بر فوق الاعلیٰ تھا جو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری ہوا تھا بعد اوس کے جو کہ قوم افغانہ بندہ زور اور
 نہایت طامع ہیں سکھوں کی احوال سے آپ متعجب ہوئے اور عین معرکہ
 جنگ میں دغا کی اور آپ نے اکثر اہل ہمت کو پیشتر ہی رخصت کیا تھا ازبک
 مشیت الہی میں دولت شہادت آپ کے نصیب میں تھی مگر بلا کوٹ کے
 کہ ایک طلوع ہر نواح بظاہر میں حضرت نے مولوی محمد اسماعیل اور اکثر سونین صاف

وفات مولانا عبدالحی علیہ السلام

ماہ شعبان ۱۲۳۳ھ
 چنانچہ ازبک نے خلیفہ
 سید محمد کو

اعتقاد کے ایک ہی دن شہادت پائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ
 شاہ جی صاحب فرماتے ہیں کہ بالاکوٹ سے تین کوکس پر حضرت کے
 اور مولوی محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہما کے دونوں مزار کچی مٹی کے بنے ہوئے
 ہیں دونوں مزاروں کے درمیان ایک چبوترہ گنج شہیدان کا ہی یہ مزار ہیں
 اور چبوترہ شیر سنگہ و لدر نجبت سنگہ کا بنایا ہوا ہے کہ اوسے سے اخیر جنگ ہی
 تھی اور رنجبت سنگہ نے تین ہزار روپیہ سالانہ کے دیہات و بان کے مصارف
 کے واسطے مقرر کر دیے تھے انگریزوں نے بھی اب تک جاری رکھا ہے حاکم وقت
 کی طرف سے وہ رقم سالانہ مصارف میں صرف ہوتی ہے اور ایک خادم و لاہی حضرت کا
 و بان متولی ہے اور کچھ بھی معاش اوسے رقم سے حاکم نے مقرر کر دی ہے جو معتقد
 پاک اعتقاد و بان جاتے ہیں اپنے اپنے مقاصد پانے ہیں سلسلہ فیضان
 باطن کا الی الان ہے وَلَا تَحْزَنْ اَلَّذِیْنَ قَتَلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَانٌ اَکْبَرُ
 بَلْ اَحْبَبُ اَعِنْدَ رَبِّیْ تَحْصُرُکِیْ ہِیْ شَانِ ہِیْ بَعْضُوْنَ نَے جو مشہور کر رکھا ہے
 کہ حضرت سید احمد صاحب کی لاش گم ہو گئی یا آپ شہید نہیں ہوئے غائب ہو گئے
 یہ سب غلط محض ہے معلوم نہیں کہ بعض لوگوں نے کس نیت سے یہ غلط لکھا تھا
 بیان تک بعض نابالغین طبع دنیا کے واسطے ولایت میں لیک بھاڑ سکے درے
 میں ایک جلا بنا رکھ کر خلائق کو فریب دیتے تھے کہ حضرت اندر موجود ہیں
 غور باللہ منہا دونوں مزار پر انوار و بان موجود ہیں یہ وہ وہ مبارک اور قیم

بجانب مذکورہ
 صاحب غائب

۴
 انجیل اور انجیل
 اور لوگوں کو
 انجیل اور انجیل
 انجیل اور انجیل
 انجیل اور انجیل

واقعہ سید احمد صاحب نے چارم ماہ ذیقعدہ ۱۱۸۷ء بارہ سو چھیالیس سال میں ہوا ہی خپانچہ شہید شد
 شہید شد اگلی شہادت کی تاریخ ہی شاہ جی صاحب معزز سلمہ کچھ تفصیل اس حال
 کی یوں بیان فرماتے ہیں کہ پیر محمد خان لور فتح محمد خان دونوں بھائی دوست محمد خان
 رنجیت سنگھ نے انکو گرفتار کر کے لاہور میں مقید کیا تھا بعد چند سے اون دونوں کو
 اپنی طرف سے پشاور کا حاکم کر کے روانہ کیا اور انکے جو وہ بچوں کو اپنی اطمینان
 کے لیے لاہور میں رکھا تھا صاحب پشاور فتح ہوا اور غازیوں کے قبضے میں آیا تو
 حضرت سید احمد صاحب سے کہنے لگے بھی اون دونوں بھائیوں کو اپنی طرف سے
 حاکم کیا اگرچہ او سوقت بعض اہل پشاور اور وہاں کے اکابر حضرت کو مانع ہوئے
 کہ انکو آپ حاکم نہ کیجیے کسی اور ہندوستانی کو حاکم فرمائیے کیونکہ انکے لڑکے
 نیچے لاہور میں رنجیت سنگھ کے قبضے میں ہیں یہ لوگ آپ سے غاکرین کے انکے
 قول و فعل کا اعتبار نہیں کیونکہ انھوں نے اپنے باپ شاہ سے بے وفائی کی ہے
 اور یہ قوم بارک زئی ہی انکی بیو فانی مشہور ہے حضرت نے فرمایا کہ ہم ملک گیری اور
 حکومت کے واسطے نہیں آئے ہیں انھوں نے ہم سے بیعت جہاد کی ہے اور
 اونکے لڑکے بچوں کا خدا ناکا ہبان ہی حاکم کلام او بھین کو حاکم کیا اور وہی حاکم
 رہے پندرہ سولہ ہزار ہندوستانی جو ہمراہ رکابہ با سعادت تھے اون سب کو
 حضرت نے معلوم نہیں کیا مصلحت تھی رخصت کیا قریب دو ہزار کے اہل ہند
 رہ گئے ورنہ لا اکابر علمائے پشاور جیسے مولوی حافظ محمد عظیم صاحب نابھنا

وغیرہ نے مولوی نظام الدین صاحب ہلوی سے جو حضرت کی طرف سے وہاں کے
 قاضی اور محتسب تھے عرض کی کہ حضرت بیان ایک بڑی رسم باقی رہی ہے کہ بالزور عورتوں
 کے چالیس چالیس بچاس بچاس برس تک شادی عیسے نکاح نہیں کر دیتے
 یہ فقط جمالت ہی آپ اس بات کا بندوبست ایسا کیجیے کہ کسی طور نکاح جاری
 ہو جائے مولوی نظام الدین صاحب نے حضرت سید صاحب کو لکھا اور اجازت
 جا ہی حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ بالفعل اس امر میں انکو تشدد و تکرر و اوسی
 حالت پر رہنے دو اتنی ہی بات بس ہی جو خدا کی راہ میں سب طرح سے وہ ہمارے
 کمک کرنے میں یہ جواب با صواب اون اکابر کو مولوی صاحب نے سنا دیا پھر وہ
 اکابر باعث ہوئے کہ یہ کیا بات ہے آپ ضرور اس امر کا اعلان کرنا اور قید بھی
 مقرر ہو کہ اس مدت میں یہ کام کیا جاوے آخر الامر اون لوگوں کے اصرار سے
 اپنے جمعہ کو خطبہ پڑھا اور بڑائی نکاح نکر دینے کی اور بھلائی نکاح کر دینے کی
 بیان کی اور یہ بھی حکم دیا کہ چالیس دن کی مدت میں اگر کوئی عورت بالغہ قابل
 نکاح کے باقی رہیگی تو حاکم کی طرف سے تمھارے ہی اقربا میں نکاح شرعی
 کر دیا جائیگا بس اس اعلان کے ہونے ہی پر میر محمد خان اور شیخ محمد خان کہ
 ان دونوں کے بچے لڑکے رنجیت سنگھ کی قید میں تھے اور معلوم نہیں کہ
 کیا اونکو کھون سے مصلحت تھی سب اپنی برادری کو ہموار کر کے کہا کہ دیکھو
 ان لوگوں کا اب یہ قصد ہے کہ تمھاری عورتوں کو باندیان بنا کر ہندوستان کو

لیجائیں اور ہندوستانوں سے نکاح کروں اگر تمکو کچھ غیرت ہو تو اسکا
 تدارک اور بندوبست کرو اور انھوں نے کہا کہ اسکا تدارک کیا ہو اور کیا کرنا
 ہو کہا کہ بہت آسان ہے اور انکے ہمراہی کے غازیوں کو تم لوگ جو عشق کی
 تحصیل کے واسطے اپنی اپنی بستی میں متفرق لیجا کر رکھا ہے اور وہ کوئی ہزار بارہ سو
 ہونگے اور ان سبکو اتفاق کر کے ایک ہی وقت مار ڈالو وہ غازی جو دو دو یا
 تین تین ہر ایک بستی میں تھے اور انھوں نے کچھ علامت مقرر کر کے سب کو
 ایک ہی شب کو شہید کیا اور نظام الدین صاحب کو بھی پشاور میں شہید کیا
 پلا یا طرفہ یہ ہے کہ پیر محمد خان اور شیخ محمد خان نے حضرت مسید صاحب سے
 بیعت بھی کی تھی حضرت کی ملاقات کو آ کے بتقریب دعوت پنجتار میں حضرت
 زہر دیا تھا چند روز آپ اسکی تکلیف میں مبتلا رہے اگرچہ یہ امر آپ پر
 ظاہر ہوا تھا مگر کچھ نفرا یا بلکہ انکو اسی حکومت کی خدمت پر پشاور کو
 رخصت کیا دوسرے لوگوں نے عرض کی اگر حکم ہو تو انکو مار ڈالیں کہ یہ
 بڑے منافق ہیں اور رجحیت سنگھ سے موافق اپنے منع فرمایا اور کہا کہ انحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لوگوں نے زہر دیا تھا اللہ تعالیٰ مخلوق میری جد کی یہ بھی
 ایک سنت سے سرفراز کیا خود اللہ نگاہبان ہے جب یہ خبر حضرت کو معلوم
 ہوئی اور انکا نفاق ظاہر ہوا تو مولوی فخر الدین صاحب کو جو خلیفہ جلیل القدر
 تھے پچاس آدمی غازیوں سے جو ہمراہ رکاب باسعادت حاضر تھے ساتھ دیکر

راجورے کو کہ ایک بستی کشمیر اور لاہور کے درمیان کوہستان میں ہر روانہ
 فرمایا اور وہ بستی ملک میں راجپوت نو مسلموں کی ہی وہاں کا حاکم اور سوت
 راجہ اگر خان تخت میں سکھوں کے تھا قوم جہاں سے کہ ایک قوم ہر راجپوتوں
 کی اور مہتاب خان اوسکا برا اور حقیقی حضرت سید صاحب پختار کے مقام میں
 حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوا تھا اور چند روز رہا اپنے ملک کو چلا
 گیا تھا واللہ اعلم اور اندون ملک راجوری اور مظفر آباد کشمیر کی تخت
 میں ہی اور مظفر آباد میں حاکم راجہ مظفر خان قوم کھکھا سے تھا یہ بھی ایک قوم
 ہر راجپوتوں کی اور دوسرے ایک خلیفہ کو بھی پچاس غازی ہمراہ دیکر
 مظفر آباد کو بھیجا وہاں کے لوگوں نے اون خلفا کے ہاتھ پر حضرت
 سید صاحب کے بیعت کی اور کہا کہ ہم سب طرح سے مع اپنی قوم کے جانفشانی
 کو مستعد ہیں اور اسی مضمون کے عریض بھی بذریعہ عریض مولوی فخر الدین صاحب
 وغیرہ حضرت کی خدمت میں روانہ کیے مولوی فخر الدین صاحب بڑے
 عالی مقام اور صاحب کمال تھے کہ حضرت سید صاحب نے مولوی اسماعیل اور مولوی
 عبدالحی وغیرہ تمام علما اور فضلا سے اس بات پر بیعت لی تھی کہ بعد میرے
 امیر اسلام مولوی فخر الدین ہیں سب انکی اطاعت کرنا سمجھوں نے اس عند پر
 بجان و دل راضی ہوئے تھے الحاصل اونکے عریضہ آنے کے بعد حضرت
 نے پختار سے تھمنا تین سو غازیوں کو لیکر کہ تمام اہل ہند اسنے ہی رہے

کوچ کیا ایک مقام درمیان کر کے دوسرے دن بالا کوٹ کو جا لوی پنجے پر محمد خان وغیرہ نے اول ہی سے کشمیر سنگ کو لکھ رکھا تھا کہ اونکے ہمراہی سب مار گئے تین چار سو باقی رہیں ہین تم اسوقت آجاؤ توفیق پاؤ گے حضرت بالا کوٹ کو آتے ہی قبل ظہر آپ اگر طلوع کے اندر فروکش ہوئے عصر کے وقت تخمیناً بیست لہزار جمعیت سکھوں کی کہ اوسمین پیر محمد خان اور فتح محمد خان بھی دو تین ہزار مسلمان اپنے رفقا سے جو غازیونکو شہید کیے تھے ہمراہ لیکر کشمیر سنگ کے ساتھ تھے قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا تمام شب محاصرہ رہا غازیون نے قلعے کا دروازہ کھلا رکھا کہ مشنان ایک عمر سے اسی دن کے تھے کچھ خوف و ہراس اونکے پاس نہ آیا شب بھر اجتماع و غلط و نصیحت اور تیاری شوق شہادت میں مصروف رہتے جیسے جیسے رات گھٹی تھی ویسا ویسا شوق بڑھتا تھا وعدہ وصل چون شود نزدیک سدا آتش شوق تیز تر گرد مہا بعد اواسے نماز صبح تکبیر کہتے ہوئے حضرت سید صاحب اور مولوی سمیع صاحب تمام ہمراہیوں کو لیکر باہر نکلے گولی کی زد پر آتے ہی ایک شلک بند و فون کی سر کی پھر بند و فون پھینک کر تلوار میں مہان سے نکال کر اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے کفار ناجاکار پر حملہ کیا یہاں تک کہ اونکی قلب فوج میں داخل ہوئے جو مقابلے پر آتا تھا وہ سیدھا جہنم میں جاتا تھا بالا کوٹ سے نین کو سن تک جھگکاتے ہوئے کافروں کو لاسے جدھر

غازیان ویندار ہمراہ رکاب فرزند پادشاہ ذوالفقار چلے گئے تھے بادل کی طرح
اون روسیاء ہون کی فوج کے دل کے دل پھٹے جاتے تھے ہزار ہا افکار فی النار
ہوئے ایسی پھرنی تکی کہ اونکی توپ چلنے نہ دی حضرت سید صاحب مولوی
اسماعیل صاحب کا جسم بند و فون سے چھلنی ہو گیا تھا تین کوس پر بالا کوٹ سے
دو پہر کے قریب مولوی صاحب معز گھوڑے پر سے گرے بعد تھوڑے عرصے
کے حضرت سید صاحب بھی زمین سے جدا ہوئے اور شہرت شہادت پہنچے
کیا خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہ ایک نماز بھی اونکے ذمے پر نہ رہی بعد شہادت کے
سید صاحب مولوی صاحب کی لاش کو سکھون نے چاہا کہ ذلیل کرین مگر جسکو
اللہ تعالیٰ عزت دے تو کسی طاقت ہی کہ ذلت دے اور جسکو خدا دوست
رکھے تو کوئی اوس کا کیا کر سکے **إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ**
صِفًا كَانَتْهُمْ بُنْيَانًا مَرَكُصًا جو مسلمان تھے اس امر کو ماننے ہوئے
اور تجنیز و تکفین پر اصرار کیا شیر سنگھ نے کہا کہ بہتر ہی انکو دفن کرو دو دو شا
سنگو اگر حضرت سید صاحب اور مولوی صاحب کی لاش پر اوڑھا دیا جو مسلمان کہ
سکھون کے لشکر میں تھے اور انکو شہید کرنے میں شریک تھے انھوں نے
نماز پڑھ کر علیحدہ علیحدہ دونوں بزرگواروں کو جس جس جگہ پر کہہ کر
تھے دفن کیا دوسرے دن تمام مسلمانوں کی لاشیں تلاش کروا کر ایک گنج
شہیدان دونوں مزاروں کے درمیان بنایا جتنے غازی حضرت سید صاحب

ایک عجیب شہر

۴
 تمامه تحقیق العدد
 بنتهای اون از کون
 نه رشتمین اون
 راه من صفت بانو
 نوایکده عارثی
 بسیار عالی

ساتھ ہی سب شہید ہوئے ایک بھی نہ بچا اس واقعہ کے دس ہندو روز کے
 بعد مولوی فخر الدین صاحب وغیرہ راجوری اور مظفر آباد سے واپس ہوئے
 تو شیر سنگھ جو اس فوج میں تھا سب کو قید کر کے رنجیت سنگھ کے پاس
 روانہ کیا راوی بھی اور نین شہر ایک ہینا اون دونوں رنجیت سنگھ دینا لگے
 اور ہوشیار پور کے میدان میں ہوا خوری کے واسطے فروکش تھا و برو
 بلوایا اور بٹھلا کر مولوی فخر الدین صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ کو کہاں ہیں
 امیر المومنین مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں امیر المومنین ہوں کیونکہ حضرت
 سید صاحب نے اس کام کا اپنے بعد مجھ کو سہرا کیا تھا سب لوگوں نے
 جو سو آدمی تھے گواہی دی کہ ہاں حضرت نے ان ہی کو سہرا کیا تھا پھر
 رنجیت سنگھ نے کہا کہ تم تو قید ہو مولوی صاحب نے فرمایا کہ فی الفور رہا ہوتا
 ہوں اس نے کہا کہ میں تو تمھیں اب توپ کے آڑا دیتا ہوں فرمایا کہ یہی تو رہا
 ہی اگر اب خدا کی راہ میں جان دی تو سب طرح سے رہائی پائی جب تک زندہ
 رہو لگا بیٹھے مسلمان کرنے کی تردد میں رہوں گا کیونکہ میرا کام یہی ہی
 سنا جانتے ہی کہا کہ ان لوگوں کے واسطے فرش کرو و نیچے بیٹھے ہین
 اور کہا اگر تم نوکری کرو تو تمھیں اگرچہ مصلحت نہیں ہو مگر اپنی فوج کا سردار
 بناتا ہوں اور سب کو اچھی اچھی پیش قرار دیا ہوں کہ اپنے
 فرمایا کہ نوکری تیری مخالفت نہیں ہو سکتی تب اس نے قید سے رہا کر کے

پچیس بجیں وہی سو شخصوں کو اور دو سو روپیہ مولوی فخر الدین صاحب اور
 دوسرے خلیفہ کو سونگوا کر دیے اور کہا کہ جہان تمہارا جی چاہے رہو میرے
 ملک میں رہو یا ہندوستان کو چلے جاؤ الحاصل سب لوگ وہاں سے
 روانہ ہوئے جبکہ جدھر ارادہ ہوا وہر چلا گیا مولوی فخر الدین صاحب
 سہارن پور کا مقصد کر کے نکلے اثنائے راہ میں انتقال ہوا کرآمت
 شاہ جی صاحب موصوف نے کہا کہ ایک طالب علم مستعد اکبر علی خان نامی
 مفتی شرف الدین رام پوری کے شاگردوں سے کول کے مقام میں حضرت
 سید صاحب قدس سرہ کے قتل کے ارادے سے قراہین اور پیش قبض
 لگائے ہوئے آنیکا ارادہ کیا ابھی وہ آیا نہ تھا کہ آپ نے فرمایا ایک
 صاحب میری ملاقات کو قراہین اور پیش قبض لگائے ہوئے آتے ہیں
 کوئی اونسے متعرض ہونا آنے دینا راوی بھی اوسوقت خدمت بابرکت
 میں حاضر تھا کہ وہ شخص وارد ہوا اور رو برو بیٹھا اپنے خیریت معافیت پوچھی
 اوسنے کہا کہ آپ میرے کچھ سوال ہیں ارشاد ہوا کہ کہو مجھ کو ارشاد کے اوسکے
 تمام جسم میں رعشہ پیدا ہوا اپنے فرمایا کہ خانصاحب خیر قہمی اور رعشہ زیادہ
 ہوا زبان میں گلنت پیدا ہوئی آخر الامر بخوشی دیر کے بعد قراہین وغیرہ
 رکھ دیا اور دست مبارک پر سبعت کی تمام حقیقت اور اپنا ارادہ جو قتل کے
 واسطے کیا تھا بیان کیا پھر عرض کی کہ اب حضرت کی تحلیل بردار میں حاضر ہوں

اکبر علی خان
 مرید مولانا مفتی شرف الدین
 کے شاگرد کا

حاصل کلام ہمراہ رکاب ہوا معرکہ اول میں جو بڑھ سکہ بکھرن کے سردار سے
 ورساں پشا وراور پنجتار کے واقع ہوا تھا شہید ہوا سبحان اللہ کس
 ارادے سے آیا تھا اور کیا مرتبہ پایا کر امت جناب مولوی حاجی حسن ضامن
 سلمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں مولوی حاجی سید قاسم نصیر آبادی سے
 کہ وہ اہل قرابت اور خلیفہ ہیں حضرت سید صاحب قدس سرہ کے کہا اُنھوں
 نے کہ ایک رسالدار کو حضرت سید صاحب نہایت عداوت تھی اور ہمیشہ
 آپ کے قتل کی فکر و قصد میں رہتا تھا اور یہ امر مشہور ہوا تھا کہ فلان رسالدار
 اس ارادے میں ہی خیاں فتح پور ہسودہ کے مقام میں کہ راوی بھی یعنی
 سید قاسم صاحب ثانی حاضر تھے وہ رسالدار مسلح ہو کر حضرت کے فرو دکاہ کاغذ
 کیا یہ خبر حضور والا میں پہنچی راوی کہتا ہے کہ میں حضرت کے حجرے کے
 دروازہ پر دست کھڑا ہوا کہ وہ شخص آئیگا تو اسکو مار ڈالونگا کبھی حضرت
 جانے نہونگا اس اثنا میں وہ شخص آیا حضرت نے حجرے سے باہر نکل کر فرمایا
 کہ کیوں مانع ہوتے ہو آئے دو میں امتثالاً لأمرہ کنارے ہوا اوسنے
 بوجھا کہ سید صاحب کہاں ہیں خدام نے کہا کہ حجرے کے اندر تشریف فرما
 ہیں اوسنے اوسی جوش و خروش سے حجرے میں گیا حضرت تنہا رونق افزا تھے
 جاتے ہی اپنے تقدیم کی سلام علیک ہوئی فرمایا کہ آئیے بہت مدت کے
 بعد ملاقات میسر ہوئی اور کمال شفقت کے معاف کیا معافیت کے ساتھ ہی

رسالدار سید صاحب
 کا ایک

وہ مختصر ہے موش ہو کر گر پڑا دیر تک بیخود رہا ہوش میں آئے ہی ہتھیا تمام کھول دیا
 اور کپڑے پھینک دیے ایک تہ بند باندھ کر دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ فدوی کا
 ارادہ فاسد تھا نہایت قصور ہوا اب اپنے ارادے سے توبہ کرتا ہوں اور غلاموں
 میں داخل ہوتا ہوں اوس وقت بیعت کے مشرف ہوا کہ امت خدا کا گاہ مولوی عارف
 صاحب نے جو اس شہر میں معتنات کے ہیں مجھ سے بیان کیا کہ کھنوں میں مولوی محمد اشرف
 صاحب بڑے عالم باعمل فاضل اجل نہایت متقی پرہیزگار بیگانہ روزگار میرے
 استاد تھے قضاے الہی انکا انتقال ہوا بعد چند دنوں ایک روز میں
 مولوی اصغر صاحب کی خدمت میں بیٹھا تھا اور بھی لوگ حاضر تھے اوس وقت
 مولوی محمد اشرف صاحب کے کمالات کا ذکر آیا ہر ایک نے جو جو وصف انکا یاد تھا
 بیان کیا ایک صاحب نے اونہیں سے کہا کہ ہاں ایسے ہی بزرگ تھے مگر اونھوں نے
 معلوم نہیں کیا سمجھ کے سید احمد صاحب کے مرید ہوئے کیونکہ وہ دنوں ایک
 ان پر پڑھا آدمی تھے مولوی اصغر صاحب نے کہا کہ ہاں مجھے بھی ایسا ہی خیال تھا اور
 محکوم مولوی اشرف صاحب سے تین سال تک برابر ملاقات رہی کبھی اونسے جھوٹ
 نہیں سنی اکیس روز میں انکی مرید ہی کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ جب جناب سید احمد صاحب
 ربان شریف فرما ہوئے اور انکی رکاب برداری میں بڑے بڑے فاضل و
 کامل مولانا محمد سمیع اور مولانا عبدالحی جیسے لوگ تھے تو مجھے بھی سید صاحب کی
 عزت کا اشتیاق ہوا خاک و شرف ہو کر میرے بھی سر فرما ہوا اسی دن مجھے

محمد اشرف صاحب
 کے مرید ہونا
 کا مختصر

دو فائدے ہوئے ایک تو سورہ فاتحہ کی تفسیر اُنھوں نے ایسی بیان کی
 کہ میں نے باوجود کئی تفسیرین کے مضمون یاد رہنے کے کبھی نہ سنی تھی اور دوسرا
 اوسے شب کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت شریف سے مشرف
 کیا اور جو فیض و برکت محکوم حاصل ہوا ہوا اسکا کیا بیان کروں روایت ہم
 حاجی محمد حسین صاحب سہارنپوری سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے استاد
 مولوی وحید الدین ٹھٹھلی سے یہ بزرگوار شاگرد ہیں مولوی اسماعیل شہید کے اور
 خلیفہ ہیں حضرت سید احمد صاحب کے اور پندرہ سال مولانا شاہ عبدالعزیز
 اور مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہما کی خدمت میں رہے ہیں کہا اُنھوں
 نے کہ سید احمد صاحب علیہ الرحمۃ اوایل میں وطن سے بارادہ طالب علمی حضرت
 شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تفسیر تک پڑھا تھا ایک شب
 بوقت مطالعہ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک حرت بھی نظر نہیں آتا فقط صفحہ سیاہ دکھائی
 دیتا ہی بہت کچھ غور کیا دیکھا تو کچھ بھی نظر نہیں آیا نہایت حیران و پریشان ہو
 اور بت تاسف کیا آخر یہ جانا کہ شاید کوئی بیماری لاحق ہوئی ہی صبح کو حضرت کی
 خدمت میں اپنی کیفیت عرض کی اور کہا کہ مجھے کسی طبیب سے رجوع کیجئے حضرت
 نے پوچھا کہ فقط کتاب ہی ایسی نظر آتی ہی یا سب چیزیں اسی طور سے
 معلوم ہوتی ہیں عرض کیا کہ فقط کتاب کا یہ حال ہی اپنے فرمایا کہ اب کتاب
 رکھ دو خدا تعالیٰ نے تمہیں دوسرے کام کے واسطے پیدا کیا ہی پڑھنا

محمود حسن

ضرورتاً نہیں خود بخود تمہیں اللہ سب باتیں معلوم کر آئیگا پس اوس روز سے حضرت
 نے آپ کو تربیت باطن شروع کی اور سہیت لی خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کی ذات
 جامع کمالات ظاہر و باطن ہوئے کمال باطن کا یہ حال تھا کہ لاکھوں آدمی صحبت کے
 اثر سے واصل الی اللہ ہوئے اور تحقیق اشغال مراقبات و توجہات بھی ایسی تھی
 کہ اور و نگو کہ ہوگی۔ تمام کتاب صراط المستقیم کہ آپ ہی کا ملفوظ خاص ہے انہیں انوار
 سے ملو ہی ظاہر کا یہ کمال تھا کہ مولانا اسماعیل اور مولانا عبدالحی جیسے فاضل جلیل القدر
 کہ جنکا ثانی کہ ہوگا اپنے شبہات علمی پوچھتے تھے اور جواب باصواب پاتے تھے
 ایلدن اپنے سونوئی حید الدین صاحب مسطور سے فرمایا کہ تم مجھے کوئی علمی بات
 نہیں پوچھتے اسکا کیا سبب ہے اور انھوں نے عرض کی کہ میرے اوستا مولانا
 اسماعیل حضرت سے جو پوچھتے ہیں اسکا جواب پانے میں مجھ میں کیا صلہ
 ہے کہ کچھ پوچھوں آپ نے فرمایا خیر وہ پوچھیں تو پوچھیں تم بھی کچھ پوچھو انھوں
 نے کہا کہ غسل کے مقدمہ میں یہ جو دو حدیثیں آئیں ہیں اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ
 اور اِذَا جَاوَزَ الْحَتَّانُ الْحَتَّانَ فَوَجَبَ الْغُسْلُ اِنْ دُونِ مَن تَوَضَّعَ
 کیسی ہے کیونکہ ظاہر میں تو ایک دوسرے کے خلاف ہے آپ نے فرمایا یہ تو
 بہت آسان بات ہے پہلی حدیث خواب سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری بیداری کا
 دونوں کا مطلب صحیح ہے پھر انھوں نے پوچھا کہ اَلْوَكْنُ الْاَسْوَدُ بِمَسْنِ
 اللہ فی الارض بَصَافِحُ بَحَا عِبَادَہُ کَمَا یَصَافِحُ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ کے کیا معنی ہیں

فرمایا یہ تو اور مشابہات کی جیسے بات ہی جس طرح کہ یہ اور وجہ آیا ہو ویسا ہی
 ہی دوسری بات اس میں یہ ہو کہ کعبہ عوام کے واسطے نواب کی جگہ ہی جیسا کہ فرمایا
 مَثَابَةُ لَكَ تَأْسِ وہاں جانے اور طواف کرنے سے گناہ دور ہوتے ہیں
 ثواب حاصل ہوتا ہی اور خواص کو ایک نسبتِ خلاص ہی کہ عوام کو نصیب نہیں اور سکو
 یوں سمجھنا چاہیے کہ جب مرید مُرشد کے روبرو بیٹھنا ہی اور مُرشد کے انوار اور
 برکات اور مہینِ حبِ خدا اور سکے اثر کرتے ہیں تو مرید کا باطن نہایت پر انوار
 اور شوق و ذوق سے بیکار ہوتا ہی تو مرید چاہتا ہی کہ مُرشد کے تصدق ہو جسے
 اور قدم چو یہ مُرشد اور سکا شوق و ذوق دیکھ کر ہاتھ بڑھاتا ہی تا وہ دست بوی
 کرے اور اور سکو تکین ملے اس طرح اربابِ نسبت جب طواف میں مشغول ہوتے
 ہیں تو ان کا باطن شوق و ذوق سے نہایت بیکار ہوتا ہی حجرِ اسود کا بوسہ لیتے
 ہیں تو اپنے باطن میں لشکین پاتے ہیں سے دفترِ صوفی سوا و حق نیست
 جز دل اسچند ہجوریت نیست ہذا و دانشمند آثارِ قلم ہذا و صوفی حسیست اسراف
 انجہ تو در آئینہ بنی عیان ہا پیر اندر خشت بیند پیش از ان در دل انگور می آید ہذا
 و رفس محض شی را دیدہ اند ہا کرامت روایت ہی او نصین حاجی بزرگوار
 سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے استاد مولوی عبد الدین سطور سے کہا
 او نصون نے کہ حافظ اکرام الدین مجھ سے قطبی میر تک طالب علمی کی تھی اور ترجمہ
 فتح الرحمن بھی پڑھا تھا وہی کے دربار میں عطاری کی دکان لگا کر او میں

عبد الدین سطور
 صاحب کرامت

عبد الدین سطور
 صاحب کرامت

عبد الدین سطور
 صاحب کرامت

عبد الدین سطور
 صاحب کرامت

اپنی گدز کرنے تھے بعد چند بے بنارس میں کسی جو لاسہ نے اونکو بلایا کہ اپنے
لڑکے کی تعلیم کے واسطے نوکر رکھا تھا جب حضرت سید احمد صاحب گدز بنارس
میں ہوا اور میں بھی ہمراہ رکاب تھا تو وہاں اکرام الدین سے ملاقات ہوئی میں نے
کہہ تم کو بھی ایک مدت سے فقر کی تلاش ہے اب چلیے حضرت سید صاحب کی خدمت
سے مشرف ہو جائے اور سببت بھی کیجیے اوسنے کہا خیر چلئے تو کیا ہی چلتا ہوں
مگر مرید نہیں ہوتا یہ امر بہت مشکل ہے کچھ آسان نہیں جب تک میری تسکین نہ ہوگی
میں کسی کا مرید نہ ہونگا میں نے پوچھا کہ تمھاری تسکین کا کونسا امر ہے کہا کہ جب تک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے نفرا میں گے مرید نہ ہونگا میں اس بات سے
لاجواب نہ ہو کر حضرت کی خدمت میں عرض کیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ تو بہت اچھی
بات کہتے ہیں آدمی کو ان امور میں ایسی ہی تحقیق چاہیے اور ایک پرچہ پر
ورد و شریف لکھ کر مجھے دیا اور فرمایا اونکو لیجا کرو اور کہو کہ شب کو پڑھ کر
سورہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت کی رویت مبارک حاصل ہوگی پوچھ لینا یا خود
حضرت ہی سے مشرف ہونا میں نے لیجا کر دیا اوسنے شب کو پڑھ کر سورہا رویت
شریف سے مشرف ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت
یہ سید احمد صاحب آپکے فرزند ہیں ارشاد ہوا کہ ہاں وہ میرا فرزند ہی ہے اوسنے
عرض کی کہ اوسنے استفادے کے باب میں کیا حکم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اوسنے استفادہ گویا مجھ سے ہے اس بشارت کی خوشی میں پچھلی رات

بیدار ہوا تو نے میرے پاس آکر یہ واقعہ بیان کیا اور حضرت سید صاحب کی
 ملاقات کا خواہاں ہوا اور اسکو بعد نماز صبح خدمت شریف میں لے گیا اور وہ بیٹ سے
 سرفراز ہوا ایک مدت تک خدمت عالی میں رہا ایک روز حضرت سید احمد صاحب نے
 فرمایا کہ بھائی حافظ اکرام الدین ہم نے تمھیں اپنا خلیفہ کیا تم وعظ کیا کرو خلقت کو
 امور منہ سے باز رکھو اور اسنے عرض کی کہ یا حضرت یہ کام فدوی سے ہوگا مجھکو
 اس کام کی کچھ لیاقت نہیں ہے جو کچھ میں نے پڑھا ہے وہ فقط مولوی وحید الدین صاحب
 ہی سے پڑھا ہے وہ خوب میری استعداد سے واقف ہیں بھراپ نے فرمایا کچھ مقرر
 نہیں علم نہ تو کیا ہوا تم بیان کیا کرو اور اسنے بھرا نکار کیا کہ حضرت یہ امر بدون علم کے
 ممکن نہیں فدوی اس امر کا وعدہ نہیں کرتا بھراپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمھیں علم عطا کرے گا
 اور اسنے کہا کہ آپ عا کیجیے تب آپ عا کے واسطے مستعد ہوئے اور تمام خدام
 آمین آمین کہتے ہوئے دست بردار تھے حضرت خدا تعالیٰ کے اوصاف بیان
 کرنے لگے کہ یا الہی تو نے عالم کو بے سبب پیدا کیا اور آسمان کو بے ستون
 کھڑا کیا تنور سے بانی جاری کیا اور پتھر سے ناقہ نکالا عیسیٰ علیہ السلام کو
 بے باپ پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو بغیر ان اور باکے ظہور میں لایا اور
 ہمارے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم اولین و آخرین سرفراز فرمایا یا الہی
 اوس نبی امی کی برکت سے اسکو علم ظاہر و باطن عطا فرما بعد ازاں ارشاد
 ہوا کہ میں اور تمام بھائی مسلمان تمھارے واسطے دعا کہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ

امید قوی ہو کہ خدا تعالیٰ تمہیں علم سرفراز کرے گا تم فقط وعظ کیا کرو اور روز سے
حافظ مولوی اکرام الدین وعظ کیا کرتے تھے جو کوئی اونکا وعظ سنیٹا تھا وہ متحیر ہوتا
تھا دہلی میں کسی نے اونکے وعظ کا تذکرہ کیا کسیکو باور نہوا جب بعد مدت کے
مولوی اکرام الدین صاحب دہلی کو آئے اور جامع مسجد میں وعظ بیان کیا تو تمام شہر میں
شہرہ ہوا اس شہرہ پر بھی مولوی مفتی صدر الدین خان اور مولوی فضل حق کو یقین
نہ آیا آخر ایک جمعہ کو دونوں صاحب اونکے وعظ میں تشریف لائے اور چند سوال
بھی سوچ رکھے تھے جب اونھوں نے وعظ شروع کیا تو اقسام اقسام کے علوم اور
عجائبات اور نکات قرآنی بیان کرنے لگے اور جو اعتراض سوال کہ اونکے
دہن میں تھے وہ بھی بیان کیے کہ اونکے جوابات بہت طرح سے بیان کیا اور
دونوں فاضلون نے بعد اتمام وعظ کے دست بوسی کی اور کہا کہ یہ تمھارا علم
فقط وہی ہی کسی نہیں فقط مولوی اکرام الدین صاحب کے علم ظاہر کا حال تفسیر
سورہ فاتحہ سے جو کئی مرتبہ طبع ہوئی ہو ظاہر ہی کہ امت روایت ہی
اوسی طریقے سے کہا اونھوں نے کہ شیخ عمر مفتی مکہ المعروف بہ عبدالرسول
استاد عبد اللہ سراج اور سید عقیل اور سید حمزہ یہ تینوں بزرگوار بڑے
صاحب کمال اور اولیائے مکہ معظمہ سے تھے جب حضرت سید احمد صاحب مکہ معظمہ کو
لگے تو یہ تمام بزرگوار اونکے نہایت معتقد ہوئے اور جب آپ طواف کرتے
تو وہ بھی اوس طواف میں شریک رہتے کسی نے اونسے پوچھا کہ آپ لوگ

اس کا جواب
نہیں

اونکے ساتھ طواف کرنے کا کیا سبب ہی اور بخون نے کہا کہ ہم نے اپنے باطن سے
 پایا ہے کہ اس بزرگ کا جو طواف ہی وہ مقبول ہی اور جو لوگ اس طواف میں رہتے
 ہیں انکا بھی طواف قبول ہوتا ہی اس واسطے ہم اونکے ساتھ طواف کرتے ہیں
 ایضاً جب حضرت سید احمد صاحب حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کو گئے تو
 حافظ حاجی مولوی معین الدین صاحب ٹھٹھلی خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس
 جو آپ کے ساتھ تھے سبب بیماری کے مکہ معظمہ میں رہ گئے اور جناب سید عمر
 المعروف بہ عبدالرسول کو اولیٰ نہایت موافقت تھی اسی بیماری سے اونکا
 وہاں انتقال ہوا اوسیدین مولوی وحید الدین صاحب سے جو اونکے فرزند تھے
 سید عمر موصوف نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو تمھارے والد کی مغفرت ہوئی
 اور بخون نے پوچھا کہ حضرت آپ نے کیونکر معلوم کیا تو جواب دیا کہ میں اونکا تذکرہ
 ملا اعلیٰ میں سن رہا ہوں اور مدینہ منورہ میں حضرت سید صاحب نے اپنے رفقاء
 کہا کہ آج جناب مولوی معین الدین صاحب کا ذکر ملا اعلیٰ میں ہو رہا ہی اس عالم سے اونکا
 انتقال ہوا مگر مکہ معظمہ میں لوگوں نے اگر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک ہی دن
 تھا جو دونوں بزرگوں نے فرمایا تھا ایضاً کلکتہ میں منشی امین الدین خان نامی
 ایک فکیل عدالت بادشاہی کا بڑا صاحب دولت اور عزت تھا اوسکے اموال و املاک
 وہاں مشہور و معروف ہیں جب حضرت سید صاحب کلکتہ کو رونق افزا ہوئے تو
 اوسنے تین منزل کشتی میں پیشوائی کو اگر حضرت سے عرض کی کہ آپکی رونق افزائی کا

سید محمد حسین الدین
 انتقال فرمایا

سید محمد حسین الدین
 کا قصہ

تمام شہرین شہرہ ہی اوز ہر کس ناکس جمال باکمال کا والدہ وشید ہی اور بہن
 کو آرنڈو جو کہ حضرت اپنے مکان کو اقدام فیض التیام سے مشرف فرمائیں اس
 فردیکہ یہ متناہی کہ میری آرزو برائیں حضرت نے اوسکا معروضہ قبول کیا کلکتہ
 میں مع قافلہ باصلاح تشریف لیجا کر اوسی کے مکان میں فروکش ہوئے مکان
 بہت بڑا عالیشان باساز و سامان اوسنے خالی کر دیا اور ہر روز دعوت اوسی کے
 بیان سے تمام قافلے کی ہوتی رہی مگر اوس نے وہاں اوتار کے جو اپنے
 مکا نکلو گیا سو بچہ کبھی خدمت عالی میں حاضر نہوا حتی کہ ایک ماہ کامل گذرا
 اور بیان بھی کوئی اوسکا پرسان حال نہ ہوا مری کی ایسی کثرت تھی کہ حضرت کو
 بھی دم بھر کی فرصت نہ ملتی تھی اس واسطے حضرت کو بھی اوسکی یاد نہ آئی ایک روز
 مولوی فحید الدین کہتے ہیں کہ میں نے خیال کیا منشی جی بیان کبھی نہیں آتے
 اسکا کیا سبب ہوگا اس استفسار کے واسطے بعد مغرب اوسکے مکان کو جا کر
 اطلاع کی تو اندر بلالیا بہت توقیر سے ملاقات ہوئی دیکھا تو وہ مکان نہایت
 اسباب ممنوعات سے آراستہ تھا کہ جا بجا طرف چاندی کے اور سامان
 عیش و سرور کا دھرا ہوا پایا بعد خبر و عافیت کے میں نے برائی اسباب
 ممنوعہ کی اور نا پایداری و دنیا کی بیان کی خدا تعالیٰ کے فضل سے کچھ ایسی
 تاثیر ہوئی کہ اوسی وقت ہزار ہا روپی کا سامان بادہ خواری کا اوسنے پھکوا دیا
 اور تمام اسباب ظروف وغیرہ کے قسم سے چاندی سونے کا نکلو کر حکم دیا

کہ زیب گلو اگر اسکا چاندی سونا تیار کیا جاوے مٹھی جی کو اور ایک اُونکے
 رفیق کو اور محلو بھی نہایت رقت ہوئی بیان تک کہ بیہوشی طاری ہوئی بعد
 چند بے افاقہ ہوا تو مینے اوس سے عدم حضور کی حال پوچھا اوسنے بہت
 نادم ہو کر کہنے لگا کہ کیا عرض کروں مین ایک بڑی مصیبت مین گرفتار ہوں
 اوسکا بالمشافہ آپ سے عرض کرنا بے ادبی جانتا ہوں یہ میرا رفیق ہی آپ کو
 اوس سے معلوم ہوگا اوس رفیق سے کنارے ہو کر دریافت کیا تو اوسنے
 کہا کہ جس روز سے حضرت سید صاحب شریف لاسے مین اونکو روز
 حصول ملازمت کے واسطے کتا ہوں مگر یہ کچھ ایسا بیان کرتے ہیں کہ اوسکا
 مجھ سے کچھ علاج نہیں ہوتا وہ کیفیت یہ ہے کہ اس شہر مین ایک بیسوا نہایت
 حسین و جمیل کہ جبکا نظیر نہیں اور مال و متاع مین ایسی ہے کہ ویسا کوئی امیر
 نہیں اور چند شخصوں کو اوسکو موافقت ہی انکے پاس بھی جینے مین ایکبار
 آتی ہے اوسکی محبت سے یہ شخص بہت مجبور رہی چاہتا ہے کہ اوس سے نکاح
 کروں تو وہ نہیں کہتی ہے اگر ترک کروں تو جان نہیں رہتی ہے اسواسطے مجھ سے
 یہ شخص کہتا ہے کہ جب حضرت سید صاحب کی خدمت مین جاؤنگا تو بیعت ہی کو تہ بنی گی
 ایسے بزرگ کے ہاتھ پر اقرار کو سے بعد لازم ہے کہ اوس پر تقایم رہے سب چیزیں
 ترک ہو سکتی ہیں مگر اوس بد بخت کی مفارقت نہیں ہو سکتی کیا کروں اپنے کو
 نہایت مجبور پاتا ہوں اس لیے حاضر ہونے کو ہنر پاتا ہوں مین یہ سنگینا موش را

بعد ازان حضرت کی خدمت میں یہ تمام سرگزشت عرض کی ارشاد ہوا کہ اُونسے
 کہو جب تم خدا کی راہ میں نوہ کر کے کو مستعد ہو تو خدا بتعالیٰ تم کو اپنے عہد پر قائم
 رکھے گا کچھ فکر نہ کرو پھر دوبارہ عرض کی تو جب بھی اس طرح فرمایا تین بار ارشاد
 ہوا تو دوسرے دن میں منشی جی کے مکان کو گیا اور یہ بشارت بیان کی
 اتفاقاً وہ دن اوس مہینہ کی آٹھ کا تھا میں بیٹھا ہی تھا کہ وہ آئی روبرو میرے
 اور منشی جی کے بیٹھی منشی جی بہت محبوب ہوئے اوس نے مجھ سے مخاطب ہو کر
 خیر و عافیت پوچھی اور کہی کہ کمان سے رونق افزائی ہوئی سینے جواب یا کہ حضرت
 سید صاحب کے قافلے کا ایک درویش اور اُونکا خادم ہوں اسی عرصے میں حضر ت کو
 الہام ہوا اپنے اپنے رُفقا سے فرمایا کہ بہت روز ہوئے منشی جی سے ملاقات
 نہیں ہوئی چلو میں اُونکے مکان کو چلتا ہوں چند خدام سے آپ منشی جی کے
 مکان کو تشریف لائے حضرت کی رونق افزائی کی خبر سنئے ہی منشی جی نہایت
 پریشان ہو کر اوس مہینہ کو ایک نعمت خانے میں بٹھلا کر دروازہ بند کیا اور آپ
 استقبال اگر حضرت کو اندر لے گیا حضرت کے تمام خدام اور منشی جی وغیرہ روبرو
 دست بستہ بیٹھے رہے بنے عرض کی کہ حضرت عجب اتفاق ہی مریض مع سب
 مرض حضور میں طبیب حاذق کے حاضر ہوا اب فقط طبیب کی التفات چاہیے
 حضرت نے یہ سنئے ہی احسن الخالقین کا وعظ شروع کیا اور اس زور و شور سے
 خدا تعالیٰ کی احسن الخالقیت بیان کی کہ بیان سے باہر اوسوقت فقط آپ کے

علم لہ تی کا ظہور تھا ورنہ آپ کا علم ظاہر تو مشہور تھا اور شکر گزاری نعمائے الہی کے
 جیسا کہ اسلام اور اموال اور حسن و جمال کہ اس ہر ایک کا شکر کس طرح چاہیے اور
 خدا تعالیٰ نے شارع کا کیا حق لازم کیا ہی اور کیسا ادا کیا چاہیے۔ بخوبی بیان
 فرمایا اوس بیان کی تاثیر سے تمام مجلس بے ہوش ہو گئی اور وہ بیسوا بھی تڑپتے
 تڑپتے بے تاب اور اشتیاق جمال بالکمال میں ماہی بے آب ہوئی بعد اتمام وعظ کے
 باہر اگر بعیت میں مشرف ہوئی اور منشی جی نے بھی بیعت کی اور اوس بیسوالے
 حضرت کو اپنے نکاح کا وکیل کیا اوسی محفل میں منشی جی سے نکاح ہوا خدا تعالیٰ
 کے فضل سے وہ دونوں بڑے متقی اور پرہیزگار ہوئے کرامت
 روایت ہو چاہی محمد حسین صاحب سہارن پوری سے وہ روایت کرنے ہیں
 میان ہدایت اللہ ساکن بالنس بریلی سے اول اونکا نام رمضان تھا اور وہ
 نہایت بڑے حال میں تھے یعنی ہاتھ پیر کو مہندی لگی ہوئی چوڑیاں پہنے
 ہوئے جسم میں سرخ لباس کا لون میں زیور دھاری موندی ہوئی گنگھی چوٹی
 کی ہوئی اور تمام امور نسوان میں جیسے چر خا کا نتنا اور سینا پر ونا بہت مہارت
 تھی اور ہزاروں جوڑے فقرے اور جوابات کر کے کر کے یاد رکھے اس حال
 میں اور ایسے ہی اطوار میں عمر بسر ہوتی تھی جب حضرت سید صاحب کی بریلی
 میں تشریف فرمائی ہوئی تو انھوں نے ارادہ کیا کہ حضرت کی خدمت میں
 جا کر ان تمام امور سے توبہ کر دینا اس واسطے چر خا کا نتہ کر کچھ روپیہ جمع کر کے

میان ہدایت اللہ کا
 قصہ

لباس شرعی بنایا اور کچھ شیرینی وغیرہ لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے
 تو مولوی عبدالحی صاحب عطا کر رہے تھے دُور ہی کھڑے رہے لوگوں نے
 اونکی وضع دیکھ کر بہت متعجب ہوئے بعد اتمام وعظ کہیں حضرت کی اونپر نظر
 پڑی فرمایا یہ کون ہے لوگوں نے عرض کی کہ یہ زمانہ ہی نزدیک بلالیا اور پوچھا کہ کیا
 ارادہ ہے اوٹھو نے اپنے انداز سے التماس کی کہ واری جاؤں بلالوں میانکی
 خدمت میں آئی ہوں حاضر ہونگی جو گن بنو گئی فرمایا کہ بسم اللہ دیر کیا ہے وہی
 حفل میں سبیت کی حضرت نے وہ لباس وزیر تمام اُدر وایا جو لباس شرعی
 کہ اوٹھو نے لایا تھا وہ پہنا کر ہدایت اللہ نام رکھا مدت مدید رکاب
 سعادت میں رہے ولایت میں بھی ساتھ تھے اور نہایت متقی و پرہیزگار بنے
 اوٹھو نے کہا کہ ولایت میں کسی مقام پر آنے کا درخت تھا مگر کبھی اوسمیں آئے
 نہیں آتے تھے ولایتیوں نے حضرت سے عرض کی کہ حضرت ہندوستان میں
 تو آئے ہوئے ہیں مگر یہاں ایک درخت ہے کبھی اوسمیں چل نہیں آئے اور ہم نے نہیں
 دیکھا آپ دعا کریں کہ اوسمیں چل آجائیں اور ہم دیکھ لیں آپ نے تمام حضار کو
 فرمایا کہ بھائی تم سب لوگ دعا کرو میں بھی دعا کرتا ہوں آپ نے دعا کی
 اللہ جل شانہ کے فضل سے اوس سال موسم پر اوس درخت میں آنے لگے
 کہ امامت روایت ہے ابو الحسن شاہ احمدی مظہری بخوری سلمہ اللہ تعالیٰ سے
 کہا اوٹھو نے کہ جیسی شوکت و منزلت خدا تعالیٰ نے اگلے بڑے بڑے

کے خط میں مسلمان
 وہ کتب کھانا

بزرگوار کو عنایت کی تھی ویسی ہی حضرت سید صاحب کو اپنے فضل و کرم سے
 دی تھی جن دنوں میں حضرت سید احمد صاحب ٹونک کو تشریف لائے ہیں
 تو میری خرد سالی تھی تمام سستی میں اونکی رونق افزائی کا شہرہ ہوا تھا ایک دن
 شور ہوا کہ حضرت سید صاحب کی سواری آتی ہو تو میں بھی مکان کے باہر نکل کر
 تماشا دیکھتا کھڑا تھا کہ رونق افزائی ہوئی ہزار ہا آدمی آپ کے گرد و پیش روان
 اور دوان تھے آپ گھوڑے پر سوار چلے جا رہے تھے وہاں سربراہ گولیونکا
 ایک محلہ تھا اور وہ تمام کافر تھے سب اپنے اپنے گھروں سے نکل کر سواری
 دیکھ رہے تھے جب گداز اونکے قریب ہوا تو کہیں اونپر آپ کی نظر پڑی پس
 ایک ہی نظر میں وہ سب ہمراہ رکاب دوان اور اوسی وقت آپ کے ہاتھ پر
 مسلمان ہوئے سبحان اللہ کیا تاثیر تھی۔ انا نکہ خاک را
 بنظر کیمیا کنندہ آیا بود کہ گوشہ چشمے بیا کنندہ، روایت یہی
 مولوی نصر اللہ خان صاحب خوجی سلمہ اللہ تعالیٰ سے وہ روایت کرتے
 ہیں اپنے مرشد شاہ عبد العظیم علیہ الرحمہ سے کہا اونھوں نے کہ وقت روائلی
 جہاد کوئی نازل پر حضرت سید احمد صاحب کا لشکر اتر اہوا تھا اوس مقام میں
 حضرت سید صاحب اس سمرقہ قضاے حاجت کے واسطے جانب صحر چلے جاتے
 تھے ایک سوار گھوڑے کا چار جامین بچھا کر سامنے بھالا گاڑے ہوئے
 بیٹھ کر سفر پڑھ رہا تھا۔ سب امی صاحبان کہتے ان کو سبے غلام نے من آرہا

حقیقی
 وصال شاہ

زار و بیمار منہ حاجت جانے میں آ رہے، حضرت نے پوچھا کہ اس کے معنی بھی جانتے ہو
 اوسنے عرض کی کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ ہم تمہیں معنی سمجھاتے ہیں عرض کی کہ مناسب
 آپ اوس کے نزدیک بیٹھ کر چھاپنی سے لگا کر تھوڑی دیر منوجہ رہے کہ وہ سبے ہوش
 ہو گیا آپ حاجت کے واسطے چلے گئے فارغ ہو کر مقام پر تشریف لا کر اوس
 شخص کا حال دریافت کروایا تو اوس سی بہوشی میں اوس کا انتقال ہو گیا تھا
 نظم امی تازہ بہار چمنستان سیاوت ہے ای رونق رنگ گلستان شہادت
 زیبا تھی تجھے حضرت سلطان رسل کی ہے ہو بچا نے میں احکام رسالت کی نیا
 اپنے پر حیدر کرار کاٹو نے ہے، ایک خلق کو دکھلا ہی دیا زورِ امامت ہے
 جو لوگ ترے حمد میں تھے شہرہ آفاق ہا کرتے تھے تری خاک قدم کحلِ بصارت ہے
 حاصل ہوئی صحبت سے ترے ایک جھانکو ہا بے شایبہ شکرِ ربیع کی اطاعت ہے
 جینا دل بجان کا تاثیرِ نظر سے ہے، کہتے ہیں کہ ایک شہزی خدی آدنا یہ لرامت ہے
 کیا کیا انھیں اللہ نے ضیا بخشے تھے تیرے ہے، اے کہ تھی حضرت ترے او کو خلافت
 صاحب کمالاتِ باطن و ظاہر ہو لومی شاہ عبدالقادر صوفی علیہ الرحمہ
 مولف تارکِ دنیا و عقبی طالبِ ذاتِ خدا، ہا صوفی حافی لقبِ تلمیذ عبد القادر
 من جلیویم پیش ازین تو حقیق آن والا گمراہ فانی از خود باقی تدمی مشائخ عبد القادر
 آپ کا مختصر احوال مقالہ دوم میں مذکور ہے حضرت کے خلافت میں مذکور ہو چکا ہے
 مندرجہ فقط خلافت کی طرف سے ہے اور ان کا حال مذکور ہے

بزرگ شاہ عبدالقادر
 صوفی علیہ الرحمہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ
 لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَعَلَىٰ آلِهِ الْهَادِينَ إِلَىٰ طُرُقِ الْمَعْرِفَةِ وَالْيَقِينِ وَأَصْحَابِهِ
 الْمَرْضِيِّينَ الْمُهَدِّينَ وَعَلَىٰ عُلَمَاءِ شَرِيعَتِهِ وَأَوْلِيَاءِ أَمَّتِهِ
 إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَدَّمْ عَلَيْكَ فِي حُدُودِ سَنَةِ
 ثَمَانٍ وَعِشْرِينَ بَعْدَ أَلْفٍ وَالْمِائَتَيْنِ مِنَ الْهَجْرَةِ الشَّيْخُ
 عَلَىٰ مَهَاجِرِهَا أَفْضَلَ السَّلَامِ وَأَكْمَلَ الْحَيَّةِ أَحْوَنًا صَالِحًا
 الْمُسْتَشْفَرُ بِذِكْرِ اللَّهِ شَاهِدُ عَبْدِ الْقَادِرِ الْحَمِيدِ رَابِعًا
 رَقَاهُ اللَّهُ إِلَىٰ مَدَارِجِ الْكَمَالِ وَالتَّكْمِيلِ وَرَزَقَهُ الْجَزَاءَ الْجَمِيلَ
 وَالْأَجْرَ الْجَزِيلَ وَتَدَلَّقَىٰ قَبْلَ ذَلِكَ عَمْدَةً مِنْ أَرْبَابِ الطَّرِيقَةِ
 الْقَادِرَةِ الْجِيلَانِيَةِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَىٰ صَاحِبِ الطَّرِيقَةِ وَعَلَىٰ
 تَبَاعِهِ وَآخِذْهُمْ بِبَيْعَةٍ وَتَلَقَّنَا وَحَبَّةً وَاشْتَقَالًا بِاشْتِغَالِ
 تِلْكَ الطَّرِيقَةِ وَوَجَدَ فِي نَفْسِهِ إِتَارَهَا بِحَمْدِ اللَّهِ فَلَمَّا وَصَلَ
 إِلَيْهَا طَلَبَ مِنْهَا تَعْرِيفَ نَسَبِهِ أَهْلَ الْبَيْتِ عَلَىٰ صَاحِبِ الْبَيْتِ
 وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَعَرَفَهُ تِلْكَ النِّسْبَةُ الْعَالِيَةُ النَّفِيسَةُ الْفَاءُ
 قَلْبِيًّا تَارَةً وَتَقَرَّرَ بِالسَّانِيَا أُخْرَىٰ فَعَرَفَهَا فِي الْجُمْلَةِ وَاسْتَأْنَسَ
 هَا أَنْوَاعُ يَقْرِئُ مَنِيَّ نَسَبُهُ بِرِسَالَتِكَ وَغَيْرِهَا مِنْ نَسَبِ
 الْعُرَمِ فَعَرَفْتُهَا كَذَلِكَ وَبِمَعْنَى كَثِيرَةٍ مِنْ آدَابِ السَّلُوكِ

اشارت بآیات
 از این نفعات
 اور این نفعات
 اصطلاح مناسبت
 توهم کے احصا
 دانہ اور ذرات
 خارج اور علم
 عدم اور عین
 کا خود ہی اور کائنات
 لا تعین اور وجود
 بحث اور ذرات بین
 وغیرہ بہت ناموں
 پر ذکر کر رہے ہیں کمال
 کو ہر رنگ میں برنگی
 اس لاجین کو ہر شے
 میں بلا ساخت و ساخت
 ملاحظہ کروا رہا ہے
 بحقیقہ الحال اور علم
 غفر

والتسليك وبعض المعارف الالهية وعرفت مراتب الحقية والتجليات
 الوجودية والشهودية بقدر الامكان واستنسخ كتب كثيرة
 ورسائل عديدة مما يتعلق بهذين البابين مثل القول الجليل
 والطاقات القدس واللمعات واللمحات والسطعات البدر والبنان
 والانتباه في سلاسل اولياء الله وغيرها فاخبرته بالاستغفار
 بما في تلك الكتب والرسائل من الاشغال والتوجهات والمراقبات
 والاذكار واخبرته بما في كتاب الانتباه من السلاسل والاشغال
 وبما في القول الجليل من الاذكار والاعمال نفعه الله بها نفسه
 وغيره بواسطته واخبرته بما حصل لي من الاتصال بالطريقة
 المدرسية رحمة الله على صاحبها وصيتي له ان لا ينساني
 من الدعاء في خلواته ولا ينازع احدا ولا يخاصم في ترجيم طرق
 بعضها على بعض وفي تفضيل مشايخ بعضهم على بعض وان لا يقع
 طرفا مقابلا في قضية وكلام الا ما ورد به نص جلي من الشارع
 او وقع عليه اجماع الامة المرحومة المصطفوية فان الامر فيما دون ذلك
 واسع والله تعالى اسئل ان يعافيني واياه عن الزيف والزلل والخطأ
 والخلل والبسته قيصا وقلنوة البسه الله لباس التقوى واعرفه في الدنيا
 والعقب راض دعوا انا ان الحمد لله رب العالمين



یہ اہل سند حضرت مولانا ساجد صاحب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ رقم نے دیکھی ہے
 اور جو کتا بن سند میں مذکور ہیں وہ سب اوسکے پاس موجود ہیں اور حضرت
 کے خاندان کے جو خلق ابیان رونق افزا ہوئے ہیں وہ سب ان بزرگ
 ملے ہیں بڑے زاہد و تارک الدنیا اور صاحب تاثیر تھے آخر کو اسی شہر حیدر آباد
 میں سلخ ماہ ذی الحجہ ۱۲۹۰ء بارہ سو اٹھتر ہجری شب دوشنبہ کو انتقال فرمایا قبر آپ کی
 حسین ساگر کے تالاب کے کنارے واقع ہے اور آپ کے فرزند بزرگ مسمی شاہ
 میر علی شاہ صوفی قاضی چھاؤنی حسین ساگر المشہور ہو سکندریا آباد آپ کے
 خلیفہ اور جانشین ہیں اوسکے سوا ابیان اور بھی آپ کے مرید و خادم بہت ہیں
 شاہ میر علی شاہ صاحب صوفی نے ۱۲۹۰ء بارہ سو ادنیاسی ہجری میں مولوی
 حاجی حسن زمان صاحب محی الدولہ کے پیر بھائی کے استفتاء کا جواب بھی لکھا ہے
 یہ قصہ یوں ہے کہ مولوی صاحب مذکور نے باوجود فیضیاب ہونے اس خاندان میں
 کے ناظمی سے بعض مقامات تہنیت الہیہ اور حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ پر اعتراض
 کر کے اوسکا استفتاء قرار دیا اور خود ہی تجسبہ ہو کر بے ادبانه تقریر کی سو
 اوسکے جواب کی ترکی بہ ترکی کے طور پر صوفی صاحب نے داد دی ہے عبارت
 جواب مولوی حسن زمان کی این اقوال مردود و مطہر و ناشی اند غایت
 غایت اند پس قابل آن بشوع از اصحاب اہوا باطلہ و ارباب آرا حاطلہ مصدق
 اَصْلَهُ اللہ علی علم و معیت فضل او پر جمالت و پر ضلالت باشد کہ

جوانان و جوانوں کے
مجموعہ میں سے ایک
برہمچاری اور
سنی مانع

اور اس ہفتا کی کیفیت کسی نے محی الدولہ کے زمانے میں جناب سید تقی الالقا
مولانا مولوی محمد زمان صاحب دانت برکات کی خدمت میں بیان کی تو
جناب معزز نے اوسکا جواب فوراً زبانی بہت خوب فرمایا اس مقام پر اوسکا لکھنا
مناسب جانکر مرقوم ہوتا ہی وہ یہ ہی (محبوب کی تحریر پر ہی کہ معتقد فضل اور جہالت
و پر ضلالت باشد اور مولانا فخر الدین صاحب ہلوی جو اوسکے پیران کبار
ہیں وہ تو مولانا بافضل اولانا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کے
فضل و کمال کے بڑے معتقد و متقرب ہیں چنانچہ اپنی کتاب فخر حسن میں لکھتے ہیں)
صاحب المقامات العلیہ والکرامات الجلیہ الشیخ ولی اللہ المحدث سلمہ اللہ تعالیٰ ہم
مقامات و کرامات کا اقرار تو صاف اعتقاد فضل پر دلالت کرتا ہی اور مولوی فخر الدین
صاحب علیہ البرجمہ بڑے عالم و صوفی تھے صوفی کی تحریر اعتقاد کے خلاف
نہیں ہوتی یہ کیا بات ہی کہ پیر نور حضرت کے فضل و کمال کے معتقد ہوں اور
امیر دیکھے کہ معتقد فضل اور جہالت و پر ضلالت باشد انتہی یہ عبارت
فخر حسن کے معترض نے قول المستحسن جو اوسکی شرح لکھی ہی اور وہ وہی ہیں
سنہ ۱۰۲۰ ہجری میں طبع ہوئی ہی اور اسکے اخیر ۹۹ صفحہ میں موجود ہی یہ بڑے
حیرت کی بات ہی کہ اپنے بڑے کے لکھے کا بھی لحاظ نہ ہوا اور یہ عجیب فہم و فراہ
ہی کہ اپنی تحریر سے اپنے پر کیا الزام آتا ہی غور کیا کیونکہ اہل ہوا اور متبع
تو خاص ہیں فقہ کی کتابوں میں مذکور ہی لائن فتقہ میں حیث الاعیاد

اور فاسق کی تعریف کرنی گناہ ہے۔ فاضل خان مین مرقوم ہیں ان سبج
 علی ان القاسق یعمل الحسن کان اثماً اور حدیث شریف مین وارد ہے چنانچہ
 جامع صغیر مین لکھا ہے من وقر صاحب بدعتہ فقد امان علی یدم الاسلام
 دوسرے پر جو الزام دھرا تھا وہ خود ہی کو ملزم کیا من حقیر پیر الایضہ
 فقد وقع فیہ۔ زبدہ محدثین وشیخ آفاق مولانا محمد اسحق علیہ الرحمہ
 جامع بنیان شرک طغیان جاسوی موجبات علم والبقان سالک مسالک ہدایت
 وارشاہ وعلی آئینہ صافی اعتقاد رموز فہم سر اسر تفسیر قرآنی دقیقہ یاب عالم تقدیرات
 ربانی جامع کمالات صوری و معنوی تلمذہ کتب کلام الہی و حدیث نبوی مرقی مدارج
 درجات عالی پیشوا سے ادنی و اعلیٰ ایک سیرت فرشتہ صورت جامع اسرار
 معرفت و حقیقت مواظب احوال و شریعت و طریقت فخر علمائے دین مسند
 محدثین موصوف بصفہ تقید و اطلاق مولانا و الفضل الاولانا ابو سلیمان
 مولانا مولوی شاہ محمد اسحق ابن شیخ محمد فضل ابن شیخ احمد ابن اسماعیل
 ابن شیخ منصور ابن احمد ابن محمود بموجب نسب نامہ حضرت پیر و مرشد و شہ
 مقام اول رحمہ اللہ علیم اجمعین آب نواسے اور خلیفہ سترین و مسند نشین حضرت
 مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کے ہیں نظم قطب آفاق حضرت آفاق
 بادعی خلق و منظر خلاق ہا مجمع خلق احمدی و اللہ ہا پیش ازین نیست محت اخلاق
 بود شیخ سنان اور غریبان ہا اندلی طبع راس شرک آفاق ہا و رنجوشی ہزار لطف

مولانا محمد اسحق
 علیہ الرحمہ

کلام ہے در تکلم کرشمہ اشراق ہے در کمالات ظاہر و باطن ہے اسی ضیاء بود و ذات
 بالکشف طاق ہے و کلاوت آپکی ہشتم فیچہ ۹۷ لکھنؤ سے تھانہ سے ہجرت
 جناب مولوی عبدالقیوم صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کا فیہ مولانا عبدالحی
 علیہ الرحمہ سے بڑھتے تھے کہ انکو اپنے وطن کے سفر کا اتفاق ہوا تو حضرت
 میان صاحب اعلیٰ مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے مولانا عبدالقادر صاحب
 اپنے برادر خرد کو آپ کے سین کے واسطے فرمایا اوس روز سے آپ انکی خدمت
 میں ہر روز اخیر عمر تک حاضر رہے اور تمام صحاح ستہ اور کتب فقہ اور تمام
 علوم معقول و منقول آپ سے حاصل کیا اور حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کی
 عادت تھی کہ ہر روز بلاناغہ بعد صبح قریب طلوع آفتاب ایک کوع قرآن شریف
 کا کوئی ایک تفسیر کے ساتھ مثلاً ایک روز جلالین اور ایک روز بیضاوی
 اور ایک روز رحمانی اور ایک روز زہدی اور دوسری تفسیر بن اوسی مقام
 سنتے تھے اوسکا فارسی سوا مولانا اسحاق صاحب کے و دوسرا نوتا تھا
 یہ طریقہ حضرت کے روز وفات تک جاری رہا اور بعد نماز ظہر کے جبوقت حضرت
 صحن مدرسہ میں جہل قدمی فرماتے مقامات ہندی کا سبق ہوتا تھا
 دوسرے بزرگ اور جیسے مولانا عبدالحی اور مولوی رشید الدین خان صاحب
 رحمہ اللہ علیہما اور ان کے سوا بڑے بڑے علما فضلا سامع رہتے تھے انتہی
 حاصل کلام آپ سے نہیں برس کامل فن حدیث شریف اور بہ علم منیف حضرت کے

۵۱
 مولوی رشید الدین خان صاحب
 مدرسہ خانقاہ
 اور صاحبان
 فقہ خصوصاً
 زبیر النبی
 میں آپ کی
 خدمت میں
 خزانہ الانشا
 کے ارشد علامہ
 سے ہیں
 وفات ہوئی
 کیے کی زانہ
 مدرسہ ہجری
 میں ہر جگہ
 تاجدار
 انشا و مدین
 سکھایا

حضور میں طلبہ جدید الفکر کو پڑھایا کوئی کام آپ خلافت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 سرزد نہوتا تھا رات دن حضرت رسول کریم علیہ صلوٰۃ و تسلیم کی پیروی چہرہ تھا
 فنا فی الرسول کا مرتبہ حاصل تھا چونکہ حق جل و علا نے صورت اور سیرت دونوں
 عطا کی تھی آپ کی صورت سے آثار صحابہ ظاہر ہوتے تھے اور یقین ہوتا
 تھا کہ حضرت سید الثقلین صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کی صحبت کا فیض جنہوں
 پایا ہوگا اونکی یہی صورت و سیرت ہوگی مضرع زہد امت خاتم المرسلینؐ
 بعد وفات حضرت شاہ صاحب موصوف کے آپکا فرق مبارک دستار خلافت
 مزین ہوا اور تمام معتقدین صافی اعتقاد نے آپکی طرف رجوع کیا آپکے کمالات
 ظاہر و باطن حد بیان سے خارج ہیں حضرت شاہ صاحب محفوظ فرمایا کرتے تھے
 کہ اگر معصومیت کا اطلاق سواکے بغیر ورنہ کے دوسرے پر جائز ہوتا تو ہوت
 میں اسحاق پر ہوتا مولانا مولوی سید ہاشم صاحب کہتے ہیں یہ بھی بات مشہور
 ہی جو حضرت شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ سیرت تقریر سمعیل نے لی
 اور تحریر رشید الدین نے اور تقویٰ اسحاق نے سبحان اللہ کیا کمال
 اور کیا عنایت رب ذو الجلال ہی ناز اور فخر کرنا چاہیے ایسی خدا جوئی پر
 کہ نسب کچھ چھوڑ کر سفر حجاز اختیار کیا اور وہاں مع قبائل و عشایر حاضر ہو کر
 فرض حج ادا کیا اور زیارت شریف سے مشرف ہو کر پھر وطن کو تشریف لاکر
 حواظ و انضام سے خلق کو راہ ہدایت دکھلاتے رہے مولوی ہمایو الدین صاحب

وغیرہ کہتے ہیں کہ آپ بادشاہ کے مکان کو بھی سال میں ایک بار ماہ محرم کی نوین
 تاریخ رونق افزا ہوتے تھے شہادت کا وعظ یعنی چند مضامین سر الشہادتین
 کے بیان کر کے پیر دیرہ پیر دن چڑھے وہاں سے واپس آتے تھے ایک روز بیشتر
 بہادر شاہ یا کوئی وزیر یا شاہزادہ دعوت کے واسطے حاضر ہوتا تھا اور بروز بیعینہ
 سواریان آئین مع حضار و خدام تشریف فرما ہوتے مجلس عام رہتی جو چاہتا چلا جاتا
 اور شہید ہجری میں حسب گزارش شاہ زادگان دہلی یعنی میرزا غلام حیدر وغیرہ
 مائتہ مسائل اور شہید ہجری میں بموجب التماس محمد خان زمان خان زمیزار
 موضع بھیکن پور مسائل اربعین تحریر کی سبجان اللہ کیا کمون یہ
 دونوں کتابیں ایسی ہیں کہ جاہل دیکھے تو عالم ہو جائے اور عالم دیکھے تو
 کمال بڑھ جائے اگر عمل کی توفیق ہو تو خاصانِ خدا سے ہو جائے بعد
 ایک دن کے از بسکہ شعائر اسلام میں ضعف اور رسوم کفر و بدعت میں قوت آتی
 جاتی تھی نیت ہجرت کو مصمم کر کے تمام قبایل کو ہمراہ لیکر راہی مکہ معظمہ ہوئے
 اور باوصفیکہ تمام سکناے شہر اور سلطان وقت بساجت تمام مانع آئے
 چونکہ شوق ماہو الحی غالب تھا آپ متمتع ہوئے اور مکہ معظمہ کو جا کر توطن اختیار
 کیا اور سبب کثرت کرم کے آپ کا کیسہ ہمیشہ خالی رہتا تھا خصوصاً اون لوگوں
 کی تبرعات کے سبب جو ہندوستان سے ادا سے حج کو وارد مکہ معظمہ ہوتے
 تھے وہاں کے لوگوں نے حضرت کے وجود مطہر کو از جملہ مغنمات سمجھا اور آپ کا

وہاں ہونا موجب برکت جانا بارشانی دہلی سے جدا ہو کر اوس دیار مقدس میں
 چھ برس کامل تشریف رکھی آخر کو اسی جا بچیسویں ماہ رجب شب شنبہ قمری طلوع
 صبح صادق ۶۲ھ ہجری میں اس عالم سے انتقال کیا صاحب زینۃ الامنیہ صلیا
 نے یہ قطعہ انکی تاریخ وفات میں لکھا ہی قطعہ شیخ اسحاق رہبر آفاق ہا
 آنکہ ذات الش بدو جان طاق است ہا دل بسال مصال او سرور ہا گفت
 اسحاق شیخ آفاق است ہا حضرت خدیجۃ الکبریٰ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 کے روضہ بلند پایہ کے سایہ میں آسودہ ہیں۔ مکہ معظمہ میں بھی کچھ تدبیریں کا
 سلسلہ جاری رہا چنانچہ میر حسن علی عرف شاہ جی صاحب مکتے ہیں آپ
 اپنے مکان میں دکنو سبق پڑھایا کرتے تھے اور بعد مغرب کوئی طالب آف
 تو تربت درویشی میں مصروف رہتے اور آپ کے اشراق باطن کا یہ حال تھا کہ
 سبق میں اکثر اشخاص مختلف المزاج کچھ اپنے دلون میں سوالات سوچ کر آتے
 تو سب لوگ اپنے اپنے سوال و جواب کی تقریر حضرت کی زبان مبارک سے
 تفسیر و حدیث کے سبق پڑھانے میں سن لیتے مولوی سید ہاشم صاحب
 کہتے ہیں دہلی میں جب آپ راستے سے چلتے تھے تو نہایت فرد تنی سے
 چلتے تھے اور نظریں ہی ہتی تھی دھر سے اودھرنہ دیکھتے تھے گویا نظر ہر قدم
 کے مصداق تھے مگر ہیبت حق بہ ہوتی تھی کہ جو کوئی کس نہاں آپ کو دیکھتا تھا
 تو بغیر دست بوسی کے آگے نہ بڑھتا تھا اور دکاندار سب اپنی اپنی دکانوں سے

نیچے آتے اور مصافحہ سے شرف ہو کر جاتے تھے انتہی مکہ معظمہ میں بھی آپ کے
 شاگرد موجود ہیں چنانچہ جناب مولوی محمد صاحب غیرہ اور مدینہ منورہ میں
 جناب مولانا مولوی عبدالغنی صاحب دہلوی مدنی سلمہ اللہ تعالیٰ اور ہندوستان
 میں تو بکثرت ہر ایک بلاد و امصار میں ترید و شاگرد بھرے ہوئے ہیں
 انہیں سے یہ چند شخص شننی اور مشہور ہیں۔ کو ذی بیعی جناب مولوی احمد علی صاحب
 محدث سہارن پور سی سلمہ اللہ تعالیٰ منتخب فضلائے زمان جناب مولوی حافظ قاری
 عبدالرحمن صاحب بانی بنی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ فاضل گیارہ مولوی حافظ
 شیخ محمد صاحب ساکن ٹھانہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ گوہر بحار علوم صوری معنوی
 جناب مولوی عالم علی صاحب ساکن نگینہ مشہور بہ تراوی ابادی حال نزیل
 رام پور سلمہ اللہ تعالیٰ آپ خلیفہ طریقت بھی ہیں سلسلہ علوم ظاہر و باطن کا
 آپ سے جاری ہو نواب مغلی القاب مولوی حاجی مہاجر متبع سنن سید الاولیاء
 والاواخر بحر سراج علوم و عرفان نواب محمد قطب الدین خان دہلوی
 رحمۃ اللہ علیہ والیغفران۔ آپ شاگرد و رشید اور خلیفہ طریقت اور سجادہ نشین
 حضرت کے تھے اور انتقال آپ کا مدینہ منورہ میں ماہ رجب ۱۲۸۹ھ
 ہجری میں ہوا ہے آپ بڑے صاحب حال تھے قابل تو کتب مصنفہ سے
 بابا جاتا ہی چنانچہ یہ چند کتابیں آپ کی مشہور و مطبوع ہیں جامع التفسیر نظامی
 شرح مشکوٰۃ شریف حلقہ جلیل شرح حصین حصین جامع الحکایات تحفۃ السلاطین

درمیان
 درمیان

خانہ کتبہ
 خانہ کتبہ
 خانہ کتبہ

خانہ کتبہ
 خانہ کتبہ

تحفة الزوجین تحفة الاحبا سراج القلوب مآلقة الزنا وظیفہ مسنونة اور سوا سے
انکے بھی بہت مشہور ہیں اور حال کا یہ حال کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جذبے انکی
خدمت میں رہ کر اوقات و عادات کو قلب نہ کرے تو ایک دوسری کیمیا سعاد
ہو جائے اور اب آپ کے مرید و شاگردوں میں سے دہلی میں مشہور و معروف
مولوی عبد القادر صاحب اور مولوی رحیم بخش صاحب عرف مفتی محمد سعید
اور جناب مولوی خواجہ ضیاء الدین احمد کہ یہ شاگرد رشید اور خلیفہ طریقت
بھی ہیں خلقت کی ہدایت میں مصروف ہیں۔ عمدہ اور افضل و اعلیٰ مستفیض
سے حضرت مولانا سہتی صاحب علیہ الرحمہ کے جناب فضیلت مآل حاوی معقول و مقبول
مقبول خدا و رسول فاضل اجل عالم باعلیٰ مروج مراسم سنن حضرت رسالت نبی و انقیاد
اسرار خاندان شاہ ولی اللہی لودھی یعنی مولانا حافظ حاجی مولوی عبد القیوم
صاحب دہلوی تریل شہر بھوپال سلمہ السد الذوالجلال ابن مولانا مولوی عبد الحمی
ابن شیخ ہبۃ اللہ ابن مولوی شاہ نور السد قدس سرہ خسر مولانا شاہ عبد العزیز
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ القوی ہیں ولادت آپکی ۱۲۳۱ھ بارہ سو اکتیس ہجری
میں ہی غلام نقی نام تاریخی ہی اور عبد القیوم کہتے ہیں کہ حضرت شاہ عبد العزیز
قدس سرہ کا رکھا ہوا نام ہی آپ نے قرآن مجید خرد سالی میں اپنے والد
ماجد کے روبرو حفظ کیا اور اکثر صفت نحو منطق و عقاید وغیرہ مولوی نصیر الدین صاحب
شافعی لکھنوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہی اور تفسیر جلالین ابن ماجہ نسائی

مفتی محمد سعید

مولانا مولوی
عبد القیوم صاحب
سلمہ السد

اور علم فریض مولانا یعقوب صاحب علیہ الرحمہ سے اور اکثر صحاح مولوی سید محبوب علی
 صاحب دیہوی سے اور کچھ ہم آہ مولوی مفتی سید مراد صاحب سے اور باقی
 فقہ اور بخاری شریف اور کچھ برصاوی اور معالم التنزیل اور مدارک اور درمثور
 اور صحاح ستہ اور قول الجلیل حزب البحر حصین مستدرک دارقطنی اور دارمی
 وغیرہ سب کچھ جناب مولانا سیدی صاحب علیہ الرحمہ سے پڑھا اور سنا ہی اور اجازت
 عامہ من کل الوجہ حسب عادہ محدثین اور بضابطہ مشایخ طریقت اجازت و خرقہ
 حضرت مولانا موصوف سے آپکو حاصل ہی اور آپکو بیعت ارادت اور اجازت
 و خلافت حضرت امام اہلبین شیخ اوحہ سید احمد صاحب شہید
 قدس سرہ سے سرفراز ہی اور حضرت سید صاحب آپکو کلاہ بھی پہنایا ہی
 اور بہت کچھ عا آپکی واسطے کی ہی اور ایک بار آپکی پیچھے مع جماعت کثیر اقتدا ہی
 کی ہی اور آپکو رجحانیت سے حضرت شاہ عبدالعزیز اور سید احمد صاحب قدس
 سرہما کے بھی استفادہ حاصل ہی اور مولانا یعقوب صاحب سے بھی آپکو چار دن طوق
 میں بیعت اور اذکار و شغال کی صحت ہی اور آپ حلقہ میں اخوند عبدالعظیم خان صاحب
 کے جو عمدہ خلفا حضرت سید صاحب کے تھے اکثر حاضر رہے ہیں اور حسب ارشاد
 مولانا یعقوب صاحب رحمہ اللہ علیہ کے مزار پر انوار حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت
 شاہ ولی اللہ قدس سرہما اور خواجہ خواجگان حضرت خواجہ بزرگ معین الدین حشتی
 رضی اللہ عنہ پر آپ کا روئے خیال و مراقبہ میں مشغول رہے ہیں اور آثار و برکات عجیب پاک ہیں

غرض ذات جامع الکمال آپ کی اس عصر میں منتخبات سے ہر خدا تعالیٰ سلامت رکھے اور زہد و تقویٰ و صبر و تحمل سخاوت و مروت حلم و وقار خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے بہت کچھ آپ کو سرفراز کیا ہو رات دن تربیت و تعلیم خلائق میں مصروف رہتے ہیں بندگان خدا کو آپ کی ذات بابرکات سے نہایت فیض ہی اپنے بزرگوں کے یادگار ہیں اور آپ کو مولانا سچے صاحب نسبت دامادی کی بھی ہو مولانا صاحب کی دختر مرحومہ مغفورہ سے ایک دختر اور دو فرزند یعنی جناب حافظ مولوی محمد یعقوب صاحب اور جناب لوجی حافظ محمد ابراہیم صاحب دونوں عالم فاضل متقی پرہیزگار ذی حلم و وقار اپنے خاندان کے یادگار ہیں اللہ جل شانہ دیرگاہ سلامت بابرکات کے آمین ذی المفاخر و المناصب جناب مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب قدس سرہ مؤلف قرۃ العین و جگزیں د عمرہ، محب اللہ کا بنی کا محبوب ہے، کون اس وصف کا ہی پوچھیں تو ہے کمون مولانا محمد یعقوب ہے صاحب خلق محمدی تابع شرع احمدی جامع محامد صفات حاوی حامد اوقات افضل الکرام اشرف العظام خالق کے محب خلائق کے محبوب مولانا مولوی محمد یعقوب علیہ الرحمہ آپ کہیں برادر حقیقی مولانا محمد اسحاق کے اور خلیفہ طریقت حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کے ہیں ولادت آپ کی بہت و ہشتم ذی الحجہ ۱۲۰۷ھ ہجری میں ہو آپ تین سبب شرح ملا کے حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ سے بڑھے ہیں فرماتے ہیں کہ عجیب طریقہ تھا تعلیم کا کچھ بیان نہیں کیا جاتا

محبوب
مولانا محمد
علیہ السلام

گویا ابواب علوم مفتوح ہوئے تھے اور اکثر علوم خباثہ رفیع الدین صاحب علیہ الرحمہ
 سے حاصل کیا اور تفسیر جلالین حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب جیل قدمی کے وقت
 پڑھائی۔ غرض علم و فضل میں کیا بے روزگار فن تفسیر میں بحر ذخار اور حدیث
 میں دریا بے کنار تمام کمالات باطن و ظاہر میں اقران روزگار سے پایہ کم نہیں تھے
 مگر خلق جمیل اور صفات خیریل صبر و توکل میں لاثانی قناعت و استغناء میں بہ نظیر
 اکثر یہ معمول تھا کہ جب کوئی بطریق پیشکش و ہدیہ کے کچھ لاتا تو کبھی قبول فرماتے
 آپ نے بھی اپنے بزرگوار کے ہمراہ ہندوستان سے ہجرت کی اور مکہ معظمہ میں
 توطن اختیار کیا جب تک کہ جہان آباد میں ہے گوشہ عزلت میں پایہ امن رہتے تھے
 اور انیسارے روزگار کی طرف کبھی بھی رجوع نہ کیا مکہ معظمہ میں بھی یہی حال تھا کچھ و قلیل
 میں جو کوئی کسب حلال سے ہم پہنچتا تھا اپنے اوقات گزاری میں کرتے تھے
 کہتے ہیں کہ مکان میں فرصت کے وقت ریشم کھولا کرتے تھے اور شب روز عبادت
 خالق اور ہدایت خلاق میں مصروف رہتے طالبان خدا کو منزل مقصود کو پہنچانے
 ثقیات کہتے ہیں استعداد ظاہر کا یہ حال تھا کہ کبھی کوئی آیت کے معانی کرتے
 تو وہ مضامین عالی بیان فرماتے کہ سامعین شہر پہنچ جاتے بیرون وہی بیان چلا
 قوت باطن کا یہ کمال کہ ادھر سبق حدیث شریف وغیرہ کا بھی ہو رہا ہی اور ادھر
 توجہ بھی جاری رہی یہ اسکو مانع وہ اسکو مزاحم نہیں امانت داری ایسی کہ
 یعقوب امین مشہور تھے۔ سکندر شاہ دہلوی کہتے ہیں کہ ایک شخص

آپ کے پاس دو سو قرص مسی امانت لے آیا اور کہا کہ یہ رکھیے آپ نے فرمایا
 الماری میں رکھ دو اور سننے اپنا نشان کر دیا اپنے نام لکھ کر دھریا ایک مدت کے
 بعد اس نے اگر طلب کیا آپ دیدیئے کہا کہ کھو لکر بتلائیے فرمایا کہ تم نے بھی کھو لکر
 نہیں بتلا یا تھا جس طرح رکھا تھا اسی طرح رکھا ہوا ہی وہ تکرار کرنے لگا
 اور کھو لکر کہا کہ یہ تو قرص ہین ہین ریال رکھا تھا اپنے فرمایا جواب نے رکھا ہی
 وہی ہی خیال نہ رہا ہوگا خوب یاد کیجیے پھر اس نے اسی طرح تکرار کرنے لگا
 اپنے ویسا ہی ہستگی اور نرمی سے تین بار اوسکو سمجھا یا جب دیکھا کہ وہ نہیں
 مانتا ہی تو مکان میں جا کر دو سو ریال لاکر دیا اور فرمایا کہ یہ بھی لیجاؤ خیر کچھ سہو
 ہوا ہوگا مگر کسی جہ سے چین بہ چین ہوئے اگر چند شخص کوئی مسئلہ
 مختلف فیہ میں اپنے اپنے دلائل پیش کر کے نزاع برپا کرتے تو آپ
 اس حسن تقریر سے ہر ایک کو سمجھاتے کہ سب جہ اختلاف سمجھ جاتے
 جگہ اٹھ جاتا صلح قرار پاتی کہ معظمہ میں ہزار ہا مخلوق خدا آپ سے فیضیاب
 ہوئے ایک شاعت کی آپ کی محبت برسوں کی عبادت سے بہتر تھی آخر
 اوسے اشرف المیلا دین اوٹھائیسویں ذی الحجہ ۱۲۸۰ بارہ سو بیاسی ہجری
 جمعہ کے دن انتقال فرمایا عمر آپ کی برابر بیاسی سال کی تھی حافظہ سوتی
 صاحب مہتمم مساجد شہر بھوبال نے آپ کی تاریخ اس آیت کریمہ سے نکالی ہے
 اَلَا اِنَّ اَوْلٰیاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہُمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

سکندر شاہ صاحب طور کہتے ہیں کہ میں حضرت کی تجہیز و تکفین میں حاضر تھا
 یہاں تک اپنے ہاتھوں میں اور امیر بیگ صاحب اور عبدالرحیم ملکینہ ساز
 اور نعمت خان حضرت کے خادم خاص نے قبر میں اتارا ہی جمعہ کے دن بھی
 نماز صبح اپنے تیمم سے ادا کی اور اشراق و چاشت بھی پڑھی دوپہر ڈھلے
 جب حرم محترم میں اذان ہوئی اوسی وقت روح پر فوج جانب ملا اعلیٰ
 پرواز کی عصر کی نماز کے بعد جنت الماویٰ میں حسب وصیت آپ کے
 بی بی کی قبر میں قریب مزار پیر انوار مولانا اسحق صاحب قدس سرہ کے
 دفن کیا جنازے کی نماز کی ایسی کثرت ہوئی کہ تمام حرم کی دکانیں بند ہوئیں
 کھڑے رہنے کو بدشواری جا ملتی تھی حرم شریف سے جنت الماویٰ
 تک اتنی خلقت تھی کہ قدم اٹھانا مشکل تھا جنازے کو ہاتھ نہیں
 پہنچ سکتا تھا ہزار ہا عرب بوسے دے رہے تھے آخر وقت اپنے
 جسد رانستین کہ تھیں سب لکھو ادین اور فرمایا کہ تیس ریال نفرتی میرے
 تکیے کے تلے ہیں اوسمیں تجہیز و تکفین ہوئے کچھ دھوم دھام اور تکلف
 ضرور نہیں اوسے طرح عمل ہوا اب حرم محترم میں مرزا امیر بیگ صاحب
 آپ کے داماد اور آپ کی دختر اور مولوی خلیل الرحمن صاحب آپ کے نواسے صاحبزادے
 اور مولوی محمد عبدالرحمن بن حافظ محترم بن مولوی محمد معظّم المعرف
 مولوی محمد بن مولوی مقرب الدین شاہ اہل الدین شاہ عبدالرحیم

سید
 زما حضرت
 امیر

سید
 زما حضرت
 امیر

بن شیخ وجہ الدین شہید نواسے مولانا محمد اسحاق کے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
کہ معظمین آپ کے خلیفہ اور نشین ہیں خدا تعالیٰ سلامت و باکرامت رکھے آمین
جناب فضایل و کمالات مآب مورد انوار حضرت احد مولانا
و مرشدنا مولوی سراج احمد صاحب خورجوئی سلمہ اللہ الصمد۔

مؤلف

فقیر ابن فقیر صاحب توقیر سراج راہ ہدی مقتداے متعالی
عزیز عبد عزیز ابن شہ ولی اللہ سخی ختم رسل مدظلہ العالی
آپ فرزند ہیں جناب شاہ محمد فارغ صاحب علیہ الرحمہ کے جٹکا مزار
خورجے میں اوٹھین کے باغ میں واقع ہی اور شاہ محمد فارغ صاحب
خلیفہ ہیں جناب مزار ستم بیگ صاحب علیہ الرحمہ کے جو بانس بریلی
میں مدفون ہیں اور مرزا صاحب معز خلیفہ ہیں حضرت شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی کے قدس اللہ سرہ جناب شاہ فارغ صاحب بڑے
صاحب کمال اور اکثر اوقات ستغراق میں رہتے تھے اور حضرت
شاہ ولی اللہ صاحب کی ملازمت سے بھی مشرف تھے اور مولانا
شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ آپ کو براہ اور صاحب لکھا کرتے تھے
مولانا سراج احمد صاحب مدظلہ نے تکمیل کمالات ظاہر و باطن
اپنے والد ماجد اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ سے

بزرگ مولانا سراج احمد صاحب

فرخ الدین صاحب
سکس پینٹنٹل
باجا بزرگ

خدمت عالی میں کی ہی اور حضرت شاہ صاحب کی ملازمت کثیر الکت
 میں مدت تک رہ کر منصب خلافت سے سیر فرماؤ و سر بلند ہین
 تمام علوم میں بحر زخار خصوص طبابت اور تفسیر وحدیث اور
 حقائق و سلوک میں دریا سے بے کنار ہین سخاوت و شجاعت
 و صبر و توکل اور قناعت و مروت و وقار و تحمل میں سبے نظیر
 ظاہر میں سپاہی اور باطن میں فقیر ہین لباس بہت عمدہ
 پہنتے ہین اور اکثر غذا آپ کی دودھ ہوتا ہی تردید مذہب تشیعہ میں
 نہایت کمال ہو ایک وقت اہل تشیعہ نے آپ کو دودھ میں زہر
 پلا دیا تھا فوراً زہر کا اثر پا کر محالہ کی طرف متوجہ ہوئے شافی حقیقی
 کے فضل سے اثر اوسکا دفع ہوا مگر اوسوقت سے جسم مبارک
 میں عیشہ ہو گیا ہی بحالت فقر و توکل همان و مسافر کو نہایت عزیز
 رکھتے ہین مصنفات خاندان عالی شان غفرلہ کی اس عصر میں حقیقت
 آپ کے پاس ہین اوتنی کسی جانوگی تعبیر و یامین بھی آپ کا کوئی
 نظیر نہیں علم و عمل آپ سے نازان قال و حال آپ پر قربان ہی ایسے مبین
 نکات و اسرار و حقائق قرآن ہین گو با حضرت پر و مرشد کی زبان
 ہین جامعیت جمیع کمالات متورہی و معنوی حضرت پر و مرشد کی
 لکھ کی ذات بابرکات میں جلوہ گر ہی بعض دقائق سلوک اس طریقہ علیہ

کے جو کمال سرفرازی اس بیچ میسر نہ ہو سکا بعد از تحریر ارشاد کیے ہیں
 حوالہ تسلیم ہونے ہیں (۱) بعد ذکر اسم مبارک اللہ اللہ و تصور نور
 از ہر شفاف انور تر از نور شمس بصیرت مجتبیٰ کہ از طبیعت و اگر خیر و
 مراقبہ این طائفہ ضافیہ این است کہ تصحیح خیال بسوی لفظ ذات
 بیچون و بیچگونہ کردہ آید و مختار شیخ شیخ فقیر کہ حضرت شاہ ولی اللہ
 اینست کہ غایت سیر و سلوک سالکان صرف تصحیح و تجرید خیال است
 بلکہ آن وصول است بجزوے از حظیرۃ القدس و سطح ملکوت الہی
 و تصحیح و تجرید خیال در ہیچ حال حاصل نمی شود جز کم خوردن و کم گفتن
 و کم صحبت داشتن با مردمان کم مصروف قیاس کن ز گلستان او
 بہارش را بہ بفضلہ تعالیٰ قصبہ خورجہ میں بقید حیات
 تربیت و تعلیم طالبان خدا میں دن رات مصروف ہیں خلقت
 خدا آپ کے دیدار کو مغتنات سے جانتی ہی ابقاۃ اللہ
 تعالیٰ علیٰ رُغْوَسِ الْمُسْتَرشِدِ بْنِ الْیَوْمِ الدِّینِ آمین
 خدا آگاہ جناب خلیفہ اللہ علیہ الرحمہ بر سے
 تارک اور پلے درجے کے زاہد تھے اپنے حال کو چشم
 خلایق سے بہت پوشیدہ رکھتے تھے اکثر لوگ آپ کے
 کمال سے واقف نہ تھے مولوی نصر اللہ خان صاحب

از خطیفہ اسلامیہ
 علیہ الرحمہ و الخ

سید احمد صاحب
رحمۃ اللہ علیہ

جو آپ کے شاگرد ہیں اور اجازتِ طریقت بھی حاصل کی ہو
کہتے ہیں کہ آپ کے نام کے ساتھ خلیفہ کا لفظ اس واسطے مشہور
تھا کہ آپ لڑکوں کو پڑھایا کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ آپ کو
تین روز سکرات رہی تین دن تک شغلِ نفی و اثباتِ زبان
سے جاری تھا آخر اسی حال میں ۷۷۰ھ بارہ سو چوبیس ہجری
میں قصبہ خورجہ میں اس عالم سے نقل فرمایا مزار آپ کا
مخدوم کمال الدین خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی قدس اللہ
سرہما کے مقبرے میں واقع ہے۔ حافظ حاجے
مولوی معین الدین صاحب پھلتی علیہ الرحمہ
نہایت متقی اور یکتاے روزگار تھے انتقال آپ کا
مکہ معظمہ میں ہوا ہے۔ جناب سید فاسم علی صاحب مال پوری
علیہ الرحمہ آپ بڑے صاحبِ حال و قال اور زوی کمال تھے
ان بزرگوں کا حال مفصل راقم کے گوشِ زد نہوا مگر اس سے
زیادہ کیا کمال ہونا کہ حضرت کے خلیفہ طریقت ہیں اسی پر
اکتفا کیا اور بھی ان بزرگوں کے سوا حضرت پیروم شد
کے خلفا ہیں مگر خداے تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت
سید احمد صاحب قدس سرہ کی ایسی گرم بازاری ہوئی کہ

تیسرا

کسی کی دکان نہ چمکی۔ جاننا چاہیے کہ بعض اشخاص
چند قسم کے ہیں قسم اول حضرت امام ربانی اور
شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز
اور سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل صاحب اور ان کے
بعض پیرو بھائیوں کے منکر ہیں قسم دوم سوائے
امام ربانی صاحب کے اوروں سے ناخوش ہیں۔
قسم سوم حضرات ثلاثہ اخیرہ سے ناراض ہیں۔
قسم چہارم سوائے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
ما بقی سے متنفر قسم پنجم مولوی اسماعیل صاحب وغیرہ
سے بدظن ہیں اس قسم کے لوگ بہت ہیں اور اقسام
مذکورہ کے منکر و معتقد اپنے اپنے دلائل بھی رکھتے
ہیں اور ایک دوسرے کے راوی بھی ہیں ہر ایک گروہ کے
کتب بسیط و طویل زمانے میں موجود ہیں اس طور کا جھگڑا
سابق سے چلا آتا ہی اور چلا جائے گا ایسے اشخاص بہت
نادر ہوں گے کہ جنگی خوبی اور خرابی پر اتفاق ہو راقسم
نے اس طریقے سے گزر کے فقط حضرات مذکورہ کے
کلمات پر مقالہ تمام کیا کیونکہ جب معارف مطاعن کی تلاش

هومی ہی تو کمالات نظر نہیں آتے مصرع

نہ بیند ہنر دیدہ عیب جو ہاں

گر خدا خواہد کہ پوشد عیب کس ہاں

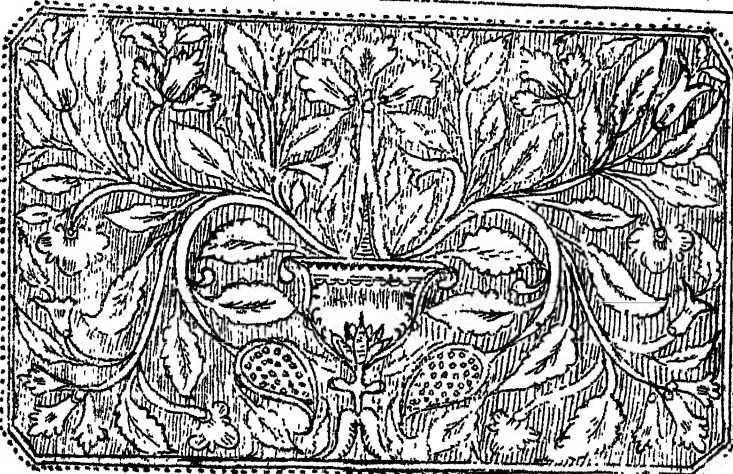
کم زند در عیب اہل دل نفس ہاں

و خدا خواہد کہ پردہ

کس درو ہاں میاں

اندر طعنے پاگان

برو



خاتمه

احوال میں حضرت پیر و مرشد امام اوجہ سید اسادات والا و جابر فیض المشرق
 منبع المرتب شیخ الاسلام عالی مقام کشف مشکلات علوم عقلیہ حلال معضلات
 فتون نقلیہ آفتاب آسمان شریعت و طریقت گوہر دریائے معرفت و حقیقت
 سلطان المشایخ مرشد الانام منبع الکشف مبطل الالہام بقیۃ السلف امام الخلف
 خلیفہ الہی وارث رسالت پناہی اسوۃ المحققین قطب الواصلین معظم و مکرم مقبول
 حضرت رسول اکرم الموصول الی اللہ مولائی مرشدی حافظ حاجی سید عبد اللطیف المعروف
 سید شاہ محی الدین صاحب القادری النقیوی الویلوری المدنی قدس اللہ
 اسرارہ و اعاد علینا فیوضاتہ و برکاتہ ابن سید شاہ ابوالحسن قادری ثانی ابن
 سید عبد اللطیف المعروف بمحی الدین ذوقی ابن رکن الدین سید شاہ ابوالحسن
 قرنی ابن سید عبد اللطیف قادری ابن میران سید ولی اللہ ابن سید عبد اللطیف
 عرف بابو جی ابن سید محمد ابن سید عبد الحق ابن سید قطب الدین ابن سید
 عبد الفتاح گجراتی شارح متنوی مولانا روم ابن قاضی سید اسماعیل خلیفہ شاہ عالم
 گجراتی ابن سید برہان الدین ابن سید حسین ابن سید نور اللہ منصور ابن سید
 عبد الفتاح ابن سید جلال متقی ابن سید حامد ابن سید حمزہ اصغر خلیفہ حضرت
 غوث اعظم موصوف بہ قطب اکبر ابن سید اسماعیل ابن سید حسین ابن سید محمد
 ابن سید صیف اللہ ابن سید ابوالقاسم ابن سید حیدر کرار ابن امام محمد بن قسری

سید عبد اللطیف
 قادری

سید شاہ

ابن امام محمد تقی ابن امام علی موسی رضا ابن امام موسی کاظم ابن امام جعفر صادق
 ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن ابو عبد اللہ امام حسین ابن امام
 الائتہ ابو الاولیا امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے
 آپ کا سلسلہ مادرسی پستیں واسطے سے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
 پہنچتا ہے اور اسی سلسلے میں بیٹوان واسطہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ
 تک پہنچتی ہوتا ہے۔ جو آہر السلوک اور شنوی مطلع النور میں آپ کے سلاسل اور
 حالات مفصل مذکور ہیں اس پیچھے پڑنے اس کتاب جواب کو آپ کے احوال
 خیر مال پر اس واسطے ختم کیا کہ آپ عمدہ اور اعلیٰ ترین مستفیضون سے خاندان
 عالیہ عزیزہ کے ہیں اور حسب طرہ آپ کا خاتمہ ہوا ہے خدا سے عز وجل حضرت
 خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے طفیل سے میرا بھی خاتمہ
 دیا ہے کہ جسے جو کچھ احوال ان کتابوں وغیرہ سے مستنبط ہوا خاتمہ میں لکھا
 آپ مانند حضرت غوث الثقلین کے صحیح النسب طرفین سے ہیں میانہ قدس سرہ بزرگ
 وسیع الیہ تخیف الجثہ وللاوت آپ کی عنہ بارہ سو سات ہجریین بشہر بلوہ
 ہنگام طلوع صبح صادق روز شنبہ یوم البدر ماہ جمادی الاخریٰ میں ہی۔ نو روزہ
 سالگی میں کتب عقاید اور فقہ آداب و اخلاق انشا و قصائد و صرف و نحو منطق
 و کلام اور نظریات و عملیات طبابت اور ہندسہ و ہیئت حساب و حسرت
 اور علم فیض اصول اور حقایق و سلوک کے علم مورو فی ہی اس نے والد ماجد اور دیگر

جو کچھ احوال خیر
 و خاتمہ کتاب

بیان خاتمہ

اوستاد و کچ پڑھی ہین بعد ازان ۱۲۳۵ بارہ سو ستائیس اور اٹھائیس ہجری
 میں حفظ قرآن مجید سے فارغ ہو کر مدت تک مطالعہ میں تفاسیر و احادیث اور
 سیر اور احوال مشینان اور حالات و ملفوظات بزرگان اور تواریخ گذشتگان
 اور کتب روئیہ کہ در میان فریق اہل اسلام اور فریق اہل کتاب کے واقع ہین بسری
 اس اشنا میں تحفہ اشنا عشریہ جو چھپکر مشہور ہوئی تھی ہمدست ہوئی دو بار اور
 مطالعہ کرتے ہی نہایت شوق و ولولہ اس بات کا پیدا ہوا کہ وہ اہل کواد کے
 مصنف عالی مرتبت معالی منزلت سند العلماء والاویا مولوی معنوی حضرت
 شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر تکمیل
 کمالات کیجیے اسباب سفر آمادہ کیا تو آپکی والدہ ماجدہ نے اس ارادے
 سے مطلع ہو کر فرمایا کہ اول بیان خوب علوم سے فراغت پا لو بعد ازان حضرت
 مولانا مولوی معنوی کی خدمت میں جاؤ تا سلیقہ اونسے استفادہ کا پیدا ہوو
 حسب ارشاد والدہ ماجدہ ۱۲۳۵ بارہ سو چونتیس ہجری میں مدراس کو تشریف
 لا کر تیمنا پیر کا دوسری جناب مولانا مولوی عبدالعلی بحر العلوم المعروف بہ ملک العلماء
 اور فاضل عالیجاہ مولوی باقر آگاہ رحمۃ اللہ علیہا سے پڑھکر بعد ازان فاضل
 مولانا علاؤ الدین جو ملک العلماء کے داماد اور شہر اوستاد تھے اونکی خدمت
 میں حاضر ہو کر تمام علوم نقلی و عقلی سے پانچویں شعبان ۱۲۳۵ بارہ سو ستائیس
 ہجری میں فراغت حاصل کی اس عرصے میں او دھر حضرت شاہ صاحب کے اور او دھر

اشفاق مازن
 شاہ عبدالعزیز دہلوی

اشفاق مازن
 شاہ عبدالعزیز دہلوی

آپ کے والد بزرگوار کا انتقال ہوا آپ سندنشینِ خلافت پدر والا قدر ہوئے
اتفاق سفر کا نواہر جسے کو مروون میں اور شہنہ کو عورتوں میں وعظ
فرماتے اور کتب بینی طالبانِ خدا کو پڑھاتے اور ہمیشہ مطالعہ اور تصنیف
وتالیف میں مشغول رہتے احیاء التوحید اور احیاء السنۃ اور تنبیہ الجاہلین
اور صراط المومنین اور اصل العلوم یہ کتابیں اوسے زمانے کی تصنیف ہیں
دوسری شہان شاہ ہجری میں سفر حجاز اختیار کر کے حج اور زیارت مشرف
ہوئے بفعو اے کل امیر مہمؤں یا وقایتا کے مملو ہر کام کا اوسکے وقت پر
موقوف ہر وہ جو شوق حصولِ ملازمت بابرکت حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ
الرحمۃ والعرفان کا اور ارادہ استفادہ اوس خاندانِ عالیشان کا روزِ ازل سے
عقمت میں لکھا تھا مکہ معظمہ میں ایک سال سے زیادہ خدمت و صحبت جناب
معلی القاب قطب آفاق حضرت مولانا شاہ محمد سحیح علیہ الرحمۃ کی جو نواسہ اور
وارثہ کمالا ظاہر و باطن حضرت شاہ صاحب کے تھے حاصل کیے اس سب سے نواز ہوئے



تقل حضرت مولانا سحیح صاحب قدس سرہ



سرخسٹ مراد
آقا جبار

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام
على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين أما بعد فيقول
العبد الضعيف الحقير خادم علماء الافاق محمد اسحق الشير
الجليل صاحب الفضل المبين الشيخ محي الدين سلمه الله الى يوم الدين

طلب مئی اجازت بعض کتب الحدیث فاجرت له اجازة الكتب
 الصحاح الستة البخاری والمسلم وسنن ابی داؤد والجامع الترمذی
 وسنن النسائی وابن ماجه القزوينی وایضاً اجزت له لمشکوۃ المصابیہ
 والحسن الحسین للجرزی وحصل لی الاجازة والقراءة لهذا الكتب
 من الشیخ الذی فاق بین اقارنه بالتمیز اعنی الشیخ عبد الغزیز رحمہ
 اللہ تغا وحصل له الاجازة عن والدہ الشیخ ولی اللہ المحدث الدہلوی
 الاعارف باللہ وحصل له الاجازة عن الشیخ ابی طاهر المذنب وهو حاصل
 الاجازة عن والدہ الشیخ ابراہیم المدنی وباسند مذکور فعملہ خرف فی المملکۃ
 المعظیۃ فی الشهر الحرام الاوّل سنة ۱۲۲۲ للہجرة علی صاحبها الف الف صلوة وخیر
 الغرض آپ کی ذات بابرکات مجمع البحار کمالات صوری و معنوی آباء و اجدادی
 اور خاندان عزیز پر کی ہوئی نوین ذیچہ شہداء ہجریین وطن مالوفہ کو اقدام بین
 التیام سے مشرف کیا اور ۱۲۳۱ھ میں تصنیف سے جواہر الحقائق کے اور ۱۲۴۱ھ
 میں ترتیب سے فصل الخطاب فی الفرق بین الخطاء والاصواب اور ۱۲۵۱ھ ہجری
 تا لیت سے جواہر السلوک کے فراغت پائی اور ایک سالہ مسمی بہ غایۃ التحقیق نہایت عجیب
 و غریب آپ ہی کی تصنیفات ہی اوسمیں مسئلہ وحدۃ الوجود کو دلائل عقلی و نقلی
 سے ثابت کیا ہی اور ایک عالم کو ورطۃ تذبذب سے نجات دی ہی اور یہ غایۃ التحقیق
 دوسرے میں لکھا گیا ہی کہ نقل جبکی استنہ عنہ سے میں اچھی طرح سے دشوار ہی آپ کے

اعلیٰ الشیخ ابی طاهر المذنب
 ابی داؤد والجامع الترمذی
 ابن ماجه القزوينی

صنفنا وادخلنا

کمالات ظاہر و باطن پر مصنفات والہن بین کچھ بیان کر دین کیا مجال ہر فن پر
 آجی ذات سیوہ ہنقات کامل ہر مسئلہ ظاہر و باطن میں درجہ تحقیق و تکمیل کا حاصل
 خصوص علم حقایق و سلوک میں آپ اس عصر کے مجدد ہین تصنیفات تمام مفید
 خاص عام اور نثر و دیکھ دور مشہور افراط و تفریط سے دور متعصب کو رنج اور
 منصف کو سرور اور آپ نہایت مطیع سنت و قانع بدعت تھے ایک عالم نے
 آپے ہایت بائی اور واصل الی اللہ ہوا مرید آپ کے تخمیناً چھ لاکھ سے زیادہ
 ہین علم و عمل اور تواضع و انکسار محل و وقار توکل و قناعت سخاوت و فرست
 میں علم الوقت اور وحید العصر امرا اور اغنیاء سے بالکل سب پر و اور فقرا اور
 غربا کے ملجا و ماوی تھے تمام عمر صبر و توکل میں بسر کی کسی کے پاس سے جاگیر
 اور تنخواہ نہ لی جو کوئی امیر و فقیر آپ کی خدمت میں آتا تو اس کے حسبِ حوصلہ
 ضیافت کرتے بلکہ جب تک وہ رہے اسکو دو وقت طعام ہو پچائے اگر کوئی
 قبول نہ کرتا تو تین دن ضرور بالضرور اسکی دعوت کرتے اول تمام مہمانوں کو
 حاضر ہو پچاتے بعد ازاں کچھ بھڑا قلیل آپ تناول فرماتے سید کہیم اللہ
 المعروف بہ خواجہ پیر صاحب آپ کے حقیقی ہم شہر و زاد می کہتے ہین کہ قبول تحف
 و ہدایا کا تین طرح پرستور تھا۔ اول یہ کہ اگر کوئی نذر و تحفہ گذرانا تو ہونو
 قبول نہ فرماتے ہزار تردد و الپس کریتے و دوم اگر کوئی شخص کچھ سلوک کرتا
 تو اس سے سوایا یاد پوڑھا یا سفاعت آپ سلوک کرنے خواہ بطریق مہمانی

یا بطور ہایا سو ہم کسی نے کچھ دیتا تو بخوشی تمام قبول فرما لے اور تصرف میں لاتے یہ فقط قوت ایمان و اخلاص اور فراستِ صحیحہ اور نورِ باطن تھا موافق حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ لوگ راہِ دور و دراز سے خدمتِ شریف میں آتے اور اپنے اپنے مقاصد پاتے سو اس کے ہر ایک ملک سے استغنیٰ آتے آپ فوراً جوابات دستِ خاص سے تحریر فرماتے چنانچہ عرب سے بھی فتویٰ آیا تھا فتاویٰ کے ایک دفترِ زخیم ہی اور مکتوبات بھی ایک مجلدِ عظیم ہر ایک مکتوبِ مشعرِ مطالبِ عجیبہ اور محتوی مضامین غریبہ ہی حضورِ مجلسِ نقلین مکاتیب کی لیجاتے اور دور و دور تک پہنچا ایک مکتوب بجواب عریضہ اس احقر کے جو کمال سرفرازی دستِ مبارک سے سرفراز ہوا تھا بطور نمونہ اس مجلد کے لکھا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم بمطالعہ عزیز جان سعادت نشان محمد عبد الرحیم ضیاء اللہ تعالیٰ پس از سلام مسنون مشہود خاطر سعادت ذخایر باد القیام مورخہ چہارم جمادی الآخری ششمہ ہجری مع رسالہ شیون بیچون رسید و بخاطر فرحتہا رسانید الحمد للہ علی ذلک وجود شریف درین ایام غربت اسلام غنیمت وقت است اللہ یقاکم و سائل نیز استعداد قوی دارند و در نظر فقیر غنیمت وقت سے آید اگر بفضلِ اہل کامیاب صحبت صاحبِ دل گردند و در عالمِ قدس طیران نما بند عجب نبود بالجملہ مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ کا سے منسرا پند

۵ مقدس نوری از قید چه و چون به سر از جلباب چون او بود بیرون
 چو آن بچون درین چون کرده آرام به پیر روپوش کرده یوسفش نام
 صوفیه صافی شش مراتب ظهور و جود را اثرات کسبه و مظاہر شش گانه خوانند
 مراد به تنزل شی آنکه با وجود حفظ حقیقت و احکام و لوازم وی از پایه بیاید
 و گیر فرو شود و در پایه پایین زیادت پذیرد بے آنکه نقصانی و تبدیلی در پایه سابق
 واقع گردد و نزول و سے در مرتبه دیگر بصورت آخر مانع احکام اصل حقیقت می
 بود همچو تعین آب در امواج و حجب و تقید موم در پیاده با و فرزین و ظهور شخص
 در مایا رستگاره مختلفه الالوان و الاشکال و بروز حروف مفرده و مرکبه از نفس
 واحده سازد به غیر مرکبه ظهور و بروز و تجلی و تمیز و تعین و تقید همه راجع بمنصه
 تنزل اند و منظر شی صورت و هیست از صور محتمله وی و صورت شی عبارت
 از امری است که آن شی بوی محقول و محسوس شود و صور یا اصلیه اند همچو حی
 و عظیم و بدیع و باعث و سایر اسماء الہیه که مصداق انما حق جل مجدّه بود
 یا عارضیه که مصداق انما غیر حق بود و صور عارضیه یا قدیمه اند و آنرا صور علمیه
 و اعیان ثانیه گویند یا حادثه و آن را صور روحانیه و صور جسمانیه خوانند
 و این همه مظاهر بر منظر تعالی و تقدس که آن را وجود منبسط و وجود عام گویند قایلیم
 چنانچه صور مرتبه بر بساط آئینه و صور تن بر بساط جان قایلیم اند کما قال الله تعالی
 اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ قال الفقیر فی مقدمه شرح القصوص

لے
اشارہ الی انجیل
والمملکت ہننا بنت
دانا سمی آخر ۱۱

عالم الملك منظر عالم المملکوت وهو العالم المثالی المطلق وهو منظر عالم الجبروت امی
عالم المجدرات وهو منظر عالم الالعیان الثابتة وهو منظر الاسماء الالائیة والخضرة الواحدة
وہی منظر الخضرة الالائیة بزرگے راست سے ظل ازواج اندیشہ ہمہ ہا ظل اعیان اند
ارواح ہمہ ہا باز اعیان ظل اسمائے حق اند ہر گرجہ اسماء ظل ذات مطلق اند
صاحب لمعات می فرماید ماہ آیینہ آفتاب است ہچنانکہ از ذات خورشید در ماہ
ہیچ نیست و از ذات ماہ در آفتاب اثر ہے نہ کذلک و لیس فی ذاته من سواہ
شیء ولا فی سواہ من ذاته شیء انتہی و شیخ پیر و فقیہ علی مہامی صاحب تفسیر
رحمانی در محاضرات النصیحہ سے طراز و لاشک ان وجود کل شیء لم یکن من ذاتہ بل کان
من اشراق نور الحق و لاشک ان بینہ و بین المحل نسبتہ منشا ہا صفتہ فی الذات ہی
مع الذات اسم من اسماء اللہ تعالیٰ فاسماءہ تعالیٰ ہی الظاہرۃ فی الاشیاء و ہی
اسرار الربوبیۃ لکن ما تظہر فیہ تلك الاسماء لا یصیر رباً بل مربوطاً و یقوہم القاصر
انہ صار رباً کما یقوہم الصبی عند رویۃ صورة الشمس فی مرآۃ ان فی المرآۃ اشراق
و مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ میفرماید ہر روز و دیوار گوید روشم ہا
پر تو غیر می ندازم کین منم ہا پس بگوید آفتاب ای نار شید ہا چونکہ من غایب
شوم آپ ہم پر ہا بزرگے راست سے عارف ز حق پرست ولی او نمیشود ہا
آیینہ چو نماست ولی ز دنی شود ہا قایلے راست سے دل را اگر تو صاف
کنی ہچو آیینہ ہا بیشک جمال و دست نماید معاینہ ہا او در دل است و دل من

بدست او به چون آینه بدست من و من در آینه به و آقام ربانی در مکتوب بشتادتم
 جلد سوم میفرماید آنچه این فقیر از اطلاعات ایشان معنی نموده است می فهمد آن است
 که این همه جزئیات متفرق حادث ظهور یکافات اند تعالی و تقدس در رنگ آنکه صورت
 زید مثلاً در مریای متعدد نمود پیدا کرده است ظهور یکذات زید است اینجا که از آنست
 و اتحاد است و کدام حلول و تلون ذات زید با وجود این همه صور بر صرافت حالت اصلی
 خود است و این صور نه هیچ افزوده است و نه هیچ کاسته آنجا که ذات زید است
 این صور را آنجا نامی و نشانی نیست تا با وی نسبتی از نسبت جزئیت و اتحاد و حلول
 و سر بیان کنند سر الآن کما کان را اینجا باید جست چه در مرتبه که اوست تا که چنانچه
 عالم را پیش از ظهور آنجا گنجایش نبوده بعد از ظهور هم آنجا گنجایش نباشد فلاحهم
 یلکون الآن کما کان انتهى حاصل آنکه در میان وجودات خاصه جتی است جامعه
 و هی الوجوه العام همین جهت جامعه وجود عام در کثرت عالم مبداء توحید وجود
 و احاطه و سر بیان و قرب و محبت است چنانچه جهت جامعه جان مبسوط در کثرت بدن مبداء
 توحید زید و احاطه و سر بیان و قرب و محبت است پس وحدت وجود امر وجدانی است
 قال القیصری فی المقدمة التالیة المفهوم من الوجود لیس الاشئی واحداً و المکاریر منازع
 بوجدانه انتهى و این وجود عام تعالی و تقدس جوهر قیوم و جنس اعلی است
 و وجودات خاصه بجمع اجزائه درین عین واحد وجود اعراض مجتمع اند مولانا جامی
 در شرح فص یوسفی میفرماید فمن تخیل ان للعالم وجوداً مستقلاً فی نفسه مغائراً

للوجود الحق فلا شك ان ذلك هم وخیال لا حقیقه له و غیر مطابق لما فی نفس الامر
 انتی و نسبت این جنس علی با وجودات خاصه از نسبت اربعه مشهوره نسبت عموم و خصوص
 مطلق است بخلاف شهودیه و ایجادیه و علی کلام که نزد ایشان در میان وجودات خاصه
 جهمی جامع نیست بلکه همه حقایق مختلفه اند و همه آثار فاعل از فاعل حقیقی که مقتضا
 ذات اوست و او غیر این وجودات خاصه جمیع وجود پس در میان وجود عام و وجود عالم
 نسبت تباین بود دل سخنها دارد و لیکن پیر شهادت و یک سال و هجوم اشغال و غم
 قریب خانه خدا و ذوالجلال از ترجمان آنها مقصود دارد بنا بر روایت سر و عالم صلی الله
 علیه و سلم طلب عملی رفته بود سعادت آثار را در او اخذ فایده هشتم جواهر السلوک بیان
 چهار قریب بقلم آمده است قریب سوم و چهارم خاصه سرور انبیاست علیهم الصلوٰه والسلام
 هر که باین قریب آخرین مشرف شود مشرف برویت حقیقی آن سرور عالم است
 علیه السلام اگر شخصی در ایام عروجی ماه بظهارت جا و جامه و بدن پس از نماز عشا
 با کسے سخن نگوید و بحضور قلب سه بار درود بفرستد که باشد بخواند و با بسم الله نه بار یا
 سوره اخلاص بخواند پس از آن سه بار درود بخواند و بجز و زاری تمام رویت بشرف
 از حضرت باری خواهد و بدون کلام بر نیکی راست بخوابد و این عمل مکرر نماید امید
 که در یک هفته برویت شریف مجازی مشرف شود انه هو القریب المحیب و علی
 کل شیء قدير رزقنا الله سبحانه و ایاکم الاعراض عما سواه و الاقبال الی جنابه
 بحرم سید المرسلین علیه علی آله و علیهم من الصلوٰات افضلها و من تسلیات اکملها

این تسبیح و تهنیت
 و عموم خصوص
 و عموم کلان

والمسلم ۱۲۰۰ ہجری کے آخر سے ۱۲۸۰ ہجری تک محمد بن عبد اللہ عفا اللہ عنہ
 اور حضرت ابو جری بن شتر شخص شیطان الانس ازراہ حسد کے گواہ ٹھہر کر حکام انگریز
 کے پاس جہاد کی نالش کی اگرچہ یہ امر اعلیٰ کلمۃ اللہ سے اور ضروریات دین میں
 و عظم سنن حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی اور ہر مسلمان کو اس کام
 کی کوشش ضرور ہی مگر موقع اور سبب بھی شرط ہی حکام وقت نے ان اترار کے
 کہنے پر آپ کی قید کا ارادہ کیا اس خبر سے خلقت خدا میں ایک حشر برپا ہوا ہنوز
 حاکم عصر کے بیان سے طلب نہیں ہوئی تھی کہ اپنے خواب میں حضرت سرور عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کو دیکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے فرمایا کہ
 یا ولدی لا بأس لک آپ کو اس خواہے اطمینان کلی ہوا حاصل کلام حاکم نے
 طلب کیے قید کیا پچاس روز آپ قید رہے قید خانہ میں آپ کی خرق عادت اور
 اخلاق دیکھ کر سب لوگ اور حاکم بہت متعجب ہوئے نہایت عزت و توقیر اور آرام
 سے رکھا انگریز نے بہت معذرت کی اور کہا کہ ان اشخاص کی نالش سے یہ امر واقع
 ہوا اور میں نے تمام کیفیت حکام بالاکے پاس لکھی ہے آپ خاطر جمع رکھنا ارشاد ہوا
 کہ میں راضی برضا ہوں کہ یہ طرح کا گلہ شکوہ نہیں اور کسی نے کچھ کیا نہیں۔
 گرگزشتہ رسد زخلق مریخ ہا کہ نہ راحت رسد زخلق مریخ ہا، از خدا و ان خلاف
 دشمن و دوست ہا کہ دل ہر دو در قرون اوست ہا اگرچہ تیر از کمان ہی گزرد ہا، از
 کمان دار بسند اہل خرد ہا حاکم بالاکے پاس سے ہر دو ہی دریافت کامل کا حکم آیا

پورے فیضان
 نالش

بابت نالش
 علیہ وسلم

دریافت میں وہ شتر شخص سب کے سب جھوٹے ہوئے اور مفتری ٹھہرے
اونکے دلائل و براہین کو دریافت کرنے والوں نے رد کیا چنانچہ ایک شخص سے
پوچھا کہ تیرے بیان ان پر نالاش کی کیا دلیل ہو اوسنے کہا کہ میں نے بحیثیت خود دیکھا
ہی اور بگوش خود سنا ہی کہ شیخ نے قرآن مجید بیکر آیات جہاد پڑھکر وعظ کیا
حاکم نے اوس سے پوچھا تو مسلمان ہی اور قرآن شریف کا مقرر ہی اوسنے کہا کہ ہاں
پھر پوچھا کہ تجھ کو قرآن پڑھنا آتا ہی اور کبھی تو پڑھتا بھی ہی اوسنے کہا کہ پڑھتا
حاکم نے پوچھا کہ تیرے پڑھنے میں وہ آیات جہاد آئیں تو پڑھتا ہی یا چھوڑ دیتا
ہو کہا کہ پڑھتا ہوں جب حاکم نے کہا کہ بس تجھ میں اور اومین یہی فرق ہی کہ تو جاہل
ہی اور وہ عالم ہیں وہ جب پڑھتے ہیں تو ان آیات کے معافی اور مضامین بھی
بیان کرتے ہیں تجھ کو وہ حوصلہ نہیں اس بیان سے سدا کار کو کیا ضرر ہی اونکے
پاس شکر اور مال و حساب اور حکومت کمان ہی جو حاکم سے لڑیں اور جہاد کریں
فی الحقیقت تو ہی بڑا مفتری اور حاکم کا دشمن ہی دوسرے نے میں شعر جہاد
کے مضمون کے پڑھکر کہا کہ میں نے یہ اشعار اونکے وعظ میں سنے ہیں
حاکم نے کہا کہ یہ اشعار تجھ کو کتنی بار سنکر یاد ہوئے اوسنے کہا تو میں
سننے سے یاد ہو گئے حاکم نے اوسے قیث کوئی کتاب اشعار کی منگو کر
تین شعر اوس کو تین بار سن کر کہا کہ اچھا اب تو ان اشعار کو مجھے سننا
اوس نالائقی سے وہ شعر نہ سنائے گئے حاکم نے کہا کہ تو بھی جھوٹا ہی

اسی طرح سب گواہوں کو رو کیا؟ دشمن چکرت جو مہربان باشد دست
 اور حضرت کی رہائی ہوئی بعض کہتے ہیں کہ جب حضرت سے سوال ہوا کہ آپ نے
 جہاد کا وعظ کیا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ ہمارے قرآن میں کفار سے
 جہاد کا حکم ہے اور وہ ہماری ایمان کی بات ہی تم لوگ تو اپنے کو کتابی کہتے
 ہو آیا تم کو اپنے کفر کا اقرار ہے سب انگریزوں نے سنکر سکوت کیا پھر
 گواہوں سے ہر ایک کو بل کر دلائل طلب کیے سب کے دلائل دریافت میں
 رہو ہو۔ اَلصِّدْقُ بُجْحَىٰ وَالْكَذِبُ يُجَالِكُ جب حضرت کی
 رہائی ہوئی تو حاکم نے کہا کہ اِن مُفْتَرِیْنَ کو سزا ہوگی آپ انہی پر لڑ
 کیجیے اور جو دعویٰ ہو وہ لکھ دیجئے آپ نے فرمایا جو کچھ میرا دعویٰ اوپر رہی
 وہ سب سینے رٹھ معاف کیا کی طرح کا کسی پر دعویٰ نہیں یہ سنکر
 حاکم مستحیر ہوا اور وہ مفتری سب پشیمان اور ٹھٹھسی مدت میں انواع اقسام
 کی تکالیف میں مبتلا اور پریشان ہوئے تمام مخلوق حضرت کی معتقد
 تھی کیا مسلمان اور کیا ہنود خصوصاً نصرانی نہایت معتقد تھے اور
 ان حد آپ کی تعظیم و تکریم کرتے آپ مدام دعوت الی اللہ میں مشغول
 اور اعلیٰ کے کلام اللہ میں مصروف رہتے آپ کے جدِ اعلیٰ سید ابوبکر
 قرنی تخلص کو یکصد و نو دو ایک سلسلون اور چھ بیس خاندانوں کی خلا
 آباؤں اور خلفائے اور نعمتِ باطنی جو پہنچی تھی وہ سب آپ کو حاصل ہوئی تھی

بیانِ سلاسلِ حاکم

کتاب
میں

ذات والا آپکی مجمع البحرین اور مطلع النور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوئی تربیت
باطن میں بھی طریقہ آپکا افراط و تفریط سے مُبرا اور زہد و تجرد اور سدرجہ کا
تھا تعلیم اشغال وادکار میں صحابہ اور تابعین کا رنگ تلقین مراقبات وغیرہ
میں صوفیہ متقدمین کا ڈھنگ و دستور کچھ یہاں کے سال ہا سال کی محنت کی
بات و مان ایک بات تھی کثرت در وحدت اور وحدت در کثرت طالبانِ خدا
کے واسطے سوغات تھی رنگ و روئی کثرت بغیض صحبت آئینہ دل سے یوں
ہوتا تھا جیسے آفتابِ غلٹ کیسا ہی مراقبہ ہو نہ کہ میں ادنا توجہ سے اس طرح
جمتا تھا گو یا حرفِ مہبت وہ کون تھا جو اسرارِ غیب سے آگاہ نہوا وہ کون تھا
جو واصل الی اللہ نہوا آپکا قال الحیثہ حال تھا اور دعوت الی اللہ کا شوق
برجہ کمال تھا تمام کفار کو دعوتِ اسلام بر ملا کی دور و دراز والوں کو بذریعہ
تحریر واداکِ چنانچہ او آخر عمر میں زبانِ عربی اور فارسی اور ہندی اور انگریزی
وغیرہ میں کفار جزائرِ لمبور اور نصرانی اور ہنود کے واسطے دعوت نامی
اسلام کے چھپوائی اور سٹو قطعہ لندن کو بھیجوائے اور تمام راجاؤں میں
منتشر کیے اور میں سے دعوت نامہ اہل کتاب کا جو زبانِ عربی میں ہی لکھا جاتا
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ
الانسان من نطفۃ فجعلہ سمیعاً بصیراً واعطاه قلباً منیراً
انسان کو نطفہ سے پس کیا اور کوشنوا بنیا اور دیا او سکودل روشن

دعوتِ اسلام کا
نام

ثم وهب لمن اراد في العاجلة نعيمًا وملكًا كبيرًا فرسًا
 مخرجًا جسکے لیے کہ چاہا دنیا میں مال اور ملک بڑا پھر تربیت کیا
 بدنہ و قلبہ و لتربية بدنہ صب الماء صبا و شق الارض
 بدن کو اور دل کو اوسکے اور واسطے تربیت بدن اوسکے برسا یا پانی اوپر سے اور چیر زمین
 شقًا و انبت فيها حبا و عنبًا و قضا و زيتونا و نخلا
 پھاڑ کر اور ادا گایا اوس میں اناج اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجور
 وحدائق غلبا و فاكهة و ابا متاعاله و لانعامه
 اور باغین گھن کے اور میوہ اور چارہ واسطے فائدہ اوسکے اور چار پالوئیں اوسکے
 و لتربية قلبه ارسل رسلا هداة الى خالقه و ربه
 اور واسطے تربیت دل اوسکے بھیجا راستہ بتانے والے رسولوں کو طرف خالق اوسکے اور رب اوسکے
 ايها العيسويون كان عيسى رسول الله و عبده
 اے عیسوی لوگو تھے عیسیٰ رسول اللہ کے اور بندے اوسکے
 كما كان موسى و محمد رسول الله و عبده ايدهم الله
 جیسے کہ تھے موسیٰ اور محمد علیہما السلام رسول اللہ کے اور بندے اوسکے تاہم اللہ انکی
 بالاياف و المعجزات ليتميز الصادق عن الكاذب و دعوه
 ساتھ شایزن کے اور معجزوں کے تا اللہ ہو سکتا جھوٹے سے دعوت میں
 الرسالات ايها العيسويون جاء عيسى بايات من
 رسالتوں کے اے عیسوی لوگو آئے عیسیٰ علیہ السلام ساتھ لاثبات

رَبِّهِ يُصَوِّرُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَيَنْفُخُ فِيهِ

اپنے رب کی طرف سے بناتے تھے مٹی سے مانند صورت پرندے کے پس پھونکتے تھے اور

فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيُبْرِئُ لَأَكْمَهُ وَالْأَبْرَصَ وَ

پس ہوتا تھا وہ پرندہ حکم سے اللہ کے اور اچھا کرتے تھے اندھے مادر زاد کو اور کوڑھی کو اور

يُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ كَمَا جَاءَ مُوسَى بِعَصَا الْكَاهِنِ

زندہ کرتے تھے مردے کو اللہ کے حکم سے جس طرح آئے موسیٰ علیہ السلام کہ چھانڈتے تھے دریا کو

وَجَاءَ مُحَمَّدٌ بِشَوْءٍ الْقَمَرِ فَقَدَّ جَاءُوا بِالْمُجَنَّبَاتِ وَالسَّبَا

اور آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ شوق کیا چاند کو پس تحقیق آئے یہ سب ساتھ معجزوں کے اور کتا

الْعَظِيمِ وَقَالُوا إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَأَعْبُدُوا هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ

عظیم کے اور کہ تحقیق کہ اللہ رب میرا اور رب تمہارا یہ کہ عبادت کرو اوکلی یہ راہ استوار ہے

أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ كَانَ عِيسَى مَخْلُوقًا مِنْ غَيْرِ اللَّابِ

اے عیسوی لوگو عیسیٰ علیہ السلام بغیر باب کے پیدا ہوئے تھے

كَأَنَّكَ إِنْ دُمَ مِنْ غَيْرِ اللَّابِ وَلَا أَمَ فَلَكَ يَكُونُ خَالِقًا وَرَبًّا

جیسا کہ آدم علیہ السلام بغیر باب اور باب کے پیدا ہوئے تھے تو کیسا ہو گئے عیسیٰ علیہ السلام خالق اور

أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ كَانَ عِيسَى عَبْدًا مَخْلُوقًا مِنَ الْيَهُودِ

اے عیسوی لوگو تھے عیسیٰ علیہ السلام بندے بنخلوب یہود سے

وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَالْعَبْدُ الْمَخْلُوبُ كَيْفَ يَكُونُ إِلَهًا وَمَعْبُودًا

اور تحقیق اللہ تعالیٰ غالب ہر اور ہر چیز کے پس عبد مخلوب کیونکر ہو گا الہ اور معبود

أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ يُوْخَذُ الْعَبْدُ بِذَنْبِهِ لَا بِذَنْبِ غَيْرِهِ

اے عیسوی لوگو پکڑا جاتا ہے بندہ سب اپنے گناہ کے ذریعہ گناہ غیر اپنے

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ فَكَيْفَ أَخَذَ اللَّهُ عِيسَىٰ بِذَنْبِ أُمَّتِهِ

اور نہین بوجھ اٹھاتا ہے کوئی بوجھ اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا کیونکر پکڑا اللہ عیسیٰ کو جس گناہ

وَالْقَاهُ فِي جَهَنَّمَ وَأَخَذَ بِمَقْبُوبَةٍ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ

اور وہ لا اہم نکو، خوش بین اور گرفتار کیا عذاب میں اپنے۔ اسی عیسوی لوگو

أَخَذَ الْبَرِّئُ بِذَنْبِ غَيْرِهِ ظَلَمَ قَاحِشٌ وَاللَّهُ عَادِلٌ فَكَيْفَ يَكُونُ

گرفتار کرنا ہے گناہ کا سبب گناہ غیر اس کے ظلم ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ عادل ہے پس کیونکر ہوگا

ظَالِمًا مُّجْحَمًا وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ

ظالم پاک ہو اللہ تعالیٰ اور بلند اس چیز سے کہ کفار کہتے ہیں۔ اسی عیسوی لوگو

بَشِّرْهُمْ بِالنَّارِ الْكَبِيرِ يَا بَنِي إِسْرَءِيلَ كَمَا فِي الْبَابِ

بشارت دی جیجی علیہ السلام ساتھ اس کے کہ تحقیق بنی بزرگ اور کجا بعد میں جیسا کہ قیسرے باب میں ہے

الثَّالِثُ مَنْ مَاتَ وَكَانَ عِيسَىٰ نَبِيًّا مُّبْعُوْثًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ

مسیح کی انجیل کے اور تھے عیسیٰ علیہ السلام نبی بھیجے گئے طرف بنی اسرائیل کے

حَاضِرًا بَيْنَ يَدَيَّ يَحْيَىٰ فَكَيْفَ يَكُونُ نَبِيًّا مُّبْعُوْثًا

روبرو جیجی علیہ السلام کے پس کیونکر ہو گئے عیسیٰ علیہ السلام نبی بشارت میں گئے عیسیٰ

أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ مَا ادَّعَىٰ أَحَدٌ مِنْ الْأَنْبِيَاءِ أَنْ يَكُونَ مَسْبُوكًا

اے عیسوی لوگو کسی نے دعویٰ نہیں کیا پیغمبروں سے جدا گئے ہونے میں

عَلَىٰ ثُبُوحًا مُحَمَّدٍ بِانْقِطَاعِ النُّبُوَّةِ فَكَيْفَ خَلَا الزَّمَانُ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ منقطع ہونے نبوت کے پس کیونکر خالی رہا زمانہ

إِلَىٰ هَذَا الْأَمَدِ الْبَعِيدِ عَنِ النَّبِيِّ نَاصِحًا أَمِينًا أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ

میت دراز تک بنی ناصح امین سے ای عیسوی لوگو

إِدْعِي نَبِيَّنَا بِأَنَّهُ نَبِيٌّ مَبْعُوثٌ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَبِأَنَّهُ

دعویٰ کیا ہمارے بنی نے ساتھ اس بات کے تحقیق کہ وہ نبی ہیں مجھے نظر تمامی دیون اور

خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَلَمَّا بَيَّنَّا نَبِيَّ بَعْدَهُ كَمَا أَدْعَاهُ فَكَيْفَ

وہ خاتم الانبیاء ہیں اور نہیں آیا کوئی بنی بعد انکے جیسا کہ دعویٰ کیا اُوںھوں پس کیونکر

لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا مَبْشَرًا خَاتَمًا أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ أَنْ

نہ ہونگے بنی مبشر خاتم ای عیسوی لوگو تحقیق

الْإِنْكَارُ مِنْ عُمَلِ الْمَلَائِكَةِ بَعْنَىٰ كَذَلِكَ الْإِنْكَارُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ

انکار عالموں سے بادشاہ کے بغاوت ہر اس طرح انکار پیغمبروں سے

اللَّهِ كُفْرًا وَإِنْ الْإِنْكَارُ مِنَ نَبِيِّ اللَّهِ عِيسَىٰ كُفْرًا كَذَلِكَ

اللہ کے کفر ہر اور تحقیق انکار عیسیٰ علیہ السلام بنی اس سے کفر ہر ایسا ہی

الْإِنْكَارُ مِنَ نَبِيِّ اللَّهِ مُحَمَّدٍ كُفْرًا عَصَمَنَا اللَّهُ تَعَالَىٰ

انکار بنی اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کفر ہر محفوظ رکھے ہمیں اللہ تعالیٰ

عَمَّا يَنْكُرُونَ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ إِنَّ الْبَغْيَ مُوجِبٌ

جس چیز سے جو انکار کرتے ہیں ای عیسوی لوگو تحقیق بغاوت سبب ہر

للافات كذلك الكفر مورت للعقوبات وان في
 واسطه آفتون کے اسطرح کفر سبب ہی واسطه عذابون کے اور تحقیق
 اطاعة المليك وعامله امر براحه وليس في عيش
 اطاعة میں بادشاہ کے اور اسکے عاملون کے امن ہی اور راحت ہی اور نہیں ہی عیش میں
 المطيع ولا في سكونه ثقبه كذلك في الايمان بالله
 فرمان برداروں کے اور سکون میں اونکے رختہ اسطرح ایمان لانے میں ساتھ اللہ کے
 ونبيه امان وجنة وليس في دولة المليك ولا في
 اور اسکے نبی کے امن ہی اور نیت اور نہیں ہی دولت میں بادشاہ کے اور نہ
 ملكه ثمة ايها العيسويون الدولة القانية
 حکم میں اور اسکے رختہ۔ اے عیسوی لوگو دولت فانیہ
 سمر قاتل والمك ايضا ظل زائل يزول بحادث
 زہر قاتل ہی اور ملک بھی سایہ ڈوبنے والا ہی زائل ہوتا ہی کوئی حادثہ
 او وارث فاموت حق والبرنخ حق والبعث حق
 یا وارث سے پس موت حق ہی اور برنخ حق ہی اور مکرر اٹھنا حق ہی
 والحساب حق وعلم الله بالسِّر والعلانية حق والجنة
 اور حساب حق ہی اور اللہ کا جاننا پوشیدہ اور ظاہر حق ہی اور جنت
 والشارح حق خف من الله تعالى فاته خلقك ورباك
 اور دوزخ حق ہی ڈر اللہ تعالیٰ سے پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تجھے اور پروردگار

وَأَعْطَاكَ مُلْكًا وَبَدَأَ الْحَيَاةَ وَالْمَوْتَ وَالْبَعْثَ وَالْحِسَابَ
اور دیا تجھے ملک اور اس کے ہاتھ ہر حیات اور موت اور مرے بعد اٹھانا اور حساب
وَالْعَفْوَ وَالْعِقَابَ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ وَإِنَّ بَطْشَهُ شَدِيدٌ
اور بخشنا اور عقاب تحقیق تمہی ہر بخشش والا مہربان اور تحقیق گرفت اور سختی کر
وَعَذَابُ الْيَمِّ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا
اور عذاب اوسکا دردناک ہے۔ اے عیسوی لوگو نہ ٹھہرا اللہ کے ساتھ معبود
آخِرَ فُلْتُمُ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَذْحُورًا أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ
دوسرا پس ڈالا جاؤ گے دوزخ میں ملامت کیا ہوا اور راندہ ہوا۔ اے عیسوی لوگو
لَإِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ لَمْ يَعْبُدُونِ الْمَخْلُوقَ وَيَذُدُونَ الْخَالِقَ
تحقیق اہل کتاب کیون پوجتے ہیں مخلوق کو اور کیوں جھوڑتے ہیں خالق کو
وَهُمْ يَعْقِلُونَ وَلَمْ يَلْبَسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَيَكْتُمُونَ
اور وہ عقل رکھتے ہیں اور کسو اسطے چھپاتے ہیں حق کو ساتھ باطل کے اور چھپاتے ہیں
الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ إِنِّي لَا أَقُولُ
حق کو حال آنکہ وہ جانتے ہیں۔ اے عیسوی لوگو تحقیق میں نہیں کہتا ہوں
لِأَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا أَنْ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا
اہل کتاب کو مگر یہ بات کہ او طرف ایک بات کے ایسی بات کہ برابر ہویم
وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا
اور تم میں یہ کہ نہ عبادت کریں ہم مگر اللہ کی اور شریک نہ کریں ہم ساتھ اس کے ساتھ

وَلَا يَتَّخِذْ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا

اور نہ ٹھہراوے بعض ہم میں کا بعض کو معبود سوا اللہ کے پس اگر پھر جاؤ تم

فَاشْهَدُوا بآثَانَا مَوْحِدُونَ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ إِنِّي أَدْعُوكَ

تو گواہ رہو ساتھ اس بات کے کہ ہم موحد ہیں اسی عیسوی کو گو تحقیق میں بلانا ہوں تجھ کو

إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَتَوْحِيدِهِ أَسْلَمْنَا تَسْلِمًا يُؤْتِيكَ اللَّهُ أَجْرَكَ

طرف اللہ تعالیٰ کے اور توحید اوستے اسلام لا سلامت رہیگا دیکھا تجھ کو اللہ بدلاتیرا

مَرَّتَيْنِ أَجْرَكَ وَاجِدَ الشَّابِعِينَ فَإِن تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ

دو بار تیرا بدلا اور تیری پیروی کرنے والوں کا پس اگر پھر انا تو پس تجھ پر ہی

إِثْمُكَ وَأَنْتُمْ الْمُطِيعِينَ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ إِنِّي لَسْتُ

گناہ تیرا اور تیرے اطاعت گزاروں کا۔ اسی عیسوی کو گو تحقیق میں نہیں ہوں

بِسُنِّي وَلَا رَسُولٍ وَلَكِنِّي لِحَدِيثِي مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ وَارِثُ

نبی اور نہ رسول اور مگر میں اپنے جد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوں

وَلَا خَرِيقِي حَارِثُ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ إِنِّي لَكَ نَاصِحٌ

اور واسطے اپنے آخرت کے کا شکار ہوں۔ اسی عیسوی کو گو تحقیق میں واسطے تیرے نصیحت

أَمِينٌ إِن أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي

کرنے والا ہوں میں نہیں ارادہ کرتا ہوں مگر نیکی کا جس قدر کہ طاقت رکھتا ہوں اور نہیں توفیق

إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَالنَّبِيُّ أَيْهَا الْعِيسَوِيُّونَ

میری مگر ساتھ اللہ کے اوسپر چھوڑا کیا میں نے اور طرف اوس کیلئے جمع کرتا ہوں۔ اسی عیسوی کو گو

ما اسئلك عليه من اجر ان اجري الاعلى رب العلمين
نہیں چاہتا ہوں میں تجھ سے اس پر کچھ بلا نہیں ہو بلا میرا مگر رب العلمین پر

من محی الدین وارث محمد سید المرسلین

بعد ازان سنہ یک ہزار و دوصد و ہشتاد و دو ہجری روز شنبہ سوم شوال کو
ارادہ حج مکرر کا کر کے وطن سے روانہ ہو کر گلبرگہ مین تشریف لائے وہاں
حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کی زیارت سے فارغ ہو کر اپنے خلیفہ
استین جناب مولانا مولوی سید شہاب الدین عرف حسن پادشاہ سلمہ اللہ تعالیٰ کو
چند دعوت نامی اور ایک مکتوب علیحدہ بنام نواب مختار الملک بہادر کہ اوہ
امور ہدایت جو انکو مفید ہوں مندرج تھے یعنی اصلاح قوانین مجاریہ
نواب صاحب کے موافق ضابطہ شریعت غرا کے اور تخویف نافرمانی شریعت کے
اور فرمانبرداری میں امید ثواب آخرت کی دیکر حیدر آباد دکن کو روانہ فرما کے
آپ بمبئی کو تشریف فرما ہوئے جناب مولوی صاحب نے راقم کے مکان کو
اپنے اقدام فیض النیام سے رونق بخشی بواسطت جناب ستغیہ الالاقاب
حضرت استاد مولوی حاجی محمد زمان صاحب کے اللّٰهُمَّ مَتِّعِ الْمُسْلِمِينَ
بِطَوَّلِ حَيَاتِهِ وَضَاعَفْ ثَوَابَ جَمِيلِ حَسَنَاتِهِ سَعِيتَ جَنَاب
مولوی سیح الزمان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ برادر استاد مولوی ہوصوف حضرت
شہاب الدین صاحب کی ملاقات نواب صاحب سے ہوئی نواب صاحب بہت اکرام سے

میں نے اس کو
اپنے پاس رکھا
اور اس کو
مفتی کا
مقام دیا

پیش آئے اور مکتوب ہدایت اسلوب کو پڑھا حضرت پیر و مرشد کی ہدایت اور
 خیر خواہی پر نہایت تحسین و آفرین کی اور حضرت پیر و مرشد کا ذکر خیر پوچھتے
 رہے بعد چند ۷۷ حضرت معز کو رخصت کیا اور انھوں نے اس کام سے
 فارغ ہو کر دعوت نامے بیان بعض نصرانیوں کو پہنچا کر بمبئی کو روانہ ہوئے
 چند روز جو بیان تشریف فرما تھے تو بعض خدا طلبوں نے غنیمت وقت
 سمجھ کر اونسے استفادہ کیا الحاصل حضرت پیر و مرشد نے بعد پہنچنے
 مولوی صاحب معز کے ہفتم ماہ ذیقعدہ کو جہاز بادی پر سوار ہو کر اگرچہ ہوا
 مخالف اور امید پہنچنے کی بعید موسم حج کا قریب اور اہل جہاز کو پریشانی
 اور طرح طرح کی حیرانی تھی مگر ذات بابرکات حضرت کی ناخدا کے کشتی طوفانی
 تھی ۷۷ چہ پاک از موج بحران راکہ باشد نوح کشتیان ۷۷ بفضل الہی
 جہازم ذی کجہ کو ساحل جدہ پہ پہنچے کرامت جو انشائی راہ جازمین ظاہر
 ہوئی وہ انشاء اللہ تعالیٰ کرامتوں میں مذکور ہوگی وہاں سے ششم ماہ مذکور کو
 کتبہ مقصود میں داخل ہو کر مناسک حج سے فراغ پایا آپس سبب تعجب سفر
 اور کبیر سن اور مخافت جسمی اور قلت غذا کہ ایک املہ پر اکتفا فرماتے تھے مزاج
 مبارک پر ضعف طاری ہوا خدام ہمراہی سے ایک جماعت نے عرض کی کہ
 جناب عالی تو حج فرض اور زیارت مدینہ طیبہ سے پیش از سی سال مشرف
 ہوئے ہیں خود بیچ حضرت پر نفل تھا اور سفر مدینہ طیبہ کا نہایت صعب ہی

مناسب یوں ہے کہ صاحب زاوے بلند اقبال کو مع دیگر شخاص کہ شرف زیارت
نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم ہیں رخصت فرما کر خود بدولت سایہ حرم
محترم النبی میں توقف فرمائیں حضرت نے جواب میں التفات نکلی یہاں تک کہ ہزار
خدام کا از حد ہوا سو حضرت کے تیاری مدینہ منورہ کی زیارت کی ہو چکی کویج
کی شب کو حضرت پر و مرشد نے روایہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے مشرف ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تعال عندی نے
یا وکدیتے اس ارشاد بشارت بنیاد سے محفوظ ہو کر بیدار ہوئے اور اپنی روانگی
کا حکم دیا از سر نو تیاری ہوئی مدینہ منورہ کی راہ لی حضرت راہ کس طرح کے
لاحق حال خجستہ مال ننوی ایک منزل مدینہ طیبہ باقی رہا کہ اوس منزل کو بیرہنہ
کہتے ہیں وہاں دو تین بار اتفاق اجابت و اطلاق کا ہوا اوس کے دوسرے
دن کہ ششم محرم الحرام کی تھی زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے
اور غدا مطلقاً موقوف ہوئی یہاں تک کہ ایک قطرہ پانی کا نہیں اوتڑا تھا اور
ہوش و حواس میں بالکل فرق نہ آیا تھا مگر ضعف آنا فانا زیادہ ہوتا تھا
پھر اپنے فرزند ارجمند سید محمد رکن الدین کو کہ اونیس سال کا سن تھا خرقہ
خلافت آبائی اور خلافتی سے سرفراز کیا صاحب زاوہ ارجمند نہایت متقی اور
پرہیزگار ہیں اوقات عزیز کو تحصیل علوم دینیہ اور کمال اسرار باطنیہ میں مشغول
کرتے ہیں خدا تعالیٰ او کو اجاد کی کمالات سے سرفراز کرے اور خدام کے

بشارت علی نبی
صلی اللہ علیہ وسلم

باب خلافت
نور

بیانِ صلاح

بیانِ صلاح و ایمان

سر پر سایہ گستر رکھے اور اونکی وصیت میں مشغول ہوئے منجملہ وصایا
حضرت پیر و مرشد بقدر زہد و رنج بند فرمایا اب تک کہ بیاسی سال کی عمر میں
میں نے کبھی اپنی فکر نہ کی کہ صبح کو کیا کروں اور شام کو کیا کھاؤں رزاقِ مطلق
نے بے دغدغہ رزق موعودہ خوانِ فضل و کرم سے پہونچایا چاہیے کہ اسطرح
رہیں اور قرض کسی کا میرے ذمے پر اور میرا قرضہ کسی پر نہیں ہو اگر کسی کو
کچھ دیا ہوں تو بہ نیت معافی دیا ہوں کسی سے چاہیے کہ مبلغ کا تقاضا نہ کریں
اور تمام کتب کہ تخمیناً چار ہزار جلد سے زیادہ ہیں پٹنے وقف کی چاہیے کہ
تم امین رکھو اہل کو دینا اور وعدہ پر لینا اور محکوم بائین قبیۃِ جد امجد حضرت
امام حسن اور اہلبیت کرام علی جدہم وعلیہم الصلوۃ والسلام کے دفن کرنا
اور جادۂ شریعت پر قائم رہنا بکیسوں کی اعانت اور مسکینوں پر شفقت کرنا
بھوکے کو کھلانا اہل حاجت کی حاجت برلانا اور مہمان و مسافر کو عزیز رکھنا
اور جناب حاجی مولوی سید شہاب الدین صاحبِ پاشا کی جانب ملتفت ہو کر فرمایا
کہ معراج دو قسم پر ہو روحانی اور جسمانی روحانی مراد ہی حاصل ہونے سے چہار
قرب کے یعنی قربِ نوافل اور قربِ فرائض اور قربِ قاب تو سین اور قرب
آؤ آؤ ذی جسمانی وہ ہے کہ سالک کے جسم کی خاک نہ طیبہ کی خاک میں آمیختہ ہو
اللّٰهُمَّ اَدْخُلْنَا بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ وَنَبِيِّكَ صَلِّ اللّٰهُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّم الْقَصۃ بِاَزۃ ہم ماہِ محرم روزِ پنجشنبہ کا تھا

کہ آواز نہایت پست ہوئی اور لبِ مبارک ہلنے لگے جناب مولوی شہاب الدین صاحب کان لبِ مبارک کے نزدیک لے گئے تو صاف یہ صدا سنی کہ لَقَدْ نَظَرَ اللَّهُ إِلَيَّ اور حضرت کے داماد فرماتے ہیں کہ اس وقت میں سر بالین کھڑا تھا ناگاہ حضرت کا سر بائیں طرف جھکا میں سمجھا کہ شدتِ ضعف سے جھکا ہی فوراً بیٹھ گیا دیکھا کہ لب ہلے ہیں نزدیک سے سنا تو کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ زبان سے جاری تھا اسی حالت میں عصر کی وقت پر فتوح پرواز ہوئی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ عَنَّا وَمَنْ يَرْضَاهُ يَرْزُقْنَا آمین دوسرے دن کہ جمعہ تھا اور قبضہ الہی آپ کے ہم شیر ندامت شہادہ محمد قادی بھی اسی دن وبا کی شکایت سے انتقال کیا تھا دونوں جنازے مسجد نبوی میں متصل منبر شریف کے روضہ جنت میں رکھ کر بعد نماز جمعہ تمام زوار نے کہ سترزار سے کم نہوں گے جنازے کی نماز پڑھی اور بموجب صیغہ جنت البقیع میں یائین قبة مقدس البیت رضی اللہ عنہم اجمعین دو نو بزرگوار ایک ہی مزار میں دفن ہوئے

تاریخ وفات

آن پیر محی ملت و دین کز وجود داد	علم و عمل جو عسرو بوجہ ہم شدہ
شوقِ ادای حج مکرر چو جوشِ نرد	پایانِ عمر عازم طوفِ حرم شدہ
ہر چند ہشتاد و مرضِ ساختنِ زبون	فارغِ زعم خود بہ ثباتِ قدم شدہ

تاریخ وفات از
مصنف عقدا

زین پس بے زیارت جد بزرگوار بانگِ تعالٰی یاورِ خرد تا به گوش آخر بندوقِ مائدهٔ نصرت وصال از بعد استفاضة که تا هفت می نمود هم ظاهر از قبسهٔ فرزندِ فاطمه از رو این اشاره ضحیا سال آن تو	در بند انتظار زوال الم شده بستر تا به پا بخواب زبانِ نعم شده داخل بر وضو شپه گردون خیم شده نامور بر اقامتِ عینِ ارم شده قربِ جوار یافت و محترم شده مقبول بارگاهِ شفیع الاظم شده
--	--

از عقیدت نشان حضرت والا شان حاجی محمد قاسم صاحب کربلا	چون ز دنیا محی دین عبد اللطیف گفت تاریخ وفاتش با تقم
شیخ وقت و عابد و شاغل برفت صاحبِ بین عارف کامل برفت	از حکیم سید مظفر حسین صاحب عهده دار اهل انشای محکم صدر المہام مالگزاری سرکار عالی

چو رفت آن شیخ کامل پیر ایران بگفتا با تقم سال وفاتش	بلک جاودان زین ملک فانی گرامی قدر و محی الدین ثانی
از مؤرخ یکتا حاجی سید محمد علی صاحب المتخلص نوا	

شعبه محی الدین شیخ با صفا گفت سال رحلتش مخزون نوا	رفت زین جا جانب دار البقا شد امام المؤمنین و احصرتا
از طبیب زاد شاعر المل اسعٰی مولو سے نجم الدین حسن صاحب	

المختلص فی فضل

شیخ دوران زدار فانی شد
گفت تاریخش افضل مجبور

در بقیع مدینہ سوے جان
رفت ہیہات حُجی دین ز جهان

صرف اوقات شب و روز نماز پنجگانہ جماعت سے ادا کرتے بعد نماز
صبح کے اشراق تک مسجدین ورود ہما سے حُشی اور نسیل و تسبیح و درود
شریف و ادعیہ مانورہ میں مشغول رہتے بعد ادا می اشراق مسجد کے باہر
دوسرے علوم دینی خصوص حقائق و سلوک میں متوجہ رہتے بعد تدریس جوابات
خطوط و دستخط خاص سے تحریر فرماتے پھر دوپہر کو کچھ باحضر
تناول کر کے قیلو کہرتے پھر بیدار ہو کر بعد ادا کے نماز ظہر پڑھتے ہیں
تشریف لے جاتے دروازہ بند رہتا عصر تک کسی کا گد ز نہوتا وہاں
قرآن شریف دیکھ کر بتدبیر معانی تلاوت کرتے عصر کی نماز پڑھ کر بالاخانے
پر جلوہ افروز ہوتے گرد و پیش بندگانِ خدا جمع آتے پند و نصائح اور
ارشاد میں مغرب تک دربار عام فرماتے بعد ادا اس کے نماز مغرب مسجد میں
تشریف رکھتے اور لوگ بھی حاضر رہتے تب کوئی آیت قرآن مجید کی
پڑھ کر عشاء تک حُضار کو نیند نصیحت فرماتے بعد ادا نماز عشاء سب کو رخصت
کر کے مہمان و مسافروں کے خبر گیران ہوتے جب مہمان وغیرہ طعام فارغ
ہوتے تو آپ حرم سرا میں جا کر چند لقمے تناول فرما کر مسجد کی جانب تشریف لے کر

شب و روز

نصف شب تک تصنیف میں مشغول رہتے بعد ازاں آرام فرماتے —
 اسامیے خلفائے حضرت مقبول رسول مختار مشہور ہر بلاد و مہم
 حضرت سید شاہ علی محمد صاحب قادری عرف بڑے صاحب علیہ الرحمہ برادر حضرت
 قدس سرہ جناب علی القاب رکن الملة والدين حاجی سید شاہ محمد صاحب قادری
 سلمہ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ و سجادہ نشین حضرت معزز قدس سرہ مولوی حاجی سید محمد
 قادری سلمہ اللہ تعالیٰ داماد و ہمیشہ زادہ حضرت معزز قدس سرہ حاجی سید فضل الدین
 قادری سلمہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ زادہ حضرت معزز قدس سرہ حاجی مولوی سید شاہ محمد
 قادری ہمیشہ زادے حضرت معزز کے جو عینہ منورہ بین آپ کے ساتھ مدفون
 ہیں قدس سرہ ہا سید شہ میر صاحب قادری سلمہ اللہ تعالیٰ نبیہ ہمیشہ
 حضرت معزز قدس سرہ عالم عامل فاضل کامل حافظ قرآن جامع علوم شریعت
 و حقیقت شیخ محمد تنبولی ثم الملک شیخ کامل عالم عامل جامع شریعت حقیقت
 مولانا محمد خان بدخشانی ثم المدنی عالم عامل فاضل کامل لکھنؤ کے زمانہ پیشوا
 جہان متبع سنن حضرت سید المرسلین مولوی محی الدین صاحب فقیہ قادری
 سلمہ اللہ تعالیٰ آپ کو استاد محی الدین صاحب اور دبیلے محی الدین صاحب بھی کہتے
 ہیں حضرت کے خلفائین و خید ہصر بلکہ اس ملک میں فرید الدہرین مولوی
 شاہ عبدالحی صاحب قادری واعظ صاحب تصانیف کثیرہ سلمہ اللہ تعالیٰ میر محی الدین
 صاحب قادری ولد شاہ من اللہ صاحب حمد اللہ علیہ از مشائخ بالاکھاٹ جناب

مولانا مرشدنا مولائی مولوی حاجی سید شہاب الدین صاحب قادری میسور
 عرف حسن پادشاہ بقاۃ اللہ تعالیٰ الی یوم الدین علی رؤس المسترشدین خطیب
 شاہ محمد یعقوب صاحب قادری علیہ الرحمۃ سید عبد القادر صاحب قادری عرف قلوبیہ
 علیہ الرحمۃ عالم و صوفی سید جلال الدین محمد بن سید عبد المجید مینی حافظ قلام محی الدین
 قادر ولد حافظ عبد القادر صاحب اتوری سلمۃ اللہ تعالیٰ سید ابو الحسن صاحب قادر
 بیجا پوری کپلاؤ سلمۃ اللہ تعالیٰ شاہ ولی محمد صاحب قادر اپو ویلوری سلمۃ اللہ تعالیٰ
 فرزند میر بخش اورنگ آبادی محمد عبد العزیز صاحب قادری سلمۃ اللہ تعالیٰ حاجی عبد
 صاحب عرف سید شاہ عالم صاحب کنٹاڑ پری سلمۃ اللہ تعالیٰ مولوی حاجی عبد الوہاب
 صاحب قادری سلمۃ اللہ تعالیٰ مولوی سید احمد صاحب قادری برادر زوہ سید اکبر صاحب کن
 سوا و مولوی عبد القادر صاحب بلیا گھاٹی سلمۃ اللہ تعالیٰ سید اکبر صاحب کن
 سوا و مولوی علی احمد صاحب کن سوا حافظ سید مصطفیٰ صاحب قادری بمبئی زاہ
 شاہ ولی اللہ صاحب نیرنگری سلمۃ اللہ تعالیٰ مولوی نعل محمد صاحب قادری سلمۃ اللہ تعالیٰ
 داماد مولوی اسد اللہ بیگ صاحب مخفور اپو ویلوری مولوی سید عبد اللہ صاحب
 قادری دہلوی بہوپالی فاضل جلیل جرنیل حامی دین مصطفوی واقعہ اسرار نبوی
 مولوی حافظ حاجی محمد حنفی صاحب قادری سلمۃ اللہ تعالیٰ عالم عامل فاضل کامل پیر
 بہرہ و تقی شیخ محمد بن الی بکر نربانگوری مولوی عبد اللہ صاحب شاق سلمۃ اللہ تعالیٰ
 منزل فرخندہ بنیاد حیدر آباد مولوی حافظ سید عبد اللہ صاحب قادری عظیم آبادی

نہایت حیران و پریشان ہو کر اپنے جمدار کو اطلاع کی جمدار قفل کھول کر دیکھا تو
 حضرت زوہد قبلہ سر بسجود ہیں اور وہ جو روشنی تھی مفقود اس کیفیت کے دیکھنے
 سے قید خانے کے تمام لوگ نہایت معتقد ہوئے کہ امت ایک قندھاری
 زمرہ سادات سے ایک شب حضرت کے مکان میں بھوکا رہ گیا اور سیکو خیر نکلیا
 اوس رات کو اپنی خادمہ کے خواب میں تشریف لیا کہ غصے سے فرمایا کہ مسافر
 مکان میں بھوکا رہ گیا اوسکی خبر لی اوس نے عرض کی کہ حضرت وہ کون ہے
 فرمایا کہ فلان سید قندھاری خادمہ نے کہی کہ کھانا تو حاضر ہو مگر سالن نہیں
 فرمایا کہ چٹنی ہی سہی وہ خادمہ جلد خواب سے بیدار ہو کر کھانا سالن پکا کر
 علی الصبح خوان اوس نہان کے حضور میں لائی وہ شخص خلاف وقت خوان
 دیکھ کر حیران ہوا اور پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے میں نے تو کسی سے اپنا حال
 ظاہر نہیں کیا اوس نے وہ صورت واقو بیان کی سب کو سننے سے نہایت
 حیرت ہوئی ایضا جب بقصد حج مکر وطن سے نکل کر کڑے میں داخل
 ہو کر ایک چاکر تشریف فرما ہوئے تو وضع و شریف وہاں کے ملاقات
 کے واسطے حاضر ہوئے انہیں سے ایک شخص ضعیف تھا اپنے اوسکو نزدیک
 بٹھلایا نام پوچھا اوس نے بتلایا پھر عمر پوچھی اوس نے عرض کی کہ بیاسی برس
 کی عمر ہو اپنے فرمایا کہ میری بھی عمر اتنی ہی ہے یہ خواہر چندے مراقب رہے پھر
 سہلند کر کے فرمایا کہ طایر روح قفس تن سے پرواز کیا چاہتا ہے اوس پروردگار

کرامت

رحمۃ اللہ علیہ
 مولانا محمد رفیع
 کرامت

کچھ نہ سمجھا مگر فرمایا جب لوگ سب برخواست کیے تو وہ مرد ضعیف بھی رخصت ہوا
 دوسرے دن اس جہان گدازان سے نقل کیا تب لوگوں نے سمجھا کہ حضرت کا
 وہ ارشاد اس واقعہ پر اشارہ تھا ایضاً سید حیدر نامی ایک شخص بیان
 کرتے ہیں کہ میں جب ویلور میں آکر ایک مکان میں اُترا تو اس مکان میں
 چند لوگ روح کے باب میں بحث کرتے تھے کوئی مخلوق کہتا تھا کوئی غیر مخلوق
 میں اسکی تحقیق کے واسطے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اسوقت حضرت مسجد میں
 مستحکم تھے وہیں مشرف ہو کر رو برو ہٹھا حضرت نے فرمایا کچھ پوچھنا ہو
 تو پوچھو میں توقف کیا خود بدلت نے کہا کہ روح کے باب میں کچھ پوچھتے ہو
 اسوقت میں بہت لرزان عرض کیا کہ روح مخلوق ہی یا نہیں فرمایا کہ روح مخلوق
 اور حادث ہی پھر اس کے بہت سے دقائین و نکات بیان کیے ایضاً ایک
 آپکا مرید عابد و زاہد حاجی پرہیزگار اپنا حال بیان کرتا ہی کہ ایک بار سفر کا
 اتفاق ہوا اور میں جوان تھا اہل و عیال سے دور ہو گیا غلبہ نفس سے
 زنا کی خواہش پیدا ہوئی اس شب کو حضرت خواب میں تشریف لا کر غصے
 سے فرماتے ہیں افسوس کیا تو فعل بد اختیار کرتا ہی یہ سننے ہی میں لرزا
 ہوا اور زبان بند ہو گئی پھر فرمایا کہ آج سے تیری شہوت سلب ہو گئی جب
 میں خواب سے بیدار ہوا تو کچھ آثارِ رجولیت کے اپنے میں نہیں پایا اسی حالت
 میں تین برس گزرے کسی سے کیفیت نہیں کہہ سکتا تھا بعد ازاں ویلور میں آیا

بات بیان

اس کا بیان

کہ اسکا کچھ علاج کروں حضرت کے ہنسنے ایک بڑے عالم و پرہیزگار جناب
 حاجی محمد الدین صاحب طبابت میں بھی اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے اونسے یہ حال
 بیان کیا تو اُوںھونچ فرمایا کہ یہ کچھ بیماری نہیں کہ اسکا علاج کیا جاوے یہ تیرے
 پر کائنات ہی اونسے عرض کر جب میں نے یہ سب سرگزشت اپنی ایک کاغذ میں
 لکھ کر حضرت کے حجرے میں رکھ دیا جب نماز کے واسطے مسجد میں تشریف فرما
 ہوئے تو مجھ کو دیکھ کر فرمایا کہ وہ کاغذ تو نے رکھا ہی میں کچھ حجاب سے عرض
 کر سکا دو تین بار اس طرح پوچھا کہ کچھ مجھ سے جواب نہ ہو سکا اویسی شب کو خود بہ
 میں تشریف فرما ہو کر فرمایا کہ دیکھ آئندہ بہت ہوشیار رہنا خدای تعالیٰ سے دعا
 میں خوف رکھنا جا تیری اصلی رجولیت خدای تعالیٰ نے اپنے فضل سے تجھے عطا کی
 جب میں خوابے بیدار ہوا تو اپنے میں آثار رجولیت کے پایا یہ کیا کرامت ہو
 تعالیٰ اللہ کیا نصرت ہی یہ بفضل الہی بلکہ ایسی کرامت معقول و کم ہر پیشینہ
 سے بھی منقول ہے ایضا چند مسافر آپکی رباط میں دو تین روز رہ کر عشا کے
 وقت حاضر ہو کر رخصت لیے وہ لوگ کہتے ہیں کہ نصف شب کو حضرت نے
 آکر ہمیں جگا کر فرمایا کہ جلد جاؤ اور آپ تشریف لے گئے ہم لوگ سب غلبہ خواب کے
 پھر سو رہے بعد چند ساعت کے پھر رونق افزا ہو کر جگایا اور فرمایا کہ جلد جاؤ
 ہم سب تیار ہو کر وہاں سے چلے دوسرے دن دوبارہ کو ایک جنگل میں ناگہ
 اور وہ لب ریز جاری تھا ملاخون نے ہمیں ٹوکرے پر سوار کر کے بار اوتار

میں کچھ
 لکھ کر
 فرمایا

ہم سب لوگ اوتر کے حوالے سے فارغ ہو کر کھانا کھانے کو بیٹھے تھے کہ دوسرے
چند شخص آئے ملا حون نے اونکو بھی ٹوکرے میں بٹھا کر پار اوتارنے لگے
ایک بیک ایسی مٹینانی ہوئی کہ وہ سب لوگ غرق ہو کر مر گئے جب پہنچے جانا
کہ حضرت نے جو دو بار اٹھایا وہ الہام الہی تھا اگر ہم دیر کرتے تو واسطیج دو بکر
مر جاتے یا کنارے پر ہر حیران ہوتے۔ ایضاً قادیانی الدین صاحب راسی
ایک حضرت کے فریدوں سے بڑے پرہیزگار کہتے ہیں کہ حضرت کے وہاں ایک روز فاقہ تھا
باہر سات شخص اور زنا نے میں نو یاد نس مہمان آئے تھے عادت شریف یوں
تھی کہ قریب دو پہر کے مکان میں تشریف لیجائے کھانا سب کو تقسیم ہوتا
اوس روز کسی جاسے دودھ آیا تھا رو برو لائے رکھا حضرت نے سب کو
تھوڑا تھوڑا تقسیم فرمایا چنانچہ باہر کے لوگوں کے واسطے سات کٹوروں
میں تھوڑا تھوڑا دودھ آیا حضرت بھی ذرا سا دودھ پی کے باہر تشریف
لائے طہر کے وقت وضو کے ارادے میں تھے کہ پٹن کے تینیس سپاہی
آئے اور حضرت سے مصافحہ کیے اپنے پوچھا کہ کمان سے تشریف
لائے ہیں اونھوں نے عرض کیا کہ فلان بستی سے اور فرمایا کمان جاؤ گے
تو کہا ہنگلو رکو اور کمان اوترے ہو تو عرض کیا کہ حضرت کی سر امین
پھر ارشاد ہوا کہ تم کتنی شخص ہو عرض کیا کہ سبیل مسلمان ہیں اور
تین ہندو کہ وہ اسباب کے پاس حاضر ہیں اونکو فرمایا کہ آپ سبیل صاحب

نورینا مہمان

شب کو میرے پاس مال خشک بنا دل کرنا پے سنکر حضار حیران ہوئے کہ دن
کو تو سوکا دودھ کے کچھ میسر نہ ہوا شب کو انکی دعوت کیسی ہوگی اتنے میں
ان لوگوں میں سے ایک شخص نے سائے رُوپے نذر کیے اور انکو ارشاد ہوا کہ
عصر کے وقت تشریف لائیے بات چیت ہوگی وہ لوگ روانہ ہوئے بعد
وہ رُوپے عبدالرحمن خان کو عنایت ہوئے اور خون نے کھانے کی تیاری
کی شب کو سب لوگ گھر کے اور باہر کے مہمان کھانا کھائے ایضاً
حافظ حاجی سید محمد علی صاحب عرف سید و میان متخلص بنوا ابن نواب
ملتمس خان مرحوم کہتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت عالی میں حاضر تھا بین العشاء
والمغرب ایک درویش تشریف لاکر کہنے لگے کہ اے مولوی صاحب میں ایک
بات پوچھتا ہوں اسکا جواب دو گے آپ نے فرمایا خدا چاہے تو جواب دوں گا
کیا بات ہی فرمائیے اوس درویش نے کہا اگر میں ان ساجرا کو جراب پر بیٹھو
تو خدا تعالیٰ جو رزاق مطلق ہو مجھکو رزق دے گا یا نہیں ساجرا کو جراب پر
دو پہاڑ ہیں حضرت کے دولت سرا کے دو پہاڑ حضرت نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ
میں نہیں نہیگا اوس درویش نے کہا کیوں اسکا کیا سبب ارشاد ہوا کہ جب
تمہارا دل نہ بیٹھے نہیگا اوس نے کہا واقعی سچ فرمایا یہ لکھروانہ ہوئے
حضرت نے فرمایا یہ بڑے صاحب کمال تھے فقط میرے امتحان کو پوچھا
محتاج باہر نکلوں لوگوں نے انکی تلاش کی تو نہ پایا ایضاً سید کریم اللہ

حاجی اور خلافت کی
میں نے اس کی

المعروف بہ خواجہ پیر صاحب کہتے ہیں کہ جب صاحبزادے رکن الدین
 سید شاہ محمد کی عمر پانچ چھ برس کی تھی تو حضرت نہایت محبت پوری
 سے انکو پیار کرتے اور فرماتے کہ جب میرا فرزند جوان اور بالغ ہوگا تو اسکو
 بیت اللہ شریف یجاؤنگا حج کرواؤں گا مدینہ شریف کو یجا کر حضرت رسالت پناہ
 کی زیارت سے صلی اللہ علیہ وسلم مشرف کر کے خلافت دوں گا حضار مجلس
 سنتے رہتے جب روبرو سے اٹھ جاتے تو جوگ کہ معتقد تھے وہ تو سکت
 رہتے دوسرے لوگ کہتے کہ یہ کیا خیال ہی قریب شش سال کے تو عمر ہو چکی
 ہی ابھی دس پندرہ برس جیسے کی امید تو کیا بلکہ یقین کرتے ہیں یہ سخن
 اون لوگوں کا معتقدون اور عزیزون کو شاق ہوتا تھا آخر اللہ تعالیٰ
 کے فضل سے جیسا فرماتے تھے ویسا ہی ہوا۔ ایضاً حضرت مولوی
 سید شہاب الدین صاحب عرف حسن بادشاہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت
 بمبئی سے جہاز بادی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تو انسداد ہوا سے قریب
 جدے کے جہاز ٹھہر گیا بیان نک کہ ذمی حجہ کا چاند دریا میں نظر آیا
 حجاج کو نہایت بیقاری اور حیرانی ہوئی بلکہ شرف چچ سے مایوسی اور اذہ
 حال متباہ ہوا۔ حضرت بہ اوس مسافر بیکس کے روئے ہوئے
 جوڑ ہلایا ہوا انکے منزل کے سامنے پہلے لوگ زار زار جلاتے اور دعا میں
 کرنے لگے مگر حضرت پیر و مرشد منظور رب العلمین صاحب مقام مکین نہایت

جہاز کاروان نہ ہوا
 پر بھی دھاسے

مستقل اپنی جاسے پر بیٹھے رہے سب لوگ متعجب ہو کر گرد و پیش آکر
 عرض کرنے لگے کہ یا حضرت یہ وقت ایسی پریشانی کا ہے آپ چپ بیٹھے ہیں
 کچھ دعا کیجیے کہ ہم لوگ نجات پائیں اور منزل مقصود کو جائیں آپ نے کہا
 کہ اچھا آپ سب صاحب دعا کریں میں بھی آمین کہتا ہوں لوگوں نے کہا
 کہ نہیں حضرت آپ کچھ دعا کیجیے اور بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں
 تعلیم خدا نے بخدا نواں کر دیا، اوشکو جو منظور ہو وہ کرتا ہی بخیر و اس کہنے
 کے ایسی بار و موافق چلی کہ بسرعت تمام جہاز کا کام ساحل جدہ پر جا پونچھا
 سب لوگ خیر و عافیت سے کعبہ مقصود سے تشریف ہوئے۔

تاریخ وصال از شایع طبع انور سید محمد عبدالمدحسین صاحب
 التلخیص افسر فرزند میر فیاض الدین مرحوم نبیہ مولانا
 شاہ رفیع الدین صاحب قندھاری قدس سرہ

سید محمد کامل جناب محی الدین	مرشد مرشدی و استاذی
از نعمانیت باکر اناش	در جہان ست فیض ارشادی
بعد حج محرم شدہ بیمار	و در ریاضت کہ بود بس عادی
گشت ارشاد احمدی در خواب	کہ بیجا جان میں ز اولاد سے
برفت چون در مدینہ طیب	حسب رویائے خود بعد شادی

داخل جنت البقیع شدہ
سال رحلت رقم نمود افسر
کرد قالب تہی ز آباد سے
وصل حق یافت مرشد ہادی

برکتاً ذکر سلاسل مشایخ طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین
سعات نسبت بیعت و ارتباط صحبت و اجازت وغیرہ حاصل ہوا اس پیغمبر
خاکپا سے بندگان خدا محمد عبدالرحیم ضیاء عفا اللہ عنہ و بہ و ستر عروبہ
کو حضرت والا مرتبت عمدۃ المتکلمین زبدۃ المحققین قدوة الواصلین أسواق النکاتین
فرزند خاتم المرسلین جناب ہدایت مآب مولانا مولوی سید شہاب الدین
صاحب قادری عرف حسن پادشاہ مدظلہ العالی سے اونکو حضرت
پیرو مرشد سید السادات والا درجات عبد اللطیف المعروف بہ سید شاہ
محی الدین قادری نقوی ویلوری مدنی سے اونکو سید السادات
سید شاہ ابوالحسن قادری سے اونکو سید السادات
سید شاہ مرتضیٰ قادری سے اونکو سید السادات سید شاہ
ابوالحسن قادری قریبی سے اونکو شیخ المشایخ شیعہ محمد
نجر الدین المکزی سے اونکو شیخ المشایخ شیعہ عبد الحق
محمد محمد دوم سامی سے اونکو شیخ المشایخ شیعہ ناصر الدین
سے اونکو شیخ المشایخ شیعہ دریا محمد سے اونکو شیخ المشایخ
شیخ راجی محمد سے اونکو شیخ المشایخ شیعہ حاجی اسحاق

اونیکو سید السادات سید احمد سے اونیکو سید السادات
 سید ابو نصر محی الدین سے اونیکو سید السادات
 سید ابو صالح نصر سے اونیکو سید السادات سید
 عبد الرزاق سے اونیکو سید السادات قطب ربانی محبوب
 سبحانی حضرت سید عبد القادر جیلانی سے
 اونیکو شیخ المشایخ شیخ ابو سعید مبارک مختار
 سے اونیکو شیخ المشایخ شیخ ابو الحسن علی الہنکاری
 سے اونیکو شیخ المشایخ شیخ ابو الفرج یوسف
 طرطوسی سے اونیکو شیخ المشایخ شیخ ابو الفضل عبد الوہاب
 یمینی سے اونیکو شیخ المشایخ شیخ عبد العزیز سہیل
 یمینی سے اونیکو شیخ المشایخ شیخ شبلی سے اونیکو
 شیخ المشایخ شیخ جنید بغدادی سے اونیکو شیخ
 المشایخ شیخ سقوی سقطی سے اونیکو شیخ المشایخ
 شیخ معروف کوخی سے اونیکو امام الہام امام
 علی موسی رضا سے اونیکو امام الہام امام موسی
 کاظم سے اونیکو امام الہام امام جعفر صادق سے
 اونیکو امام الہام امام محمد باقر سے اونیکو امام الہام

امام زین العابدین سے اونکو امام الہمام امام
 حسین سے اونکو جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ
 رضی اللہ عنہم اجمعین سے اونکو خاتم المرسلین حضرت محمد
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وَاَصْحَابُہِ وَسَلَّمَ سے
 اور حاصل ہر اجازت انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کی
 جناب فضیلت مآب مولانا حاجی مولوی حسن رضا صاحب
 سلمہ اللہ تعالیٰ سے اونکو جناب معلی القاب خدا کا گاہ مولانا مولو
 مخصوص اللہ ابن مولانا شاہ رفیع الدین ابن مولانا شاہ
 ولی اللہ محدث دہلوی سے اور جناب مولانا مولوی مخصوص اللہ
 صاحب شاگرد و مرید خاص ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز
 محدث دہلوی کے قدس اللہ اسرارہم اور بفضلہ تعالیٰ
 حاصل ہر طریقہ غلبہ غریزیہ با جمیع طرق و ضوابط مندرجہ
 انتباہ اور قول الجمیل اس احقر البریہ کو حسب اجازت باطن
 حضرت پیر و مرشد شیخ شریعت پیر طریقت مقبول بارگاہ احد
 جناب مولانا سراج احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد
 سے اونکو حضرت پیر و مرشد مولانا شاہ عبدالعزیز
 دہلوی سے قدس اللہ سرہ و آفاض الیقینا برکاتہ و فتوحہ

نظم

کعبه کعبه پرستان بجاء اہل یقین
 ہادی خلق خدا مسند الیم روزگار
 زریں اور نگہ طریقت زینت و بیم شرع
 مخزن اسرار عالم منظر فیض اتم
 پیشوا و اصلاں مشکل کشای کاملان
 نور قلب باہ فاشکین جان مضطر
 شاہ اعلیم توکل محور تسلیم رضا
 دستہ راز پیغمبر نسخہ ستر الہ
 گوہر بحر حقایق جوہر تیغ سلوک
 ناظم دیوان کثرت ساکن وحدت الہ

اسوۂ ارباب عرفان قدودہ اصحابین
 فیض بخش جن انسان رہنما رہن
 مسند را حقیقت پادشاہ آورعین
 منبسط سگان گردون مرجع اہل زمین
 رونق دین محمد شان رب العالمین
 زور مغیر کجیہ کاری کحل چشم دورین
 تبارک لذات دنیا نعمت عقبی گزین
 ماہن علم ماریت شلج متن بہتین
 خازن کنز وقایق فاتح حصین
 طاہر فروسل علی سائر عرشین



اعسے حضرت مولوی عبد العزیز دہلوی
 پیر پیران ضیاء مستوجب رحمت قرین



تاریخات ختم کتاب از افکار گہر بار صاحب طبع مستقیم
 و ذہن رسا جناب محمد عبد الکریم صاحب المخلص والا

ناظم دریافت مقدمات ریلوی سرکار آصف

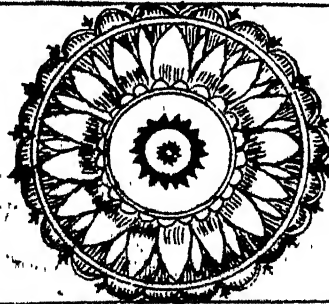
مولوی عبدالرحیم آنکه ضیا مشهور است
چون مقالات طریقت ز در قلم از حد دل
مرحوم صاحب ترتیب شد نا در کتاب
گشت از و الا رقم تاریخ صومعی
عاریت یکتای دوران کاشف سر وجود
راز مخفی حقیقت بر همه عالم کشود
در صفات مقبلان حضرت رب الودود
بر نیز آرد و صد و تسعین و واحد هم نمود

ایضا

اوستا و نامور اعی ضیا نے اندون ہا یہ کتاب لاجواب اچھی لکھی
باصد تیس ہا طبع والا نے کئی تاریخ اسکی اس طرح ہا
ہی بجایہ مخزن مدح شہ عبدالعزیز ہا

۱۲

۹۱





در بیان حالات حضرت مولانا محمد زمان شمس علیہ رحمۃ اللہ

قطرہ

اور اہل حق جرمہ احوال دوست را
یعنی بزرگ بیل شیدا بصد خروشا
تحریر حال خان محمد زمان کسٹم

الرحمہ یہ ساجد کام ہوئے اس کتاب کے واقع ہوا مگر چونکہ جناب فضیلت ناب
فاضل لائانی + عالم ربانی + حامی شریعت + جامع طریقت و حقیقت + خادم فقرا
وطالبین + خیر خواہ سہ کار سید العلمین + غنیمت اسلام + مرجع خواص عوام
امیر اقدار + فقیر کردار + اسوۃ العلماء + عمدۃ العرفاء + المکتفی بابی رجا +

مولانا + بالفضل اولانا + استاد مولائی المعروف بہ محمد زمان علیہ الرحمۃ
والغفران تلمیذ رشید + اور خلیفہ ارشد + خاندان علمیہ عزیز یہ کہ ہن
اور فیض ظاہر و باطن اسی دو دمان والا شان سے رکھتے ہن اس واسطے

اس ہچمیر نے آپ کے احوال کو ضخیم کتاب کا قرار دیا۔ ولادت
باسعادت آپکی شہر شاہجہان پور میں پیردن چڑھے بروز چہار شنبہ
سوم ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۲ بارہ سو ہیا لیس ہجری میں ہی حلیہ مینانہ قاسم

نیا غفٹا
تحریر خان محمد زمان
کسٹم
۱۲ ۹۲

گندم رنگ بلند پیشانی کشادہ ابرو چپک رو خندان دہن وسیع اللہیہ
 نحیف الجثہ صورت عالمانہ سیرت درویشانہ شفیق انام متخلق باخلاق
 نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ ایام خرد سالی میں تمام کتب مشورہ اور مشہورہ
 فارسی اور کچھ صرف و نحو عربی وطن میں پڑھ کر بعمربہشت سالہ ۱۲۶۲ ہجری میں
 بشوق حصول علم وطن مالوہ سے کانپور کو جناب سعلی القاب افضل لفضلا
 اکمل الکمل اذکار گاہ معرفت پناہ مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب نقی
 بدایونی کانپوری علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے جناب برصوت
 شاگرد اور استفیض خاص ہیں حضرت بلند قبت پیر و مرشد مولانا شاہ
 عبدالعزیز دہلوی اور مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی قدس اللہ سرہما
 کے چونکہ ذکاوت و ذہانت خالق دولت تھی تین سال وہاں رہ کر علوم نقلی
 و عقلی آداب و اخلاق حاصل کر کے فرخ آباد اور بریلی و رام پور و گوالیار
 و جھوپال وغیرہ ہونے ہوئے ماہ صفر ۱۲۶۵ ہجری میں وارد بلدہ فرخندہ
 بنیاد حیدر آباد و کن صاندا اللہ عن الشر و الفتن ہو کر توطن اختیار کیا
 بہ ایام و رود جناب میر اشرف علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی کے مکان
 میں فرود کش ہو کر تکمیل علوم مذکورہ میں بخدمت لودعی بلعی مولوی
 محمد کرامت علی صاحب دہلوی اور مولوی میر احمد صاحب دلائی
 رحمۃ اللہ علیہما اور تدریس طلبہ میں مشغول رہے چند سال بعد حضرت

ابو نعیم علیہ السلام

ابو نعیم علیہ السلام
 لافات دلی

سیکاری میں گذرے مگر خدمت افتخار نہ کی اسی زمانے میں بہ سعی
 بلیغ غلام محمد الدین صاحب جعدار اور آحمدیار خان محمدی الدولہ مرحوم اور مولوی
 حکیم سید ابراہیم صاحب مغفور نواب ناصر الدولہ غفران منزل الی
 لوکن سے ملاقات کر کے بموجب شصت روپیہ ملازم ہوئے نواب والا
 ہنزار دریافت و تحقیقات علم و فضیلت اور ارادت و نیت واسطے تعلیم صاحبزادہ
 والا شان نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کے مقرر فرمایا اونکی
 تعلیم میں مصروف رہے اور طلبہ شہر کی بھی تدریس بکثرت رہی بعد ازاں
 ۱۲۷۰ھ ہجری میں وزیر عالی تدبیر نواب مختار الملک بہادر نے
 مشاہیرہ یکصدوی روپیہ خدمت مدرسہ اول مدرسہ دارالعلوم آپکے
 نامزد کی درانولآپ شرف الدیخان مرحوم کے مکان میں اقامت افکن
 تھے باوقات مقررہ مدرسہ میں تدریس فرما کر اور اوقات میں مکان پر درس
 دیا کرتے تھے تمام علوم یعنی فقہ حدیث اور تفسیر و اصول و منطق و معانی
 وغیرہ پڑھایا کرتے تھے اور حقائق و معارف میں مولانا روم قدس سرہ
 کی مثنوی بھی ہوتی تھی چند مدت خان مرحوم کی مسجد میں اپنے بزرگان ہمار
 کی طرز پر بروز جمعہ قرآن شریف کا وعظ بھی باسرا و نکات فرماتے تھے
 باوجود اس علم و کمال کے فروتنی اور خاکساری بھی کیا تھی کہ کبھی بر سر
 منبر وعظ نہ کی مصریع نہ شاخ پر میوہ سر بر زمین ہا اکثر علما فقرا اور امرا

غریب آپ کے شاگرد ہیں جب آپ نے ۱۲۸۵ ہجری میں ترک خدمت درسی
فرمائی تو نواب افضل الدولہ مغفور نے کہ اوس عصر میں صدر آراہی سلطنت تھے
دوسو ساٹھ روپیہ وجہ معاش مقرر کیے آپ جیسے خانہ نشین ہو کر خدمت
طلبہ و غریبین سرگرم رہے بہ من بعد شب و ہم ماہ شعبان ۱۲۸۵ بارہ سو
بیاسی ہجری کو مبارک حج بیت اللہ روانہ ہو کر بعد حصول شرف زیارت نبوی
علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فراغ حج اسلام عازم زیارات متبرکہ عراق و شام
یعنی ستوتیس و تھرو اسکندریہ و بیت المقدس و خلیل الرحمن و دمشق و حلب
و سویرہ و موصل و سرمن راس و بغداد شریف و کربلا معلیٰ و نجف اشرف
و تبرہ ہوئے ان تمام مقام میں سعائے صنایع قدرت ذو الجلال والاكرام
اور عتبہ بوسی انبیاء علیہ السلام و اصحاب کرام و اہلبیت عظام و ائمہ و اولیاء
ذوی الاحترام کر کے غرہ شعبان ۱۲۸۳ ہجری میں پھر داخل مدینہ حیدر آباد ہو
مفصل حالات اس سیر و سفر کے خود بدولت کتاب عالم نمایں لکھے ہیں
بیان بیان اوسکا مقصود سے زاید ہی اوس ملک میں ابھی آپ کی ذات
جامع الکملات کو مغتنات جانکر طلبہ نے کچھ ہندسہ اور منطق پڑھ لیا پھر
بیان محلہ شکر گنج میں تعمیر مدرسہ مسجد شروع کر کے سلسلہ درس و
تدریس و خدمت فقرا و طلبہ کا جاری کیا معاش کے اندون تین حصے
فرماتے تھے ایک حصہ اخراجات مایحتاج ذات و متعلقات کا دوسرا حصہ مصدق

مقلبین کا تیسرا حصہ تقسیم قوی القربی والیتی والی المسلمین کا آپ بے تعصب
جنفی مذہب اور فارسی مشرب افراط سے دور تفریط سے نفور تھے ہر امر میں
لحاظ پیروی احادیث نبوی علیہ الصلوۃ والسلام نہایت رکھا کرتے تھے
اور محفل میلاد سرور انام صلی اللہ علیہ وسلم بصد سرور و احتشام کیا کرتے تھے
دعوت وغیرہ میں اکثر غربا اور مستحقین کے ہاتھ دھلاتے اُمر اور اغنیاء کو
یاد دلاتے مزاج و باج میں دین کی حرارت اور اپنے بزرگواروں کی نہایت
حمایت تھی جو ناواقف کہ اون پر اعتراضات کیے ہین اونکے اکثر جوابات
دیے ہین اور جو نالایق مُضِلّ خلائق سے بدنام کنندہ نکونامی چسپندہ
کہ اپنے کو اون بزرگوں کی طرف منسوب کر کے فتنہ برپا عالم ہوئے ہین
اونکی بھی آپ ہایت میں رہے ہین چھ مصنفات آپ کے صفحہ روزگار
پر یادگار ہین خیر الموعظ سفینۃ البلاغۃ خلاصۃ ماتم الملون و سر الشہادۃ
عربی میں بہستان الجن اور عالم نما فارسی میں ہدیہ مہدویہ ہندی میں منجد
انکے بہستان الجن اور ہدیہ مہدویہ طبوع ہین تصنیفات کم ہونے کے
دو سبب ہین ایک تو تدریس بہت رہی دوسرا اکثر فرمانے تھے کہ
کونسا فن باقی ہی جمین کسی کی کوئی کتاب نہو حتی کہ ہندی میں بھی بزرگواروں
کے کتب موجود ہین مجھ حفیہ کی کیا ضرورت ہی یہ کتاب میں جو تحریر ہوئین
ہین ہزار اصرار و متباد لکھین ہین آکی معلومات و تحقیقات مصنفات

ظاہر ہو بڑے بڑے اہل کمال آپکی فضیلت کے قابل تھے چنانچہ مولوی
 محمد مؤید الدین خان صاحب مرحوم راقم سے ایک روز کہنے لگے کہ حال کے
 تحصیل والوں میں انکے جیسے ہند میں بھی کم ہونگے اور جب ہدیہ مہدویتہ
 ہدیثا حضرت رفیع المنزل مولانا و مرشدنا سید شاہ محی الدین صاحب دیوبندی
 قدس سرہ کی خدمت میں پہنچی تو آپکے القاب میں غنیمت الاسلام تحریر فرمایا
 حضرت پیر و مرشد کا لکھنا واقعی تھا اس شہر میں آپکے مستفیض صاحب تعلقہ
 اور صاحب تصانیف بہت ہیں سلسلہ تدریس و تعلیم کا بھی جاری ہو مگر بعض سے
 بسبب انجام خدمات مفوضہ سرکاری کے فی الحال جاری نہیں صرف اوقات
 اسطرح پر کہ صبح سے اشراق تک اور اوماوثرہ اور تلاوت قرآن شریف با ترجمہ مولانا
 شاہ عبدالقادر دہلوی قدس سرہ نہایت غور و تامل سے کہ ایک کوچ گھڑی
 ڈیڑھ گھڑی کے وقفہ میں ہوتا تھا بعد ازاں تدریس احادیث وغیرہ من بعد
 بفرایح حوائج ضروری اور قیلولہ منونہ اور ادبے صلوٰۃ نظر تصنیف و تالیف
 و ملاقات خلایق میں مصروف رہتے عصر سے عشا تک مسجد میں بہ تلاوت قرآن
 مجید مشغوف اگر کوئی ارباب حاجت سے آئے تو اوکے جانب ملتفت ہوتے
 ورنہ مذاق کلام الہی میں محو رہتے ارباب حاجت سے بکشاہ پیشانی پیش
 آتے بجان و دل سعی فرماتے گویا اس حدیث شریف کے مصداق تھے
 مَنْ فَرَّجَ عَزَّ أَخِيهِ كَرْبَةً مِنْ كَرْبِ الدُّنْيَا فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كَرْبَةً

بیان صرف اوقات
 دیوبند

مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ سَجْدَةً وَسَابِغَةً وَرُسْتَى نَسَبَتْ بَاطِنِي تَلَوْتُ قُرْآنَ
 كَوَاسْتِئَارَ كَيْفَ تَحَاكَ بِهَ خَاصِ سَلُوكِ طَرِيقَةِ عَلَيْهِ عَزَّ وَجَلَّ بِهِيَ بَيَانِ اَوْسَكَا مَعَايِنَهُ
 مَقَالَهُ بِخَمْسَةِ رَاضِحٍ هُوَ اَهْوَاكَ اَوْ رَحِيثِ شَرِيفِ مِثْنِ يَحْيَى اَيَا هِيَ تَرْغِي مِثْنِ كَوْنِ
 وَمَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْهُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ
 يَعْنِي الْقُرْآنَ اَوْ تَكْمِيلَ الْإِيمَانِ مِثْنِ مَرْقُومِ هِيَ اَزَامَامِ اَحْمَدُ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 مَنْقُولُ هِيَ كَرَبِ الْعِزَّةِ رَاوِجَابِ دِيمِمْ وَبِرْسِيدِمْ كَمَا بِارِبِ اَفْضَلِ عِبَادَتِ
 وَاقْرَبِ طَرِيقِ بَحْتَابِ تَوْحِيدِ فَرْسُودِ تَلَاوَتِ قُرْآنِ اَهْتَمَى سَوَالِ سَكَةِ اَيْسَةِ خَانِدِ
 كَعِ بَعْضِ اُمُورِ كِي اَجَاثَتِ مَكَّةَ مَعْظَمَةٍ مِثْنِ جَنَابِ مَوْلَانَا يَعْقُوبَ صَاحِبِ ثَلَاثَةِ اَلْحَمْدِ
 بَعِي حَاصِلِ كِي تَحْيَى اَوْ رَاوِ اِحْمَالِ مِثْنِ اَكْثَرِ قَوْلِ حَمِيلِ كِي پَابَنْدِي تَحْيَى اَوْ
 حَلِّ وَتَايِقِ مَحْقِقِينَ مِثْنِ پِيرِ قُطْبِ الْمَحْقِقِينَ غَوْثِ الْمَدَقِّقِينَ حَضْرَتِ شَيْخِ
 مُحَمَّدِ الدِّينِ ابْنِ عَرَبِي قَدْ كَسَّرَهُ كَعِ نَحْنُ مَكْرُزِيَّتِ وَتَعْلِيمِ مِثْنِ مَائِلِ طَرَفِ ضَابِطَةِ
 مِتْكَلِينِ كَعِ بَعِيَّتِ وَغَيْرِهِ مِثْنِ طَرِيقَةِ قَدَامِ كَعِ پَابَنْدِي مِثْنِ اَثَرِ صَحْبَتِ كَوَظْلِهِ
 دِيسَتِ تَحْيَى اَلِكِ قَتِ مِثْنِ الْمَغْرِبِ الْعَشَارِ اَقْرَمِ سَعِ فَرَايَا كَعِ اَصْلِ بَعِيَّتِ وَهِيَ هِيَ
 جَوْصَابِهِ اَوْ رَتَابِعِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِينَ كَعِ قَتِ مِثْنِ تَحْيَى يَعْنِي كَسِي مَرْدِ
 بَاخْدَا كِي صَحْبَتِ مِثْنِ اخْلَاقِ وَاَوَابِ سِيَكْهِنَا اَوْ رَاوَسِ پَرِ عَمَلِ كَرْنَا دَوَسَرِ كَعِ كَوِ
 سِيَكْهِنَا حَضْرَتِ حَسَنِ بَصْرِي نَعِ جَنَابِ سِيدِ اللّٰوَلِيَا عَلِي مَرْتَضَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كِي
 صَحْبَتِ هِيَ بَاكِ سِيَكْهِي اَوْ رَكْهَلَانِي بَاقِي دَوَسَرِ عَادَاتِ وَرُسُومِ بَعِيَّتِ جَارِي

بجانب سلوک
 بجزند و بقره

ع
 اوستین نازانیک

تجربین بند
 اشد و عجب

کونی چنان
 چنانکه نرسد

چنانکه نرسد
 چنانکه نرسد

چنانکه نرسد
 چنانکه نرسد

چنانکه نرسد
 چنانکه نرسد

چنانکه نرسد
 چنانکه نرسد

چنانکه نرسد
 چنانکه نرسد

چنانکه نرسد
 چنانکه نرسد

چنانکه نرسد
 چنانکه نرسد

ہو۔ مین کم یہ ارشاد مطابق ہی حضرت اُسوۃ العرفا والفقراء مولانا
 شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کی تحقیق کے چنانچہ فرماتے ہیں
 (پس صوفیہ ارتباط ایشان در زمن اول صحبت و تعلّم و تاؤب باؤب تہذیب
 نفس بودہ است نہ بخرقہ و بیعت کم مفصل یہ بیان مقالہ پنجم میں گذر چکا
 اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر قطب تانی غوث
 صحابی سیدنا سید عبدالقادر چیلانی رضی اللہ عنہ کی ذات کی طرف نسبت غلامی
 ہی چھو اپنے کو اوس ذات مقدس کی طرف منسوب کرتا ہی وہ مقبول ہوتا ہی اس
 دعوے کی دلیل حضرت پیر دستگیر کا ارشاد اخبار الاخیار میں مسطور ہی
 (نقل است از مشایخ کہ از ان حضرت پرسیدند اگر شخصے خود را بتو باز بست
 و نامزد کرد منتہی بہ تو لکن بیعت نکرد و بتو باز دست تو خرقہ نہ پوشید
 ہی در اصحاب تو معدود باشد و در فضایل ایشان شریک بود یا نہ فرمود ہر کہ
 انساب کرد و بمن و خود را باز بست بنام من قبول کند اورا حق سبحانہ بقا
 و رحمت کند بروی و توبہ بخشد اورا اگر چہ بر طریق مکروہ باشد و دومی از جملہ
 اصحاب مریدان من است کم غرض آپ جامع کمالات ظاہر و باطن تھے ظاہر کے
 کمالات تو باہر ہیں ہر کوئی جانتا ہی باطن کے حالات تو ہی پہچانتا ہی جو اوس
 راہ سے ماہر ہو دوسرے کو معلوم کرنا بہت مشکل ہی بلکہ بعض ولی بھی اپنی
 نسبت کو نہیں جانتے کیونکہ اولیا اللہ چند قسم کے ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ

کہ خود وہ شخص جس نسبت کہ اپنے کو حاصل ہی خدا کے فضل سے اور کو پہنچاتا ہی
 اور اپنے کو اللہ کا ولی جانتا ہی اللہ تعالیٰ کے اور خلقت کے نزدیک بھی وہ ولی ہی
 دوسرا وہ ہی کہ خدا کے پاس اور مخلوق کے بیان وہ ولی ہی مگر خود نہیں جانتا
 تیسرا وہ ہی کہ خدا کے بیان اور اپنے پاس ولی ہی لکن مخلوق کے نزدیک نہیں
 اخذ بیعت وغیرہ میں آپ جبرأت فرماتے تھے ایک بار حاجی محمد صالح حب
 نے عرض کی کہ خدا تعالیٰ نے تو حضرت کو جمیع نعمائے ظاہر و باطن سے سرفراز
 کیا ہی پھر کیا سبب ہی کہ اندون و عظ نہیں فرماتے اور بیعت بھی نہیں لیتے
 ارشاد ہوا کہ یہ دونوں امر فرض کفایہ ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے شہرین
 و دونوں طریقے جاری ہیں میری کچھ ضرورت نہیں پھر آپ نے مسئلہ ہجری بن
 خالصاً لوجه اللہ نہایت ہمت و شجاعت سے بمصدق حدیث من قاتل
 لیتکون کلمۃ اللہ ہی العلّیاء فہو فی سبیل اللہ کے کتاب ہدیہ منیر
 رو مذہب باطلہ ممدویہ میں تحریر فرما کر بفرارغ جہاد لسانی خدا کی راہ میں غازی
 ہوئے اور وہ کتاب خدا کے فضل سے مشہور ہوئی تحریر کا سبب مفصلاً
 ادسین درج ہی اور جب مسئلہ بارہ سوا اٹھیا سی ہجری میں رسم تسمیہ حضور پر نور
 نظام الملک آصف جاہ نواب میر محبوب علی خان بہادر والی دکن
 اطال اللہ عمرہ و غلہ ملکہ و دولۃ بصد دھوم و حام ادا ہوئی تو بخود ہاش
 نواب وزارت ماب مختار الملک بہادر اور بطحاؤ استاد سے نواب

بیان حجۃ الوداع
 و تفریق اربعہ اشیاء
 و تسمیہ حضور پر نور

مغفرت مکان آپ واسطے ندریس حضور پر نور کے بقدر ایک ہزار اخراجات
 ماہانہ مقرر ہو کر مرجع صغار و کبار اور محسود اکثر اہل دیار ہوئے مؤلف
 دین بھی ہو تو ایسا ہو اور دنیا ہو تو ہو ایسی ہی بفضل خدا کہتے ہیں
 اسکو دین دیا اور دنیا بھی ہے جب معاش کی زیادتی ہوتی چلی تو آپ
 بفحوائے الدنیا مزرعة الاخرۃ خیرات و حسنات زیادہ کرتے
 چلے ایک مکان بڑا عالیشان مدرسہ محبوبیہ کے واسطے تعمیر کیا تو آپ
 مزار المہام حضور نے بھی چھ روپی روزنام اخراجات طلبہ جداگانہ
 مقرر کیے اس تمام معاش سے تخفیفاً مثنیٰ آپ کی ذات کے اخراجات غصے
 مابقی شد صرف ہوتے تھے ایک سو طلبہ دو وقت مدرسہ محبوبیہ میں روٹی
 کھاتے ہیں پیشتر چند روز ماہ رمضان سہ شہادت کے آپ نے خواب دیکھا کہ ایک مکان
 ہی اور اوسی مکان کے متعلق ایک اور مکان ہی اوسین سے ایک شخص نکل کر
 کہنے لگا کہ اس مکان میں حضرت فاطمہ زہرا اور اہلبیت رضوان اللہ تعالیٰ
 علیہم اجمعین تشریف فرما ہیں مگر اونکے پاس کپڑے نہیں ہیں آپ نے فوراً
 کہنے ہی چند تھان آغا بانی وغیرہ کے منگو کر گدرا نے وہی شخص اللہ
 سے ایک پارچہ سرخ ہاتھون پر رکھے ہوئے لے آیا اور کہنے لگا کہ حضرت
 بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہی کہ تمہاری نذر تو قبول ہوئی مگر ہم لوگ
 وہ کپڑے نہیں پہنتے یہ کپڑا پہنتے ہیں اوس شخص کی گفتگو کے فرامین سے

ایک خواب

ایسا معلوم ہوا کہ وہ پانچہ شرح حضرت بی بی نے مرحمت فرمایا ہی آپ اوسکو
 لیکر سر پر رکھا اور آنکھوں کو لگایا چہرے اور سینے پر ملا اس امید سے کہ خدا
 اوسکی برکت سے آتش و وزخ سے بچائے اتنے میں آنکھ کھل گئی صبح کو یہ خوا
 والدہ ماجدہ اور سربراہ عزیز کے روبرو بیان کیا دونوں صاحبوں نے آپکی شہادت
 کا گمان کیا مگر خود بدولت کو یقین ہوا عادت ایسی تھی کہ بعد نماز عشاء مع چند
 احباب یواختی میں خاصہ تناول فرمایا کرتے تھے بعد اوسکے مدرسہ کے لنگر
 سے حصہ منگو اگر اندر مکان میں کھانا شروع کیا یہاں تک کہ بیماری میں بھی وہی غذا
 تھی حتی الامکان بنیاد و ایفا سے کنارہ کشی اختیار کی حاصل کلام شب ہفتم ماہ و کعبہ
 ۹۲ کہ بارہ سو نو دود و ہجری کو حسب عادت شریف بعد ادا اے نماز مغرب شروع
 قَالَ الْمَلَأَ الَّذِينَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِثْرَ تِلْكَ الْقَوْمِ مَهْدِيَهُ كَوَلِّبَ سَبَّحَ كَتِي اَبُو
 برہم زنی مذہب کے نہایت عداوت تھی اوشکا ایک پیرزادہ شفی ازلی بدکار ناہنجار نے
 قابو پا کر عین مسجد و تلاوت و نماز میں کیونکہ ترمذی شریف میں حدیث آئی ہے
 مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَخَوِيَ الصَّلَاةَ بَسَّ شَيْئًا
 اگر ایک کٹار مار ضرب ایسی شدت سے تھی کہ کٹار سینہ بے کینہ سے نکل آیا اپنے
 قطر کر اوسکی صورت نکلی اور اللہ اکبر کہے سر قرآن مجید پر کھاجھا اوس قاتل خونخوار نے
 ایک کٹار شہ زک پر مارا اتنے میں شور و غل ہوا اوسکو زندہ گرفتار کر لیا مگر اس
 اوسی وقت شرح روبرو بعد راحت و تسکین راہی غلہ برین ہوا انا لله وانا اليه

ایک سوار اسی
 سبب سے غور کیا
 مشہور و معروف
 غلط ہو

قبل از شہادت
 مدت کتب بخار
 بیان مبارک

محمد مسیح الزمان خان صاحب آپ کے خرد برادر والا قدر جانشین ہیں محمد
 تعالیٰ سلامت رکھے نظم محمد و ہم زمان خادم سلطان رسالت ہے و کھلا عجیب
 تو نے نیارنگ شہادت ہے واللہ بھلا دوسرے سے کا ہے کوہ ہوگی ہے جسطور کہ
 تیرے سے ہوئی دین کی حمایت ہے نازان تھے تری ذات سے امیر حامی اسلام
 علم و عمل و حلم و حیا اور سخاوت ہے کس خوبی سے دی جان ہی اللہ کے گھر میں ہے
 دل محو مصالح پہ تھی قرآن کی تلاوت ہے آغوشہ بخون چہرہ حضور میں نبی کے ہے
 لیجا کے عجب بائی وہاں تو نے وجاہت ہے اپنے ہی مکان میں تجھے خالق
 نے بلا کر ہے مخلوق پہ ظاہر کیا یک یہ بھی مکانت ہے ہفتم شب فی کج کو اولیٰ ہی
 عشا کے ہے لائے ملک الموت نے جنت کی بشارت ہے دن شنبہ چارم کا
 تھا اور نظر کا تھا وقت ہے صدحیف ہوا زیر زمین گنج کرامت ہے یاد آگئی اس
 صدمہ جان کا ہ سے تیرے ہے عثمان غنی اور شہ مردان کی شہادت ہے
 اللہ تری قبر کو انوار سے بھر دے ہے اور اس سے بہ زیادہ ہو بہت عشرت
 و راحت ہے اللہ تصدق سے ترے ہکو بھی دیو سے ہے علم و عمل و جرات
 دین اور شہادت ہے خدام میں تیرے ہی ضیاء احقر و کثر ہے کیجے بہ خدا
 حشر کے دن او سکی شفاعت ہے آپ کی ذات بابر کات اس شہر میں تو کیا بلکہ
 اس نواح میں فرض کفایہ تھی کیونکہ اگر آپ ہمدون کا جواب نہ دیتے تو سب
 علماء اور فقرا گناہ گار ہو جاتے باوجود اس امر کے سب اپنی اپنی وضعداری میں

بیان قبولیت خاطر

گرفتار رہے سچ کہا ہی کسی تجربہ کار نے رباعی در در گہ حق گفت و شنیدی
 دگرست ہا شبلی و حبسید و بازیدے دگرست ہا کار سے نہ کشاید ز نماز
 من و تو ہا در گاہ قبول را کلیدے دگرست ہا زندگی میں بھی آپ خلقت کے
 عزیز و محبوب تھے مگر بعد شہادت کے ایسی قبولیت خاطر من بجانب اللہ ہوئی
 کہ لاکھوں دل آپ کی طرف کھینچنے لگے موافق اس حدیث شریف کے ﴿مُسْكُوَةٌ
 مِّنْ أُمَّيْ هِيَ قَالَتْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ إِذَا
 أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِئِيلَ فَقَالَ إِنِّي أَحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبَبَهُ قَالَ
 فَيُحِبُّهُ جِبْرِئِيلُ ثُمَّ يَأْتِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ
 فُلَانًا فَأَحْبَبُوهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوَضَّعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ﴾
 فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اس جب دوست رکھتا ہی کسی بندہ کو
 یعنی ارادہ کرتا ہی اپنی اطہار محبت کا واسطے کسی بندے کے اپنے بندوں
 میں سے تو پکارتا ہی جبرئیل کو اور فرماتا ہی کہ تحقیق میں دوست رکھتا ہوں
 فلا نے کو پس دوست رکھ تو او کو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 پس دوست رکھتا ہی او کو جبرئیل پھر پکارتا ہی جبرئیل آسمان میں بموجب
 حکم الہی کے پس کتا ہی تحقیق اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہی فلا نے کو پس دوست
 رکھو تم او کو پس دوست رکھتے ہیں او کو اہل آسمان پھر رکھے جاتی ہی او کے
 لیے قبولیت یعنی محبت زمین میں کہ زمین والے یعنی جن والنس اس سے

محبت رکھتے ہیں تا ریخات شہادت بھی نزدیک و دور والوں نے
 بہت لکھی ہیں یہ بھی ایک آپکی بزرگی کی محبت ہی کیونکہ کثرتِ آسمان دلیل ہو
 شرفِ منشی پر چوتھرا دے راقم کی نظر سے گزرے سجدہ اس کے چند تاریخین
 زیبِ شلم ہوئی ہیں —

از مولوی سید محمد عبداللہ صاحب مدراسی اللہ و رالمورخ —
 طِبَّتْ حَيًّا طِبَّتْ مَيِّتًا

از صاحب طبع اعلیٰ محمد عبدالکریم صاحب و آلہ فرزند ارجمند
 مولوی محمد مہدی صاحب مرحوم

شد شہید از مہدوی خان زمان	کرد حاصل قربت رب مجید
گشت از و آلہ رقم سال وفات	عالم یکتا و کاو مل شد شہید

ایضاً

چو از مہدوی گشتہ شد فاضل	بر او باد رحمہ خدا جاودان
رسم کرد و آلہ اسن رعلتش	بشد مشہل بر دین محمد زمان

از مکرچی سید مظفر حسین صاحب عہدہ دارا باب الفشار محکمہ
 صدر المہام مالگزاری سرکار آصف

چون محمد زمان حبیب العصر	داد جان در رضا رب خلق
گفت تاریخ رعلتش بالقت	شد شہید اعلم ہدایت حق

بہن تاریخین

بہن تاریخین

بہن تاریخین

بہن تاریخین

بہن تاریخین

بہن تاریخین

بہن تاریخین

بہن تاریخین

از نتایج طبع حاجی محمد قاسم صاحب کربان

در تلاوت چون به مسجد شتید	آن محمد حامی شریع نبی
هر دو صفش دید با تف گفت سال	مطرح انوار عثمان و علی

از یادگار مرده دوست محمد صاحب

چون محمد زمان شتید شده	گشت بهتر مات اوز حیات
با تف غیب این چنین منبر بود	داخل خلد پاک سال وفات

از طبع و تاج حکیم محمد مظفر الدین صاحب المتخلص به مزاج

چونکه محمد زمان فاضل تقوی نشان	گشت به مسجد شتید وقت تلاوت صداه
مشهد قرآن مزاج دیدنش ز در قم	بهر شهادت بود مسجد مصحف گواه

از افکار گریه بار محمد قمر الدین صاحب نا در تخلص

همیسات یافته چو محمد زمان وفات	این چشم خورشید من از غم سفید شد
خورشید خاور شده تاریک در نظر	عالم بچشم اهل جهان نابید شد
آن مغفرت مات فردوس جاگزید	نزدیک تر ز خالق و از ما بعید شد
این واقعه به هفتم ذی الحجه وقوع یافت	گوئی تحریریت که با قبل عید شد
با تف صد هزار الم داد این ندا	صد حیف بهینا مناسک شتید شد

از کلام سخن پرور سید محمد عبدالحسین صاحب المتخلص به افسر
پسر میر فیاض الدین مرحوم بنیسه مولانا شاه رفیع الدین

صاحب قند بار سے قدس سہرہ	
<p>خان محمد زمان حامی شریع مجید تاہمہ گردن از ان مہدو بیان ستفید در پی خون ریختن شام بہ مسجد رسید یکسر و دور از ہمہ وقت تلاوت چو دید</p>	<p>مولوی باعلی ہاوسے راہ خدا تازہ کتاب ہدایہ رقم کردہ بود لیک یکے زان گروہ از روہ بغض و حسد خائف پنهان شدہ حربہ خونخوار زد</p>
<p>افسر افسردہ دل سال شہادت نوشت آہ محمد زمان در رو دین شد شہید</p>	
ایضاً	
<p>گو یا کہ آفتاب ہدایت نمان شدہ در راہ دین شہید محمد زمان شدہ</p>	<p>بہر خدا چو گشت محمد زمان شہید افسر سن شہادت آن مقتدا نوشت</p>
<p>از کمترین خاک پا عبد الرحیم ضیا عفا اللہ ذلونہ و ستر عیوبہ بفضلہ و کرمہ</p>	
<p>با نجم علما ذاتِ عالیہ شیخ چون ماہ تلاوتِ نہیں پارہ کلام اللہ بیامد از عقب او کتار زد ناگاہ ہزار رحمت یزدان نثار شام و گاہ شہید گشت محمد زمان آلہ آگاہ</p>	<p>معین دین بنی فاضل گمانہ عصر بہ ہفتمین شب ذی کچہ کرد در مسجد یکے ز مذہب مہدیہ از شقاوتِ خویش برفت سو بہ جان در ہمان زمان براو نوشت سال ضیا کمترین خدا ہش</p>

بہر بہت عمدہ تالیف
چو جو اوصاف کہ
چو تالیف از زمین
سبب معجزات
سود دین را

تاریخ آغا ز طبع کتاب از صاحب طبع محبلی محمد مظفر الدین صاحب معلی

تصنیف ضیا صاحب معلی
سن آغاز مطبعش گجہنتم

رقم شد چون کتاب رشک خورشید
ضیا بے جلوہ حق طبع گردید

تاریخ آغا ز طبع از سخن پرور رنگین کلام وصفی تخلص

محمد سر فراز علی صاحب ناظم

نکتہ پرور مولوی عبدالرحیم
ہی تخلص خلاق مین ادکا ضیا
نشر کا اونسکے فقط شہرہ نہیں
صاف باطن کیون مین سمجھوں اوفین
اندزن تصنیف کی ہو وہ کتاب
وصفی کیتا نے ہر سال طبع
جس سے ہو پاس و وصف کتاب

شاعر بے شکل مین بے اشتباہ
ہر طرف روشن ہی شکل محروماہ
نظم بھی دلکش وہ لکھتے مین کہ واہ
یاد حق مین بہتے مین شام و گاہ
ہوتے مین پڑھنے سے جسکے رنگناہ
مصرع و لہجہ وہ لکھا کہ واہ
مظہر حال حبیبان الہ

ایضاً از عمدۃ المؤمنین و عالی قدر سید احمد حسین صاحب

تصنیف دارم افق صدر

چون مشفق و مکرم فی حق و احترام
و در مرح شاہ عبدالعزیز و محی دین
برو عرصہ برآمدہ تاریخ دوہم

یعنی ضیا تخلص عبدالرحیم نام
تالیف ابن رسالہ نمودہ بغیض عام
منظورہ محمد و منظورہ انام
۱۲ ۹۳ ۱۲ ۹۳

ایضاً

در ذکر فضایل شیوخ اجمہ
تاریخ چنین نوشتہ کلک احمد

شد طبع رسالہ از ضیائی ارشد
احوال شریف اتقیاء سعید

از طبع عزاد بیل کلشن فکر رسا جناب حاجی سید محمد علی رضا نوا

این نسخہ فضایل پر فیض اہل فضل
تاریخ اور زوے بشارت نوا

تصنیف چون نمود ضیاء صاحب یقین
ذکر جلیل عبد عزیز و محی دین

صحی نامہ مقالات طریقت

صفحہ	سلسلہ	غلط	صحیح
۵	۸	سرا	سرا
۹	۱۳	نواور الارشاد	الارشاد
۱۰	۱۴	نصیب	نصب
//	۱۵	رساند	رساند
۱۳۰	۱۶	منکشف	منکشف
۱۸	۸۰	موضع القرآن	موضع قرآن
۴۵	۵	جواہر القدس	معارج القدس
۵۴	۶	سلمہا اللہ تعالیٰ کے	سلمہا اللہ تعالیٰ کے
۶۲	۶	فطور	فتور
۸۱	۱۴	آخبار	اخبار
۹۸	۱	نہی	ہی

خاتمة الطبع

الحمد لحضرت الجلالہ والنعت لخاصہ الرسالہ
 اما بعد مطبوع طبایع عالی طبعان اور موضوع ضائر روشن ضمیران ہو کہ اندون
 ایک سالہ مفیدہ جلید سہی بہ مقالات طریقہ المعروف بقضایل عزیز
 فضایل و کلمات میں جناب ہدایت مآب خلاصہ علمائے شریعت و طریقہ نقادہ
 عرفا اُمت حضرت خاتم نبوت علامہ یگانہ مجد زمانہ حضرت مولانا شاہ
 عبد العزیز دہلوی کہ بیشک ذات او بود مجمع البحرین فی رضی اللہ عنہ
 فی الدارین، اور کمالات میں قدوة العارفين أسوة الکاملین جناب مولانا امامنا
 و مرشدنا حافظ حاجی سید عبد اللطیف المشہور بہ سید شاہ محی الدین قادری
 دیوبندی نے کہ بلا ریب سے بود اوشہ محی دین بنام، حاجی کفر و حامی اسلام
 اور حسین خمدان حالات بابرکات و دیگر مقبولان ازل و برگزیدگان بابرگاہ عزوجل
 سیمائے مختصر کیفیت گوہر کمان زہد و تقویٰ و دریا مجد و علا عالم با عمل فاضل
 یکتا دوران سے زسبہ اکابر عالم رہن اگر امش، خمدان عالم ایام غرق انشا
 اعنی حضرت مولانا ابورجا محمد زمان کی ولادت شہادت تک من تصنیف حقائق
 آگاہ و قابق التناہ واقف رموز اولیا کرام و اصف حضرات اصفیاء عظام
 منظور نظر اصحاب و تقویٰ ضیاء ویدہ ارباب صدق و صفاء اوزا قرآن و تفسیر
 ممتازہ و در النوار حق بروحش باز، یعنی محمد عبد الرحیم صاحب

المتخلص ضیا سلمہ اللہ تعالیٰ مستوطن بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد دکن جرہ سہا
 عن الشر والفساد والفتن مندرج ہی اس بندہ ہیچدان محقر ومان عجز مرسم
 حاجی کرتان محمد قاسم کے پاس بلا واسطہ پہونچا اور اسکو ایک بار ابتدا
 انتہا تک بغور تمام مطالعے میں لایا تا کو واقعی اس سالہ سبے نظیر کو مجموعہ فوائد کثیر پایا
 کہ ہر مقالہ اسکا گلشن راز و نیاز اور ہر ایک کے مضامین کا جدا گانہ انداز ہی
 باغ دل راتنا کی از حسن تحریر پیش بود ہا شمع جان را بس ضیاء از نور تفریق بود
 لہذا بتصور منافع مالا مال اور بہ تخیل فوائد طائبان احوال اہل فضل و کمال اور نظر
 حقوق احسان مولانا شہید علیہ الرحمۃ والغفران کے جو باعث ایجاب اس
 مطبع مشین کرتان کے وہی شیخ زبان تھے یعنی پیشگاہ سے وزیر
 نیکو تدبیر مرجع برناو پر قطعہ محیط مرکز دولت و آسمان جلال ہا سپہر وزارت
 و کو کب اقبال ہا ستودہ خصلت و کافی کف و مؤید ید ہا خجستہ طالع و فرخ رخ
 و ہمایون خال ہا سر اباد النش و فرہنگ جناب نواب مختار الملک بہادر
 سالار جنگ دام اقبالہ کے بکوشش بلیغ بنا مطبع کے باب میں حکم رسان تھے
 عمد فیض مدین اختر برج والا گری نیر سپہر سروری آرایش گلبن حکومت
 و دولت پر آرایش گلشن شوکت و صولت و جی صفت و معالی منقبت و فرخندہ
 مصنع جوان نخت جوان دولت جوان سال ہا سے درش مقصد اہل امید باد ہا
 نوالش بر خلق جاوید باد ہا ظل اللہ رئیس الاسلام مغر حکام من نظام الملک آصفیاء

زب میر محبوب علی خان بجا در شاہ دکن ام دولۃ و مملکہ کے اس سال
 سیدانام کو بنا مطبع کے بعد پہلے پہل محلہ فضل گنج من محلات بلدہ حیدر آباد دکن
 میں بصرہ تمام طبع کروایا چنانچہ ماہ صفر ۱۲۹۳ ہجری کی ٹیئیسویں تاریخ کو بخوبی
 وزیر باکی حسن انجام پاکر مطبوع طبائع خاص عام ہوا بعض سخن سنان شیرین
 حکام اور مؤرخان محبتہ فرجام نے جو تواریخ اختتام زیت قیم فرمائی ہیں اونکو
 بھی اس مقام پر زینت خاتمہ کیا۔

قوت تاریخ طبع از طبعزاد و لاثراد صاحب فکر سا مؤرخ مکتا
 جناب حاجی حافظ سید محمد علی صاحب متخلص نوا

طبع ہوئے بوضع مطبوع	تصنیف ضیا کتاب نیکو
تاریخ لکھی نوا نے اوسکی	کیا خوب چھپی کتاب اردو

سات تواریخ از افکار صایب سید احمد حسین صاحب

قطعہ تاریخ آغاز طبع

طبع تالیف کی بہت ادالی	جب ضیا نے برای فیض عام
تاریخ اوسکی احمد نے	ہوئے آغاز طبع نیک انجام

ایضا قطعات تواریخ خاتمہ طبع

ضیای مرد مک اہل دید یہ نسخہ	ہوکان فیض در معرفت سنجیدہ
لکھا ضیا نو کنا سال اسکا احمد نے	ضیای دیدہ مژوم ہر سید سنجیدہ

ایضاً

ہر ضیا بخش دل اہل رجحان
 نسخہ و نگارش و کلام مطبوع

بہ مقالاتِ طریقت بے شک
 طبع احمد نے سن طبع کہا

ایضاً

بخطِ مرزین و سنجیدہ چھاپہ
 کتابِ طریقت پسندیدہ چھاپہ

کتابِ طریقت ہوئی جبکہ مطبوع
 کہی خوب احمد نے تاریخ اسکی

صحت نامہ ضمیمہ

صفحہ	سطر	خط	صحیح
۳۰۱	۱۳۹	۴۷۷	۴۷۷
۳۰۳	۶	جواب	خواب
۳۰۶	۱	یکبار	یکبار

اطلاع از جانب مالک مطبع متین کرتان

بہ کتاب مقالاتِ طریقت معروف بہ فضایلِ عزیزانہ حسب اجازت
 جناب مصنف اعلیٰ محمد عبد الرحیم صاحب ضیاء اللہ تعالیٰ کہ حق
 تصنیف اس مطبع کو عنایت کیا ہو صرف مبلغ کثیر طبع ہوئی کوئی اور
 اہل مطبع وغیرہ بدون اجازت کے قصہ چھاپنے یا چھپوانے کا فرمان
 جس قدر کتابین مطلوب ہوں مطبع سے منگوائیں فقط۔۔۔

ب۔

بہ کرتان محمد محی الدین مالک مطبع متین کرتان